ام المومنین، صدیقہ کائنات، محدثہ، فقیہہ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

قرآن کی زبان میں سیدہ کا مقام

ناموس صحابہ واہل بیت کے تحفظ کا علمبردار

سلسلہ وار

نظام خلافت راشدہ

شوال 1430ھ سلسلہ 2

گلشن جھنگوی کا مہکتا ہوا پھول

شیر اسلام

علامہ شعیب ندیم شہید

شہادت 13 ستمبر 2004ء اسلام آباد

قائد اہل سنت

علامہ الحافظ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ

قتل کی سازش بے نقاب

جبل استقامت مرد آہن بطل حریت،

قائد ملت اسلامیہ

حضرت مولانا اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ

مہد سے لحد تک

شیعت کو مخلصانہ دعوت اسلام

حافظ ارشاد احمد دیوبندی کے قلم سے

بلیک واٹر ڈیتھ سکواڈ ہے

قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمن مدظلہ

سابق شیعہ مجتہد

سید امیر رضا قمی

میرے سابقہ مذہب کے لوگ بڑی گمراہی میں مبتلا ہیں

صحابہ دشمنوں سے کبھی تعلق نہ بنائیں

سیدنا باقر علی شاہ رحمہ اللہ

کی وصیت

پابندی

کے باوجود مشن نہیں چھوڑیں گے

قائد سندھ سید پریل شاہ سے انٹرویو

1300 سال بعد

اصحاب رسول رضی اللہ عنہم

کے اجساد

تروتازہ نکل آئے

ناقابل انکار حقیقت

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گستاخ کی

درخواست ضمانت ہائیکورٹ نے خارج کردی

گستاخ صحابہ کے لیے لمحہ فکریہ

قافلہ حسین کی سواریاں

گھوڑے نہیں اونٹ تھے

نامور بریلوی عالم دین مولانا محمد علی کی تحقیق

CS CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان الٰہی

اور جو شخص مخالفت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبکہ اس کے سامنے ہدایت کھل چکی اور چلے مومنوں (صحابہؓ) کی راہ چھوڑ کر ہم اسے پھیر دیں گے جس طرف پھرتا ہے اور اسے داخل کریں گے جہنم میں اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے لوٹنے کی۔

(النساء آیت 115)

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے لوگو! خلفاء راشدین ہدایت دہندگان کی پیروی کرو اور ان کو مضبوطی سے داڑھوں سے تھام لو۔ خبردار نئی باتوں سے بچنا اس لئے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(کتاب السنۃ)

قرآنی اصولوں کا تقاضا

ہمارے صحابہ کرام کے ابتدائی مخالفین یعنی قدیم روافض نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں انہیں طعن کا نشانہ بنایا تو بارگاہِ ایزدی کی طرف سے سخت الفاظ میں ان کی سرزنش کی گئی۔ قرآن عظیم کا بیان اور انداز ملاحظہ ہو۔

"اور جب ان سے کہا گیا ایمان لاؤ جیسے لوگ (صحابہ کرام) ایمان لائے تو کہتے ہیں کیا ہم بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں۔ خبردار تم ہی بیوقوف ہو لیکن تم جانتے نہیں۔ (القرآن: پارہ1)

آپ نے دیکھا جن لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیوقوف کہا، خدا نے انہی کو بیوقوف اور احمق قرار دیا، اس قرآنی اصول کا تقاضا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قدیم روافض نے صرف بے وقوف کہا، لیکن جدید روافض شیعہ اور خمینی کے پیروکاروں نے ان مقدس ہستیوں کو کافر، منافق، مرتد، جہنمی اور شیطان العیاذ باللہ دنیا کی غلیظ سے غلیظ ترین گالیاں دی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بھی شیعہ کو انہی الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ ہمارا یہ اعتراض ذاتی یا اختراع شدہ نہیں، بلکہ قرآنی اور خدائی اصول کے تحت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا کہنے سے خدا کا دین باطل ہو جاتا ہے۔

آنے والے ان حالات سے خدا سے زیادہ کون واقف تھا؟ (صحابہ کرام کی آئینی حیثیت۔ صفحہ 140)

فکرِ جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

میں بڑے صاف اور واضح لفظوں میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ مولویت کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ مولوی اپنے نام کے ساتھ دیوبندی لکھ کر ٹاؤٹ ہو، یقین کر لیجئے کہ اس رب کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں میں رعنائی رکھی ہے کہ دیوبندی مولوی ٹاؤٹی نہیں کر سکتا وہ دیوبندیت کو بدنام کرتا ہے کسی اور کا ایجنٹ ہوگا۔

ہو دیوبندی کی روحانی نسل، ہو دیوبند کا لقب رکھنے والا اور پھر بیڑی نہ پہنے، دیوبند کا لقب ساتھ رکھنے والا ظالم و چور کی آنکھ میں آنکھ نہ ڈالے، ہو دیوبند کا نام لینے والا عطاء اللہ شاہ بخاری کی یاد تازہ نہ کرے، میں اسے دیوبندی نہیں سمجھتا، منافق سمجھتا ہوں۔ دیوبندیت ایک تحریک کا نام ہے، دیوبندیت جرأت کا نام ہے، دیوبند کردار کا نام ہے، دیوبندیت صاف گوئی کا نام ہے۔

علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

ایران کے بارے آپ نے سن لیا کہ ایران کے آدم خود خمینی نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ خمینی حجۃ اللہ۔ کلمہ طیبہ کے اندر خمینی کا نام انہوں نے شامل کر دیا ہے۔ اور خمینی نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مشن میں ناکام واپس ہو گئے تھے۔ ہم پاکستان کی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس زہر آلود لٹریچر پر فوری پابندی لگائی جائے اور ایران کے سفارت خانے پر ان سرگرمیوں کی وجہ سے پابندی لگائی جائے۔ ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں، لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور پیغمبر علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین برداشت نہیں کر سکتے، ہمارا تعلق اس جماعت کے ساتھ ہے، ہمارا تعلق ان علماء کے ساتھ ہے کہ جن علماء نے انگریز کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر ڈیڑھ سو سال تک ظلم و تشدد کا مقابلہ کیا لیکن گردن نہیں جھکائی۔

(جلال پور پیر والا سے شہدائے بالاکوٹ کانفرنس سے خطاب)

فرمودات مولانا اعظم طارق شہید

کیا یہ صحابہ صرف اعظم طارق کے ہیں؟ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ صحابہ صرف ہمارے ہیں؟ صحابہ سب مسلمانوں کے ہیں۔ تبلیغ والو! صحابہ نہ ہوں تو تبلیغ ثابت نہیں۔ سیاست دانو! صحابہ نہ ہوں تو نظام خلافت راشدہ ثابت نہیں۔ قرآن پڑھنے والو! اگر صحابہ نہ ہوں تو قرآن ثابت نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ قرآن نہیں تھا۔ قرآن کو جمع کرنے والے صحابہ، امت کو حدیثیں جمع کر کے دینے والے صحابہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ کر امت کو دکھانے والے صحابہ، دور دراز ملکوں میں جا کر لوگوں کو اسلام سکھانے والے صحابہ، دریاؤں میں گھوڑے اتار کر دین کی بات کرنے والے صحابہ، آگ میں جل کر حق بات کرنے والے صحابہ، تختہ دار پر لٹک کر دین کی بات کرنے والے صحابہ

علامہ علی شیر حیدری مظلومانہ شہادت

14 اگست آل پاکستان دفاع صحابہ ودستار فضیلت کانفرنس کی گونج ابھی مدھم نہیں پڑی تھی کہ 16 اگست کی رات 2 بجے کے قریب خیر پور شہر سے قریباً 17 کلومیٹر کے فاصلے پر گھات میں بیٹھے ہوئے شیعہ دہشت گردوں نے ایک منصوبہ کے تحت قائد اہلسنت والجماعت علامہ علی شیر حیدری اور انکے ڈرائیور امتیاز احمد بھلی بھٹو کو انتہائی بے دردی سے فائرنگ کر کے شہید کردیا۔ علامہ علی شیر حیدری رحمہ اللہ کی شہادت کی خبر آناً فاناً پوری دنیا میں پھیل گئی۔ جنازہ کے موقع پر لاکھوں لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ کے اعلیٰ مرتبہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ شہادت کے تیسرے روز پاکستان میں سعودی سفارتخانہ کے ذریعے جامعہ حیدریہ کے ذمہ داران کے نام ایک پیغام موصول ہوا کہ امام کعبہ شیخ عبدالرحمٰن السدیس علامہ علی شیر حیدری کی شہادت پر تعزیت کیلئے ان کے گھر آنا چاہتے ہیں۔ اس پیغام کے بعد تاریخ اور وقت طے ہو چکا تھا کہ پاکستانی حکمرانوں نے حیلے بہانوں سے امام کعبہ کے پروگرام کو سکیورٹی کا بہانہ بنا کر ایک سازش کے تحت سبوتاژ کردیا پھر چند دن بعد سعودی سفارتخانہ کے ذریعے دوسرا پیغام ملا کہ بعض وجوہات کی بنا پر شیخ عبدالرحمٰن السدیس کا خیر پور آنا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے شیخ محترم کی خواہش ہے کہ حضرت علامہ علی شیر حیدری کے بھائی یا بیٹے مکہ آنے کی دعوت قبول فرمائیں تاکہ شیخ ان کے ساتھ باضابطہ تعزیت کرسکیں۔ سپاہ صحابہ کے قائدین کی طرف سے حضرت علامہ علی شیر حیدری کے چھوٹے بھائی مولانا ثناء اللہ جو کہ مستند عالم دین اور جامعہ حیدریہ کے مہتمم ہیں کا نام تجویز کیا گیا ہے کہ وہ سعودی گورنمنٹ کے شاہی مہمان کی حیثیت سے مکہ تشریف لے جائیں وہاں امام کعبہ کے ساتھ انکی ملاقات ہوگی۔ علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ کے علمی مقام کا اندازہ تو قدردان لوگ ہی کرسکتے ہیں۔ ہمارے حکمرانوں خصوصاً وزیر داخلہ رحمان ملک اور صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری نے جس طرح علامہ علی شیر حیدری کی شہادت کے سانحہ کو ذاتی دشمنی ثابت کرنے کی سازش تیار کی تھی اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس واقعہ میں صدر پاکستان اور وزیر داخلہ کس قدر ملوث ہیں۔ موجودہ حکمرانوں سے علامہ علی شیر حیدری کے قاتلوں کی گرفتاری اور اس سازش کو بے نقاب کرنے کے مطالبات محض وقت کا ضیاع ہیں۔ خداوند کریم سے دعا ہے کہ اللہ کریم اس واقعہ کے ملزمان کو بے نقاب کر کے اس دنیا بھر میں عبرتناک سزا سے دوچار فرمائیں۔

دہشت گردوں کا سرغنہ علی زیدی گرفتار

گذشتہ ہفتے عیدالفطر سے دو روز قبل خفیہ ایجنسیوں کی نشاندہی پر انٹر رسک سکیورٹی کمپنی کے نام سے دہشت گردی کی کاروائیوں کے سرغنہ ریٹائرڈ کیپٹن علی زیدی کے ٹریننگ سنٹر پر چھاپہ مارا گیا تو وہاں سے ساٹھ کے قریب غیر قانونی بھاری ہتھیار برآمد ہوئے۔ ٹریننگ سنٹر کا مالک علی زیدی موقع سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اسلام آباد کے ایک تھانے میں مقدمہ درج کر کے کاروائی شروع کی گئی تو علی زیدی نے انتہائی چالاکی سے عبوری ضمانت کروالی۔ عدالت نے پہلی پیشی پر ہی اس کی ضمانت خارج کردی تو پولیس نے اسے باضابطہ طور پر گرفتار کرلیا۔ مزید تحقیقات کے بعد یہ انکشاف ہوا کہ کئی سالوں سے علی زیدی شیعہ دہشت گردوں کو اسلحہ اور ٹریننگ مہیا کرتا ہے۔ کالعدم سپاہ صحابہ کے جتنے بھی لوگ اسلام آباد یا قریبی علاقوں میں شہید ہوئے جن میں علامہ شعیب ندیم، مولانا محمد عبداللہ خطیب لال مسجد اور حتیٰ کہ مولانا محمد اعظم طارق شہید کے قاتلوں کو اسلحہ اور ٹریننگ مہیا کرنے میں علی زیدی کے ملوث ہونے کے انکشافات ہوئے ہیں۔ اس بارے میں قومی اخبارات کے ذریعے حقائق منظر عام پر لائے گئے۔ باوثوق ذرائع کے مطابق غیر ملکی ٹریننز علی زیدی کے تربیتی کیمپ میں بھرتی ہونے والوں کو تربیت دیتے رہے ہیں۔ کیپٹن (ر) علی زیدی کا تعلق ایس ایس جی سے رہا ہے اور اسے وہاں سابق صدر مشرف اور سابق وزیر اعظم شوکت عزیز نے تعینات کیا تھا۔ ذرائع کے مطابق اب تک 900 کے قریب دہشت گردوں کو مختلف گروپوں کی صورت میں تربیت دے چکے ہیں۔ ہر گروپ 25 سے 30 افراد پر مشتمل ہے۔ جنہیں مختلف قسم کے بھاری ہتھیاروں کی تربیت دی جاتی رہی ہے۔ مستقبل کے پروگرام کے مطابق موجودہ تربیت حاصل کرنے والے دہشت گردوں کو غیر ملکی سفارتخانوں کے افسروں کے ساتھ منسلک کیا جانا تھا۔ کیپٹن (ر) علی زیدی کی گرفتاری اور دہشت گردی کی ٹریننگ کے کیمپ موجودہ حکمرانوں کیلئے لمحہ فکریہ ہیں۔ انہیں سوچنا چاہئے جب اسلام آباد کے اندر دہشت گردی کے تربیتی کیمپ کام کر رہے تھے اس وقت خفیہ ایجنسیاں کہاں تھیں؟ کیا یہ موجودہ حکمرانوں کی ناکامی نہیں؟ انہیں دیر، سوات اور مالاکنڈ کے اندر دہشت گردی کے مراکز کا پتہ چل جاتا ہے لیکن اسلام آباد میں قائم دہشت گردی کے مراکز کا علم نہیں ہوتا اب جبکہ اصل ملزم گرفتار ہو چکا ہے تو اسکی مکمل تفتیش کے بعد اصل حقائق منظر عام پر لائے جائیں۔ سپاہ صحابہ کے شہداء کے مقدمات میں اسے شامل تفتیش کیا جائے اس سے جہاں شہداء ناموس صحابہ کے قاتلوں کی گرفتاری میں مدد ملے گی وہاں دہشت گردوں کی سرپرستی کرنیوالے اسلام آباد پولیس کے شیعہ افسران بھی بے نقاب ہوسکیں گے۔

"موت نہیں۔ زندگی ہے یہ"

تحریر: محمد ارسلان زاہد جگر والا

صدموں کا ہجوم ہے اور تڑپتی لاشوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر اور امیر عزیمت مجدد العصر علامہ حق نواز جھنگوی شہید ؒ کو دشمنانِ اصحابِ رسول ﷺ نے راستے سے ہٹانے کا جو انداز اپنایا تھا وہ پوری شدت سے جاری وساری ہے۔ دشمن مکمل منصوبہ بندی اور طے شدہ پروگرام کے تحت اہل سنت کی بیدار قیادت کو قتل وغارت گری کے ذریعے گولیوں اور بموں کی بھینٹ چڑھا کر عوام الناس کو مشن جھنگوی سے دور کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔

5 جولائی 2009ء کو کراچی میں اسیر ناموس صحابہ جناب حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ کو بے دردی سے خاک وخوں میں تڑپا دیا گیا۔ تحریک ناموس صحابہ کیلئے حافظ صاحب کی عظیم قربانیاں کارکنوں کیلئے کٹھن وقت میں راہنمائی کا زبردست فریضہ انجام دیتی رہیں گی۔ انہوں نے ناموس اصحاب محمد ﷺ کے تحفظ کے جرم میں طویل اسارت کا جس پامردی اور استقلال سے مقابلہ کیا ہے وہ یقیناً آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

حافظ صاحب تو شہادت کا جام نوش کر کے خُلد بریں کے مہمان بن گئے لیکن اُن کی جدائی کے صدمے نے پوری جماعت کو ہلا کر رکھ دیا۔ جماعت ابھی اس صدمے سے نکلی ہی نہ تھی کہ بزدل دشمن نے دلائل و براہین کے شہسوار، رافضیت کے فاتح، جرأت و بہادری کے مجسم پیکر، مناظر اہل سنت، خطیب بے بدل، تقویٰ و عمل کے پہاڑ، ترجمان مشن جھنگوی، سنیت کے محبوب قائد، ملت اسلامیہ کے عظیم راہنما، علماء دیوبند کے وارث حقیقی، طبقۂ اہل حق کے ماتھے کا جھومر علامہ علی شیر حیدری کو 17 اگست 2009ء کو سپیدۂ سحر طلوع ہونے سے قبل ایک جلسہ سے خطاب کے بعد جامعہ حیدریہ واپسی پر بے دردی سے شہید کر دیا۔ اُن کی شہادت ایک فرد یا ایک لیڈر اور قائد کی جدائی نہیں بلکہ رافضیت کے سیلاب کے آگے ایک عظیم بند تھا جو ٹوٹ گیا ہے۔ جبل استقامت جرنیل ملت اسلامیہ علامہ محمد اعظم طارق شہید ؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

"رافضیت ایک سیلاب کی مانند ہے جو اسلام کی ہر بستی کو ملیامیٹ کرنا چاہتا ہے۔ دین کا کام کرنے والی تمام جماعتیں اُس سیلاب کے راستے میں نئی بستیاں اور نئے شہر تعمیر کر رہی ہیں اور مشن جھنگوی کا پرچم تھامنے والوں نے مسلمانوں کی ان نئی پرانی بستیوں اور شہروں کو اس سیلاب بلاخیز سے بچانے کیلئے ایک مضبوط بند باندھ رکھا ہے۔ رافضیت کے اس سیلاب کی خونی لہریں کبھی کبھی طوفان کا روپ دھار کر بند سے ٹکراتی ہیں اور محافظین میں سے کچھ کو لقمہ اجل بنا دیتی ہیں۔ لقمہ اجل بن جانے والوں کی جگہ خالی دیکھ کر کچھ دیوانے آگے بڑھتے ہیں اور کمر کس کر نئے عزم اور ولولہ کے ساتھ پھر سے محافظت کا فریضہ سرانجام دینا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ طوفانی لہریں اپنا کام کر رہی ہیں اور محافظین اپنا۔ جس دن یہ محافظین تھک ہار کر اس بند کی محافظت سے دست بردار ہوگئے اُس دن اُن بستیوں اور شہروں کو ملیامیٹ ہونے سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔"

قائد ملت اسلامیہ علامہ علی شیر حیدری شہید ؒ نے ایک بار تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی میں عظیم اعظم طارق کی شہادت کے بعد ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ جن لوگوں کو اپنے مشن کی حقانیت کا یقین ہوتا ہے اور اُس مشن کی تکمیل کیلئے وہ کٹنا مرنا سعادت سمجھتے ہیں۔ یہی لوگ اہل حق ہوا کرتے ہیں۔ پھر اُن کی شہادت یا قربانی کے بعد اُن کا منصب خالی نہیں رہتا بلکہ ایک کے بعد دوسرا آتا ہے اور آگے بڑھ کر اُس منصب کو سنبھالتا ہے اور قربانیوں کی نئی داستان رقم کر کے دشمن کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ پھر تشدد و بربریت کی کوئی بھی آندھی اس کے پایہ استقلال کو متزلزل نہیں کر سکتی۔

اگر جرنیل شہید ؒ اور حیدری شہید ؒ کے فرمودات کو ملا کر پڑھا جائے تو نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے کہ رافضیت کے سیلاب کے سامنے باندھے گئے اس بند کو ایک کے بعد دوسرا آ کر مضبوط کرنے کیلئے کمر بستہ ہو جائے گا لیکن محافظت کا یہ فریضہ کسی بھی صورت ادھورا یا نامکمل نہیں رہنے دیا جائے گا۔

جو لوگ علامہ علی شیر حیدری کی شہادت کے بعد یہ سمجھ رہے ہیں کہ مشن جھنگوی دم توڑ دے گا وہ شاید یہ بھول رہے ہیں کہ دین احمد ﷺ مرسل، پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کی رحلت کے بعد چہار دانگ عالم میں پھیل کر رہا۔ دین محمدی وہ دین برحق ہے جو بہرحال تمام ادیانِ باطلہ پر غالب آ کر رہے گا۔ یہ اللہ جل جلالہ کا اعلان ہے اور وعدہ بھی جو بہرصورت پورا ہو کر رہے گا۔ نبی مکرم ﷺ کی رحلت کے بعد صدیق اکبر ؓ کی رحلت اور پھر یکے بعد دیگرے تینوں خلفاء راشدین کی شہادت کی صورت میں کتنی قیامتیں تھیں جو گزر گئیں لیکن اسلام کی حقانیت کا سورج پوری آب وتاب کے ساتھ جگمگاتا رہا (الحمدللہ)

مشن جھنگوی کے دشمنوں اور حاسدوں کو خبر ہو کہ اس مشن نے اگر مٹنا ہوتا تو امیر عزیمت حضرت جھنگوی شہید کی شہادت کے ساتھ ہی مٹ جاتا۔ یہ دین اسلام کی حقانیت ہے، صحابہ کرام کی کرامت ہے یا پھر خون شہیداں کی برکت ہے کہ ہر ٹھوکر کے بعد یہ قافلہ سخت جاں سنبھلا اور سنبھل کر آگے ہی بڑھا۔ کیونکہ یہ وہ گروہ ہے جو اپنے مشن کی حقانیت پر یقین رکھتا ہے اور اس کی تکمیل کیلئے کٹنا مرنا سعادت سمجھتا ہے۔ یہی اس کے اہل حق ہونے کی علامت ہے اور اہل حق کا منصب اُن کی شہادت یا قربانی کے بعد کبھی خالی نہیں ہوتا۔

جھنگوی ؒ سے حیدری ؒ تک ناموس صحابہ کے تمام شہداء مشن کی تکمیل کیلئے اپنے بعد ایک ایسا تربیت یافتہ گروہ چھوڑ گئے ہیں جو اُن کی جلائی ہوئی شمع کو روشن رکھنے کیلئے خونِ جگر دینے کو ہر وقت، ہر آن تیار کھڑے ہیں۔ ظلم، تشدد، بربریت اور قتل وغارت گری کا کوئی بھی ہتھکنڈہ انہیں اپنے مشن سے دور نہیں کر سکتا۔ کل بھی یہی سچ تھا۔ آج بھی یہی سچ ہے اور کل بھی یہی سچ ہوگا۔ (انشاءاللہ)

سپاہ صحابہ پر پابندی کی وجہ سے مشن نہیں چھوڑیں گے

صوبہ سندھ کے صدر سید پریل شاہ سے انٹرویو

انٹرویو پینل: محمد یونس قاسمی، عبدالجبار شیخ

درمیانہ قد، گھنی داڑھی، فربہ مائل جسم، شیر جیسی موٹی موٹی آنکھیں، بارعب چہرہ، یہ تصویر ہے جناب غازی سید محمد پریل شاہ مدظلہ کی۔ آپ یکم فروری 1959ء میں گوٹھ میر شاہ خیر پور سندھ میں پیدا ہوئے، سید خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، آباؤ اجداد بخارا میں رہتے تھے اسی نسبت سے بخاری کہلاتے ہیں۔ 1976ء میں میٹرک کیا پھر جامعہ عزیزیہ تھوڑی ضلع لاڑکانہ سے شہادۃ العالیہ کی سند حاصل کی 1990ء میں دشمنان صحابہ کی کارستانیوں سے تنگ آکر سپاہ صحابہ میں شامل ہوئے اور دفاع صحابہ کیلئے سربکفن میدان میں کود پڑے، اب تک مختلف عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں، اب صوبہ کے کنوینز اور مرکزی نائب صدر ہیں، امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید کے معتمد خاص سمجھے جاتے تھے۔ سترہویں گریڈ کے آفیسر ہونے کے باوجود دشمنان صحابہ کی خبر گیری اور غلامان صحابہ کی خدمت کیلئے ہر وقت تیار اور انہی کاموں میں مصروف نظر آتے ہیں۔ سلسلہ وار نظام خلافت راشدہ کے چیف ایڈیٹر انجینئر طاہر محمود صاحب کے حکم پر حضرت شاہ صاحب کا انٹرویو کرنے کیلئے حاضر ہوئے، جامعہ حیدریہ انوار الھدیٰ میں واقع علامہ علی شیر حیدری شہید کے دفتر میں تشریف فرما تھے، کمال شفقت اور ڈھیروں محبتوں سے نوازا۔ جناب غازی سید محمد پریل شاہ مدظلہ سے ہونے والی گفتگو نذر قارئین ہے۔

سوال: خیر پور سنی شیعہ تنازعہ کے حوالہ سے انتہائی حساس شہر سمجھا جاتا ہے اس تنازعہ کے پر امن خاتمہ کیلئے آپ نے کیا کوششیں فرمائی ہیں؟

جواب: ہم نے ہمیشہ امن کی بات کی ہے اور حکومت و انتظامیہ سے یہی کہا ہے کہ یہ اختلافات ختم نہیں ہو سکتے البتہ اس عنوان پر ہونے والے فسادات کا خاتمہ ممکن ہے اور ہم اس کیلئے ہر طرح کا تعاون کرنے کو تیار ہیں ، ہماری کوششوں سے متعدد مرتبہ ان فسادات کے خاتمہ کیلئے خیر پور کی سطح پر کمیٹیاں قائم ہوئی ہیں، کمیٹیوں میں بات بھی چلتی ہے مگر درمیان میں کوئی ایسا ہاتھ سامنے آجاتا ہے جو اس بات کو آگے چلنے نہیں دیتا۔ بعض دفعہ فریقین کے درمیان امن وامان کے قیام کیلئے معاہدے بھی ہو جاتے ہیں ، پھر فریق مخالف انکی پابندی نہیں کرتا تو انتظامیہ کو چاہئے کہ وہ انکی پکڑ کرے مگر ایسا نہیں ہوتا۔ میں یہاں پر یہ کہوں گا کہ انتظامیہ شیعیت اور شیعہ دہشت گردوں کی پشت پناہی کرتی ہے اور انکی بھر پور حمایت کرتی ہے ۔ اگر انتظامیہ غیر جانبدار ہو جائے تو یہ فسادات ختم ہو سکتے ہیں۔

سوال: شاہ صاحب! آپ نے اپنے فریق مخالف کو دہشت گرد قرار دیا ہے، آپ کے پاس کیا ثبوت ہیں کہ شیعہ دہشت گردی میں ملوث ہیں؟

جواب: ہمارے پاس ایک نہیں کئی ثبوت ہیں، جن میں یہ بات واضح طور پر موجود ہے کہ شیعہ کے کئی گروپ ہیں جو دہشت گردی کی پلاننگ کرتے ہیں ، علمائے حقہ کو قتل کرکے ایران فرار ہو جاتے ہیں ، کچھ عرصہ ایران میں رہنے کے بعد پھر واپس آکر انہی کارروائیوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ہمیں جن لوگوں کے متعلق معلوم ہوتا ہے ہم حکومت کو آگاہ کرتے ہیں مگر ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی ۔ پوری دنیا جانتی ہے کہ علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید کا قاتل محرم علی شیعہ تھا جبکہ اس سانحہ کی

> **شیعہ دہشت گردی میں ملوث ہیں ۔ ان کے کئی گروپ دہشت گردی کی پلاننگ کرتے ہیں ، علماء حقہ کو قتل کرکے ایران فرار ہو جاتے ہیں کچھ عرصہ ایران میں رہ کر پھر انہی کارروائیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں، شیعہ افسران کی وجہ سے گرفتار نہیں ہوتے**

پلاننگ کرنے والے آج بھی ایران میں پناہ لئے ہوئے ہیں۔ مولانا اعظم طارق شہید کے قاتل گرفتار ہوئے وہ بھی شیعہ تھے ، ملتان میں اعظم طارق شہید کانفرنس میں بم

> **نظام خلافت راشدہ ہمارے مشن کا علمبردار رسالہ ہے جو ہر موقع پر دوستوں کو ہدیہ کار کی جائے یہ رسالہ تحفے میں دیں ۔ اس سے آپ کا مشن بھی آگے جائے گا اور دوست بھی خوش ہوں گے**

دھماکہ کرکے 45 آدمیوں کو شہید کرنے والے بھی شیعہ تھے ، علامہ علی شیر حیدری شہید کے والد حاجی وارث شہید کا قاتل قلندر بخش جاگیرانی بھی شیعہ ہے، سب کو پتہ ہے اب پھر علامہ علی شیر حیدری شہید پر حملہ کرنے والا اوشاق جاگیرانی بھی شیعہ تھا جو علامہ صاحب کے گن مینوں کی فائرنگ سے قتل ہوا۔ اس سے قبل بھی ہمارے جتنے علماء کرام اور قائدین شہید ہوئے ہیں سب کے قاتل شیعہ ہیں ، ہم کیسے مان لیں کہ شیعہ دہشت گردی میں ملوث نہیں۔ شیعہ دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہے اور ہمارے علماء کا قاتل ہے۔

سوال: شاہ صاحب! آپ پر بھی دہشت گردی کا الزام لگتا ہے اور اسی الزام کی بناء پر آپ کی جماعت کو بین کیا گیا ہے۔ یہ کس حد تک درست ہے؟

جواب: یہ بالکل جھوٹ اور خلاف حقیقت ہے ۔ آج تک کوئی ایسا نوجوان جو دہشت گردی میں ملوث رہا ہو اور اس کے ہمارے ساتھ تعلقات بھی ہوں، حکومت پیش نہیں کر سکی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ عدلیہ اس بات کو بخوبی جانتی ہے شاید یہی وجہ ہے کہ عدالت عالیہ نے ابھی تک حکومتی فیصلے کی توثیق نہیں کی اور اب تو وہی عدلیہ سابق صدر پرویز مشرف کے تمام اقدامات کو غیر آئینی قرار دے چکی ہے ۔ اس صورت میں ہمارے اوپر لگنے والا دہشت گردی کا الزام بھی غیر آئینی ہوا ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اسے غیر آئینی قرار دیتے ہوئے ہمارے اوپر لگائی جانےوالی پابندی ختم کی جائے ۔ اگر ہم دہشت گرد ہوتے تو عدالتیں کب کی ہمیں دہشت گرد قرار دے چکی ہوتیں مگر آٹھ نو سال گزر جانے کے باوجود عدالت نے اس فیصلہ کی توثیق نہیں کی جبکہ کچھ عرصہ پہلے تک

عدالتوں میں جج بھی حکومت کے خریدے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے جنہیں موجودہ چیف جسٹس افتخار چودھری نے فارغ کیا ہے۔ اسی طرح ہمارے اوپر بنائے جانے والے تمام مقدمات بھی جھوٹے ہیں جنکی وجہ سے ہمیں گرفتار کر کے جیلوں میں تو ڈال دیا جاتا ہے مگر دوران سماعت حکومت کے پاس ثبوت نہیں ہوتے اور ہمیں دہشت گرد ثابت نہیں کیا جاسکتا، عدالت ہمیں بری قرار دیکر رہائی کا آرڈر جاری کر دیتی ہے۔ باقی ہمارا کیس جو ہم نے پابندی والے آرڈیننس کے خلاف عدالت میں دائر کیا تھا وہ زیر سماعت ہے اور ہمیں امید واثق ہے کہ اس کا فیصلہ ہمارے حق میں کیا جائے گا اور ہماری جماعت سے پابندی ہٹالی جائے گی۔

سوال: اگر جماعت سے پابندی ختم نہیں ہوتی تو آپ کیا کریں گے، کیا کسی اور نام سے اپنا کام چلائیں گے۔

ہم صحابہ کے سچے ہی ہیں، جماعت تھی تب یہ کام ہورہا تھا پابندی لگ گئی تب ہورہا ہے اور تادم زندگی ہم یہ فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے

جواب: ہمارا کام مذہب اہل سنت والجماعت کا دفاع کرنا ہے اور وہ کام کسی بھی جماعت کا محتاج نہیں۔ ہم صحابہ کرام کے سچے سپاہی ہیں اور دفاع صحابہ کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، جماعت تھی تب بھی یہ کام ہورہا تھا، جماعت پر پابندی لگی تب بھی یہ کام ہورہا ہے اور تادم زندگی ہم یہ فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے۔ ان شاءاللہ۔

سوال: 2004ء میں علامہ علی شیر حیدری شہید کے والد حاجی وارث شہید دن دیہاڑے شہید کردیے گئے تھے اسکی اصل وجہ کیا تھی اور قاتل کون تھے؟

جواب: اس مقدمہ میں جو پلاٹ کا ایشو بنایا گیا تھا اور اس قتل کو اس پلاٹ کا سبب قرار دیا گیا یہ سب غلط تھا اصل میں یہ مذہبی جھگڑا تھا۔ حاجی وارث شہید کے قاتل قلندر بخش جاگیرانی نے جامعہ حیدریہ کے سامنے نام نہاد سبیل لگائی تھی، ظاہر ہے کوئی بھی سلیم الفطرت شخص ایسی غیر شرعی حرکت اپنے گھر کے سامنے برداشت نہیں کرتا۔ جسے جو کرنا ہے وہ اپنے گھر میں کرے کسی دوسرے گھر کے سامنے کیوں؟ یہ وہ اصل بنیادی وجہ ہے جو اس جھگڑے کا سبب بنی ہے، اور یہ سب کچھ علی عباس کاظمی کے ایماء پر ہوا ہے جو نیا گوٹھ خیرپور کا رہائشی مقامی سطح کا شیعہ لیڈر ہے۔ حاجی وارث شہید موقع پہ جا کر یہ تمام خرافات ختم کروانے گئے تھے، ایک دفعہ معاملہ ختم ہوگیا، دوبارہ پھر فائرنگ کی گئی اصل منصوبہ یہ تھا فائرنگ کی آواز سن کر علامہ علی شیر حیدری شہید [redacted] خود آئیں گے مگر قدرت کو یہ منظور نہ تھا انکی جگہ انکے والد چلے آئے اور شہادت سے سرفراز ہوگئے۔ اصل ٹارگٹ اس وقت بھی حضرت حیدری شہید تھے، علامہ حیدری [redacted] کے چھوٹے بھائی علی حیدر اور مدرسہ کے ایک طالب علم میر حسن شدید زخمی ہوئے۔ پلاٹ کا محض بہانہ تھا۔ جس شخص سے یہ پلاٹ خریدا گیا تھا اس کا نام حاجی دین محمد ہے، یہ ایک سنی العقیدہ مسلمان، ایک سال قبل وفات پا گیا، انکی نماز جنازہ خود علامہ علی شیر حیدری نے پڑھائی تھی، انکے بیٹے اب بھی جامعہ حیدریہ میں نمازیں ادا کرتے ہیں، ان سے یہ پلاٹ حضرت حیدری شہید نے نقد رقم دیکر خریدا تھا اور انہوں نے یہ پلاٹ حضرت کے نام کروادیا تھا جسکی تمام دستاویزات ہمارے پاس موجود ہیں اور انتظامیہ کو دکھائی بھی گئی ہیں۔ قلندر بخش جاگیرانی کو یہ تکلیف تھی کہ یہ پلاٹ مدرسہ کو کیوں ملا ہے اس کے علاوہ کوئی مسئلہ نہ تھا اس پر اس نے ہنگامہ کھڑا کیا اور اسے بہانہ بنا کر، شیعہ دہشت گردوں کے ہاتھوں استعمال ہو کر خونی دہشت گردی کا مرتکب ہوا اور قاتل بن گیا۔ حاجی دین محمد مرحوم نے اس وقت کے ایس ایچ او غلام مصطفیٰ راجپوت کے سامنے یہ بیان دیا تھا کہ ہم سنی ہیں اور میں نے سنی مسلمان عالم دین سے معاملہ کیا، شیعہ سے لین دین اور خرید و فروخت کو میں حرام سمجھتا ہوں۔ قلندر بخش جاگیرانی حاجی وارث شہید قتل کیس میں ہمارا نامزد قاتل ہے، مقامی انتظامیہ نے اسکی پشت پناہی کی ہے اور اسکو گرفتار نہیں کیا، اگر حاجی وارث شہید کے قتل میں اسے گرفتار کر کے پھانسی دے دی جاتی تو آج یہ علامہ علی شیر حیدری شہید والا سانحہ رونما نہ ہوتا۔

علامہ علی شیر حیدری کی شہادت ذاتی دشمنی کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ کارروائی اعلیٰ شیعہ حکام کے پری پلان کا نتیجہ ہے

سوال: علامہ علی شیر حیدری شہید کے قتل کے اسباب کیا ہیں؟

جواب: سب سے بڑا سبب تو یہ ہے کہ وہ شیعہ کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے، حق گو عالم دین تھے اور ایسے جید علماء صدیوں میں کبھی پیدا ہوا کرتے ہیں، ان کے قاتل بھی شیعہ ہیں اور قلندر بخش جاگیرانی، اسکے بھائی اور کچھ دیگر افراد ہمارے نامزد قاتل ہیں، حکومت جب تک انہیں گرفتار نہیں کرے گی ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

خیر پور کی انتظامیہ شیعہ دہشت گردوں کی پشت پناہی کرتی ہے جس کی وجہ سے یہاں امن قائم نہیں رہتا

سوال: حکومت اور میڈیا کا موقف یہ ہے کہ علامہ علی شیر حیدری شہید کا ذاتی لڑائی میں قتل ہوئے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب: یہ بالکل غلط اور خلاف حقیقت بات ہے، ہماری کسی کے ساتھ کوئی ذاتی لڑائی نہیں ہے، کوئی ذاتی تنازعہ نہیں ہے، یہ مذہبی جھگڑا ہے اور اپنے مذہب کی حفاظت کرنے کی یہ سزا دی جارہی ہے اور اس مشن پر ہمیں مزید قربانیاں دینے کی ضرورت پڑی تو ہم گریز نہیں کریں گے، ان شاءاللہ۔

سوال: علامہ علی شیر حیدری شہید کی شہادت کے بعد اب آپ کی پالیسی کیا ہوگی اور آئندہ لائحہ عمل کیا اختیار کریں گے؟

جواب: ہماری جماعت میں پالیسی کوئی شخص بذات خود نہیں بنا سکتا بلکہ اس کام کیلئے باقاعدہ ہماری ایک کابینہ موجود ہے جو پالیسیاں ترتیب دیتی ہے اور پھر تمام عہدیداران و کارکنان اس کے پابند ہوتے ہیں۔ ابھی تک وہی پالیسی ہے جو علامہ علی شیر حیدری شہید کے دور میں تھی، ہم اسی کو آگے بڑھا رہے ہیں، اگر چینج ہوگی اور ہمارے اکابرین نے اور ہمارے اس پالیسی ساز ادارے نے پالیسی تبدیل کی تو ہم اس کے پابند ہونگے۔ رہا آئندہ لائحہ عمل کا سوال تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا آئندہ لائحہ عمل قاتلوں کی گرفتاری تک احتجاج کرنا ہے عدم گرفتاری کی صورت میں بھرپور احتجاج کیا جائے گا۔ انشاءاللہ

سوال: قاتلوں کی گرفتاری کی صورت ابھی تک کتنی پیش رفت ہوئی ہے؟

جواب: کوئی خاص پیش رفت نہیں ہوئی، ابھی تک نامزد قاتل ایک ہی گرفتار ہوا ہے، انتظامیہ بار بار ٹائم لے رہی ہے، اور یقین دہانیاں کروا رہی ہے، ہم ابھی تک انتظامیہ سے تعاون کر رہے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ تمام معاملات پر امن طریقے سے حل ہو جائیں تمام نامزد اور دیگر قاتل گرفتار ہو جائیں۔ اگر ایسا نہ ہوسکا تو ہمارے پاس بھرپور احتجاج کا آپشن موجود ہے اور اسکی صورت کوئی بھی ہو سکتی ہے۔ بقیہ صفحہ نمبر 46

ایک بے مثال متبحر عالم اور عظیم قائد

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ

قائد اہلسنت حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ قائد اہلسنت حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ (سرپرست اعلیٰ اہلسنت والجماعت پاکستان)

قائد سپاہ صحابہؓ، امام اہل سنت حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کی جدائی امت مسلمہ خصوصاً اہل حق کیلئے بہت بڑا سانحہ اور نا قابل برداشت صدمہ ہے جو مدتوں زندہ رہے گا، جس کا مداوا ابھی ممکن نظر نہیں آرہا۔ علامہ حیدری شہیدؒ کو اللہ رب العزت نے جو خصوصی شرف بخشا تھا وہ اس دور میں کسی اور کے حصہ میں نہیں آیا، وسعت مطالعہ، حاضر جوابی، بردباری اور مخالف کے دلائل کو پاش پاش کرنا سبھی کچھ آپ کو ودیعت کیا گیا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ نہ صرف شیعت بلکہ تمام مذاہب باطلہ، ضالہ اور مبتدعہ کے خلاف شمشیر بے نیام تھے۔ آپ کی قوت استدلال کے سامنے ٹھہرنا بڑے بڑے مناظرین کے بس کا روگ نہ تھا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

مجھے سعودی عربیہ کے دوستوں نے بتایا کہ شہادت کی خبر سن کر خطیب حرم حضرت مولانا محمد مکی مدظلہ نے فرمایا کہ:

"آج پاکستان میں ایک ایسے جید عالم دین کو شہید کردیا گیا جسکی نظر ہر کتاب پر ہوا کرتی تھی۔"

یہ بات بلا مبالغہ نہیں بالکل سچی اور صحیح ہے، علامہ حیدری شہیدؒ کا تبحر علمی بے مثال تھا، اہل سنت کی کتب پر تو عبور تھا ہی، تمام فرق باطلہ کی اہم کتب پر بھی انکی گرفت مضبوط تھی، جس فرقہ باطلہ پر گفتگو کرتے تو معلوم ہوتا کہ اس موضوع کے ماہر استاذ ہیں۔ شیعیت کے موضوع پر تو استاذ کل تھے۔ شہادت کے تیسرے روز حضرت قائد شہیدؒ کے ڈرائیور حافظ اسد اللہ کے گھر حضرت علامہ حیدری شہیدؒ کی یادوں کی شمع جلائے بیٹھے تھے کہ عزیز محمد یونس قاسمی (ایڈیٹر نظام خلافت راشدہ) نے بتایا کہ بہت دفعہ ایسے ہوتا کہ کسی کتاب کا درس دے رہے ہوتے، چلتے چلتے فرماتے کہ یہاں کچھ عبارت کاتب سے رہ گئی ہے، اسی کتاب کا بہت پرانا نسخہ نکلواتے اور پھر دیکھ کر بتاتے کہ دیکھو یہ عبارت یہاں پر رہ گئی تھی۔

سندھ دھرتی سے تعلق رکھنے والے ایک معروف مفتی، حضرت مفتی عبد الوہاب چاچڑ مدظلہ ایک واقعہ سنا رہے تھے کہ ایک دفعہ میں مفتی غلام قادر رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کولاب جیل والوں سے ملاقات کر کے واپس آرہا تھا تو حضرت مفتی غلام قادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جامعہ حیدریہ چلتے ہیں، یہاں پہنچے تو حضرت حیدری شہیدؒ سے ملاقات ہوئی دوران گفتگو حضرت حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فتاویٰ عالم گیری کا ایک مقام میری سمجھ میں نہیں آرہا وہ آپ مجھے سمجھا دیں، مفتی عبد الوہاب مدظلہ فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب منگوانے کا کہا تو علامہ شہیدؒ کتاب لائے، مطلوبہ مقام دیکھا تو وہ میری سمجھ میں بھی نہ آیا، جب میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو علامہ شہیدؒ فرمانے لگے کہ مجھے لگتا ہے کہ یہاں پر کچھ عبارت چھوٹی ہوئی ہے، مفتی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میرے پاس فتاویٰ عالم گیری کا دوسرا نسخہ موجود ہے اور وہ نسخہ اس نسخہ سے قدیم ہے میں اس میں جا کے یہ مقام چیک کروں گا۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے وہ مقام چیک کیا تو واقعتاً ایسا ہی تھا کہ اس مقام پر تین لائنوں پر مشتمل ایک عبارت چھوٹی ہوئی تھی، آج جو نسخہ عام ملتا ہے اس میں بھی یہ غلطی پائی جاتی ہے مگر کسی مفتی کی نظر اس طرف نہیں جاتی اور کبھی کسی مفتی نے اس مقام کی نشاندہی نہیں کی۔

> علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ بے پناہ مقبولیت کے حامل ہونے کے باوجود عقائد ونظریات اور اعمال میں نہایت شدت کے ساتھ اکابرین وسلف صالحین کے قدم بقدم چلتے ہوئے نظر آتے ہیں

علامہ علی شیر حیدری کا تو یہ عنوان ہی نہ تھا مگر کتب کا مطالعہ اتنا تھا اتنی گہری نظر سے کتاب کو دیکھتے تھے کہ شاید کوئی اس دور کا بڑا محقق بھی اتنی گہری نظر سے نہ دیکھتا ہو۔ چہرہ شناس اتنے تھے کہ کبھی کوئی غیر اپنا بن کے سوال کرتا تو اسے دیکھ کر بتا دیتے کہ تم فلاں ہو اور تمہارا فلاں فرقہ سے تعلق ہے اب بتاؤ کیا پوچھنے آئے ہو؟ مقابل سے گفتگو کے دوران گھبرا جانے، پریشان ہونے جیسی چیزوں سے تو وہ مکمل طور پر محفوظ تھے، جماعتی اجلاسوں، حکومتی میٹنگز میں بہت دفعہ گرما گرمی بھی ہو جاتی تھی مگر مجال ہے کہ وہ کبھی غصہ میں شپٹا گئے ہوں۔ انکی بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ صاحب لسان، اپنے دور میں خطابت کے مجدد ہونے اور بے پناہ مقبولیت کے حامل ہونے کے باوجود عقائد ونظریات اور اعمال میں نہایت شدت کے ساتھ اکابرین وسلف صالحین کے قدم بقدم متبع نظر آتے تھے، اس دور میں اہل کمال شخصیات میں یہ چیز قریباً مفقود ہو کے رہ گئی ہے، اپنی تھوڑی سی مقبولیت دیکھ کر لوگ نہ جانے کیا کیا بزعم خود بن جاتے ہیں بلکہ اتنی ڈینگیں مارتے ہیں کہ انہیں پتہ ہی نہیں چلتا اور وہ جہنم کے کنارے کھڑے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ ایک ایسے مناظر اور ایک ایسے محقق تھے کہ انہیں جب بھی دعوت مبارزت دی گئی انہوں نے فی الفور اس چیلنج کو قبول کیا، مجھے یاد پڑ رہا ہے کہ غالباً 1993ء میں شیعوں نے اپنے ساٹھ مناظرین کی فہرست اخبارات میں شائع کروائی اور چیلنج دیا کہ سپاہ صحابہؓ والے ہمارے ان مناظرین کے ساتھ مناظرہ کرلیں، فتح یا شکست کی صورت میں جو فیصلہ ہوگا ہم اسے تسلیم کریں گے۔ جس دن یہ اشتہار اور خبر بڑی سرخیوں کے ساتھ اخبارات کی زینت بنی اسی دن رات کو لودھراں میں ایک بہت بڑا جلسہ تھا جس میں مورخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ اور علامہ علی شیر حیدری شہید بھی موجود تھے، یہ خبریں دیکھ کر ہم پریشان تھے کہ اب کیا ہوگا؟ ساٹھ شیعہ مناظروں کے مقابلہ میں ہم کس کو لائیں گے؟ مگر جوہری کو جوہر کی خبر ہوتی ہے، علامہ ضیاء الرحمٰن

فاروقی شہیدؒ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ شیعو!

''آج تم نے اپنے ساٹھ مناظروں کو میدان میں لانے کی بات کی ہے، میں تمہارے اس چیلنج کو قبول کرتا ہوں، تم اپنے ساٹھ مناظر لیکر آؤ میں تمہارے ساٹھ مناظروں کے مقابلہ میں اپنا ایک مرد درویش لے کے آؤں گا، ساٹھ کا مقابلہ ایک سے ہوگا اور اس ایک کے سامنے تمہارے ساٹھ مناظر دم دبا کر بھاگتے ہوئے نظر آئیں گے۔ میرے اس شیر کا نام جس کے سامنے شیعیت کبھی ٹھہر نہیں سکے گی، علامہ علی شیر حیدری ہے۔''

حضرت فاروقی شہیدؒ کی یہ پیشین گوئی آنے والے وقت میں بالکل سچی ثابت ہوئی کہ کبھی بھی شیعہ حضرت حیدری شہید ﷫ کے سامنے پاؤں نہ جما سکے۔ اس وقعہ کے بعد دشمن ایسا رفو چکر ہوا کہ اس نے کبھی بھی مناظرہ کا نام نہ لیا۔

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کے سابقہ دور میں متحدہ علماء بورڈ کے ایک اجلاس میں ساجد نقوی کے ساتھ ہونے والی گفتگو میں علامہ حیدری شہیدؒ نے اسے خوب لتاڑا اور اسکی اصلیت اسکے سامنے کھول کے رکھ دی، بعد میں میاں شہباز شریف سے فرمانے لگے کہ میاں صاحب! ساجد نقوی اب مرتو سکتا ہے مگر میرے سامنے دوبارہ نہیں آئے گا، آپ دیکھ لینا کہ یہ اگلے اجلاس میں شریک نہیں ہوگا۔ میاں صاحب کہنے لگے کہ میں اسے ضرور اگلے اجلاس میں لے کر آؤں گا، اگر نہ آیا تو گرفتار کروا کے لاؤں گا مگر میاں صاحب کے تمام دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے اور دوبارہ ساجد نقوی کو ہمارے سامنے آنے کی ہمت نہ ہوئی۔

پرویز مشرف دور میں بھی بریگیڈیئر جاوید اقبال چیمہ کی سربراہی میں کمیٹیاں بنی تھیں کہ ہمیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بٹھا کر معاملہ حل کروا دیا جائے مگر اس نے حکومت سے کہا تھا کہ میں نے ان کے سامنے نہیں بیٹھنا میرا موقف الگ سن لیا جائے، اس وقت بھی ہم نے کہا تھا کہ سامنے بٹھاؤ تا کہ تمہیں بھی تو پتہ چلیں کہ کون زیادتی کر رہا ہے، مگر ایسا نہیں ہوسکا۔ بہت سی باتیں ہیں اور بہت ساری یادیں جو حضرت شہیدؒ سے وابستہ ہیں کوشش کرونگا کہ کچھ تفصیل کے ساتھ علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ پر چھپنے والے خصوصی نمبر میں ذکر کرسکوں۔ اللہ رب العزت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کے درجات بلند فرمائیں اور انہیں کروٹ کروٹ راحت نصیب فرمائیں۔ (آمین)

رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

مکرمی جناب ایڈیٹر

امام اہل سنت، قائد سپاہ صحابہؓ، حضرت الاستاذ حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری صاحب شہید نور اللہ مرقدہ کی جدائی کا بہت دکھ اور افسوس ہے، علمی اور تحقیقی میدان حضرت شہید کی کمی یقیناً پوری نہیں کی جا سکتی۔ ہم حضرت شہیدؒ اور دفاع صحابہؓ کیلئے کٹ جانے والے تمام شہداء ناموس صحابہؓ کی روحوں سے یہ عزم کرتے ہیں کہ آپ کے مشن اور کاز کے ساتھ وفا کریں گے اور اپنی قیادت کے قدم بقدم راہ شہادت پر چلیں گے۔ ہم چیف جسٹس آف سپریم کورٹ جناب افتخار محمد چوہدری سے بواسطہ نظام خلافت راشدہ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایک فل بینچ تشکیل دیں اور سپاہ صحابہؓ کے قائدین وکارکنان کی شہادتوں اور ان پر بنائے جانے والے بلاجواز کیسوں کا جائزہ لے اور ہمارے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ اللہ مشن جھنگوی کا حامی وناصر ہو اور تمام قائدین وکارکنان کی حفاظت فرمائے۔

والسلام

محمد عمر حیدری، ایبٹ آباد

امید ہے کہ آں محترم خیریت سے ہونگے۔ سلسلہ وار نظام خلافت راشدہ ملاحظہ کر کے بہت خوشی ہوئی، دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آں محترم کے علم وعمل اور عمر میں برکت نصیب فرمائے نیز اس دور کی بہت اہم ضرورت قلمی جہاد جیسے مخلصانہ عمل میں ترقی نصیب فرمائے۔

عزیز محترم! خیر القرون کی عمدہ یادگار اسلاف علماء دیوبند کے باعمل نقیب وترجمان، منکرین اصحابؓ رسول ﷺ کیلئے ہمہ وقت سیف بے نیام، مفسر، محدث، حضرت علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کی شہادت جو حضرت ممدوح کیلئے ایک مزید سعادت عظمیٰ اور ہم خدام کیلئے وپسماندگان کیلئے محرومی قسمت ہے، ایسے قحط الرجال کے دور میں بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے، اس دور میں عظیم المرتبت اصحاب علماء وصلحاء کا ہم سے رخصت ہوتے چلے جانا قرب قیامت پر دلالت کرتا ہے۔ علامہ حیدری شہیدؒ کی شہادت کے بعد ہر مسلمان کی ڈیوٹی میں قدرتی طور پر اضافہ ہوجاتا ہے کہ ہم اس مشن حقہ کی تکمیل کیلئے بھرپور جدوجہد کریں اور اپنی تمام صلاحیتیں اس کیلئے وقف کردیں۔ آں محترم کے اندر اللہ تعالیٰ نے بہت ساری صلاحیتیں رکھی ہیں، اب ایک ماہنامہ کے آپ باقاعدہ ایڈیٹر بھی ہیں اور علامہ حیدری شہیدؒ کے فاضل تلمیذ بھی ہیں۔ قدرت نے باطل کے ابطال کیلئے آپ کو مضبوط قلم عطاء فرمایا ہے اور آپ کے دل ودماغ میں بڑی وسعت نصیب فرمائی ہے۔ آپ کے قلم سے نکلنے والے تیر کبھی عرفان صدیقی پر برستے ہوئے نظر آتے تھے تو کبھی آپ اور یا مقبول جان کی خبر لے رہے ہوتے تھے، اور یہ سب حضرت حیدری صاحبؒ کی دعاؤں اور شفقتوں کی بدولت تھا، میں امید کرتا ہوں کہ آپ حضرت حیدری شہیدؒ کی شہادت کے بعد بھی اپنا قلمی سفر جاری رکھیں گے اور اس سلسلہ کو مزید ترقی دیں گے۔ اللہ رب العزت آپکی حفاظت فرمائے۔

والسلام

حافظ ارشاد احمد

دیوبندی (فاضل دار العلوم دیوبند) ظاہر پیر، رحیم یار خان

علامہ علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت قتل کی سازش بے نقاب

حقائق کیا ہیں

7 1 اگست کی رات دو بجے ملک کی سب سے بڑی مذہبی تنظیم سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہ کے سرپرست اعلیٰ نامور خطیب اور جید عالم دین علامہ علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ کو خیرپور کے قریب ابڑہ گوٹھ میں ایک جلسہ سے خطاب کر کے واپس آتے ہوئے گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا تھا۔ علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ سپاہ صحابہ کے تیسرے سرپرست اعلیٰ تھے، ادیان باطلہ پر گہری نظر رکھنے والے ایک جید عالم دین اور اسلام کے ایک عظیم مبلغ اور پرجوش داعی وخطیب تھے، دہشت گردی کے اس افسوسناک ترین واقعہ کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ چند دن قبل اسی جماعت کے مرکزی قانونی مشیر حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ کو کراچی میں شہید کیا گیا، اس سے پہلے سپاہ صحابہ کے دو سرپرست اعلیٰ، ایک نائب سرپرست، ایک مرکزی صدر اور بائیس سو کے قریب کارکنان شہید کئے جا چکے ہیں۔ یہ شاید واحد ایسی جماعت ہے جس کے مرکزی قائدین پے درپے اپنے مشن اور موقف پر گردنیں کٹواتے چلے جا رہے ہیں، افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس جماعت کے قائدین و کارکنان کا قتل ہمیشہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوتا رہا ہے مگر 1990ء سے لیکر آج تک کبھی کسی قتل کی منصوبہ بندی کو ظاہر نہیں کیا گیا اور نہ ہی اصل قاتل گرفتار کر کے عدالتوں کے حوالے کئے گئے ہیں۔

علامہ علی شیر حیدری 16 اگست اپنے گھر سے ابڑہ گوٹھ جانے کیلئے رات ساڑھے دس بجے روانہ ہوئے، جانے سے قبل غسل کیا اور نئے کپڑے پہنے، حسب معمول عمدہ قسم کی خوشبو استعمال کی، امتیاز احمد بھلبھوتو کو گاڑی چلانے کا کہا حالانکہ یہ شخص علامہ صاحب کا مستقل ڈرائیور نہیں تھا۔ اصل ڈرائیور موقع پر موجود ہونے کے باوجود اسے ساتھ لیکر نہیں گئے۔ سپاہ صحابہ خیرپور کے ضلعی رہنما اور معروف عالم دین مولانا عبدالکریم

کچھ عرصہ قبل تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی قیادت نے ایوان صدر میں ملک محمد اسحاق، علامہ علی شیر حیدری اور سید پریل شاہ کو راستے سے ہٹانے کی سازش تیار کی

مری بھی ہمراہ تھے، فرید احمد عباسی علامہ حیدری رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے عقیدت مند ہیں انہیں بھی ساتھ لیا اور ابڑہ گوٹھ روانہ ہو گئے۔ جامعہ حیدریہ خیرپور سے ابڑہ گوٹھ قریباً بارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، ابڑہ گوٹھ جا کر کھانا تناول فرمایا، کچھ دیر آرام کیا، 12 بجے خطاب کیلئے اسٹیج پر چلے گئے

علامہ علی شیر حیدری کی شہادت کے واقعہ سے 2 دن قبل خیرپور شہر کا کنٹرول رینجرز کے سپرد کر دیا گیا تھا

، زندگی کا آخری خطاب عظمت قرآن اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل میں ہونے والے قتال مرتدین کے متعلق کیا۔ جلسہ سے خطاب کرنے کے بعد پونے دو بجے واپسی کیلئے روانہ ہوئے، واپس آتے ہوئے جمعیت علماء اسلام سندھ کے رہنما مولانا ثناء اللہ حتوائی کو بھی ہمراہ لے لیا۔ مولانا عبدالکریم مری بتلاتے ہیں کہ جب یہ سانحہ پیش آیا اس وقت علامہ حیدری شہید، مولانا ثناء اللہ حتوائی سے علماء اہلسنت کے اتحاد کے موضوع پر بات کر رہے تھے اور یہ ہے بھی حقیقت کہ سندھ میں سپاہ صحابہ اور جمعیت علمائے اسلام کے مابین پائے جانے والے اختلافات پر حضرت حیدری رحمۃ اللہ علیہ بڑے کڑھتے اور فکر مند رہتے تھے۔

کئی مرتبہ اس اختلاف کے خاتمہ کیلئے کوششیں بھی کیں، مگر کارگر ثابت نہ ہو سکیں، کچھ عرصہ قبل سکھر کے معروف عالم دین حضرت مولانا قاری خلیل احمد بندھانی مدظلہ سے بھی یہ فرمایا تھا کہ آپ اس حوالہ سے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں، لہٰذا آپ میدان میں اتریں اور سپاہ صحابہ اور جمعیت علمائے اسلام کے مابین اختلافات ختم کروا دیں۔ حقیقت یہ ہے ان اختلافات میں قصور جمعیت علمائے اسلام اور بالخصوص مولانا خالد محمود دسومرو کا ہے، جنہوں نے بزرگان دین کو غلط استعمال کر کے ان سے سپاہ صحابہ سے بائیکاٹ کا اعلان کروایا۔ مزید تفصیلات پھر کسی موقع پر کرونگا۔ اللہ رب العزت دونوں جماعتوں کو شریر لوگوں کے شر سے محفوظ فرمائیں۔

ہم اصل بات کی طرف چلتے ہیں کہ ابڑہ گوٹھ سے باہر نکل کر قریباً دو کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا تھا اور ابڑہ وسیم نالی موڑ پر ہی پہنچے تو موڑ کاٹتے ہوئے گاڑی کچھ آہستہ ہوئی اور دائیں بائیں طرف سے فائرنگ شروع ہو گئی جس کا نشانہ گاڑی کے ٹائر تھے مگر کوئی بھی گولی گاڑی کے ٹائروں پر نہ لگ سکی۔ گاڑی پر موجود گن مینوں نے دونوں طرف موجود حملہ آوروں کی طرف فائرنگ کرنی شروع کر دی، دائیں طرف موجود حملہ آوروں کی ایک گولی حضرت علامہ

علامہ حیدری پر حملے کیلئے 4،4 نوجوانوں پر مشتمل تین گروپس تشکیل دیئے گئے، ہر گروپ میں ایک ایرانی کمانڈو تھا

حیدری شہید ؒ کے ساتھ بیٹھے ہوئے فرید عباسی کے قریب سے گزرتی ہوئی حضرت علامہ شہید ؒ کے پیٹ میں لگی جبکہ تین گولیاں دائیں ٹانگ میں لگیں، اس دوران حضرت حیدری شہید ؒ نے مولانا عبدالکریم مری سے فرمایا کہ ہمارے اوپر حملہ ہو گیا ہے اور بلند آواز سے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا، گاڑی حملہ آوروں سے ٹکراتی ہوئی بائیں طرف سڑک سے چھ فٹ نیچے ایک کھائی میں جا گری، رفتار تیز ہونے کی وجہ سے الٹنے سے بچ گئی، جیسے ہی گاڑی نیچے اتری ایک جھٹکے کے ساتھ وہیں رک گئی۔ مولانا عبدالکریم مری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے حواس کو قابو رکھتے ہوئے فرید عباسی کو حوصلہ دیا اور کہا کہ آپ باہر نکلیں، ڈرائیور کو پیچھے منتقل کریں اور گاڑی کو یہاں سے نکالیں تا کہ جلد از جلد ہسپتال پہنچ سکیں کیونکہ حضرت حیدری شہید ؒ کا خون زیادہ بہہ رہا تھا۔ فرید عباسی نے انتہائی صبر و تحمل اور جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ڈرائیور کو گن مینوں کی مدد سے پیچھے منتقل کیا اور خود ڈرائیور سیٹ سنبھال کر گاڑی کو اس کھائی سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے، فوراً ہسپتال پہنچے سول ہسپتال خیر پور میں جب حضرت شہید ؒ کو گاڑی سے نکالا گیا تو چشمہ آنکھوں پر موجود تھا اور سر پہ پگڑی بندھی ہوئی تھی، زبان سے اللہ اللہ جاری تھا، اسٹریچر کے ذریعے ایمرجنسی وارڈ میں منتقل کیا گیا اسی وقت کلمہ پڑھتے ہوئے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

موقع واردات سے ایک آدمی کی لاش ملی جس کی پہچان اوشاق علی جاگیرانی کے نام سے ہوئی اور یہ شخص علامہ علی شیر حیدری شہید ؒ کے والد حاجی وارث شہید ؒ کے قاتل قلندر بخش جاگیرانی کا بڑا بھائی ہے، 62 سالہ اوشاق علی جاگیرانی کو ڈکیتی کے سینکڑوں واقعات میں ملوث ہونے کی وجہ سے کراچی کی ایک عدالت نے نو سال قید بامشقت کی سزا سنائی تھی، نو سالہ سزا ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ایک بہت بڑا ریلیف دیکر اسے رہا کرا دیا گیا۔ اپنی رہائی کے قریباً 12 دنوں کے بعد علامہ علی شیر حیدری شہید پر ہونے والے حملہ میں شریک ہوا اور اس کی لاش موقع واردات سے ملی۔

سوال یہ ہے کہ اسے اتنا بڑا ریلیف کس نے دلوایا تھا؟ پھر اس سانحہ میں شریک ہونے کے لئے اسے کس نے تیار کیا؟ ان سوالوں کے جوابات صوبائی حکومت اور حکومتی ایجنسیاں ہی درست دے سکتی ہیں، اگر یہ معمہ حل نہیں کیا جاتا تو لامحالہ یہ سمجھا جائے گا کہ یہ ایک بہت بڑا منصوبہ تھا جس میں صوبائی وزیر داخلہ ذوالفقار مرزا، ایوان صدر پاکستان آصف علی زرداری، شیعہ لیڈر ساجد نقوی

اوشاق علی جاگیرانی جو سنگین مقدمات میں سنٹرل جیل میں سزا کاٹ رہا تھا اسے ایک منصوبے کے تحت 12 دن پہلے جیل سے رہا کیا

اور مقامی شیعہ لیڈر علی عباس کاظمی، صغیر زیدی اور چوہدری ساجد وغیرہ شامل ہیں جبکہ اس کارروائی کی تکمیل اور اسے ذاتی تنازعہ بنانے کے لئے جاگیرانیوں کو خرید کر استعمال کیا گیا۔

صوبائی وزیر داخلہ ڈاکٹر ذوالفقار مرزا کٹر قسم

علامہ حیدری کے محافظوں نے دونوں اطراف سے فائرنگ کا بھرپور جواب دیا لیکن بدقسمتی سے ایک گولی علامہ شہید کے دل میں پیوست ہو گئی

کا شیعہ ہے، یہ جرنیل سپاہ صحابہ مولانا اعظم طارق شہید پر راکٹ لانچروں کے ذریعے ہونے والے قاتلانہ حملوں میں شریک رہا ہے اور شیعہ دہشت گرد تنظیم سپاہ محمد جو کہ ایران کے ایماء پر بنائی گئی تھی اور اس کے تمام اخراجات ایرانی سفارتخانہ ادا کرتے ہیں، کے لوگوں کے ساتھ اس کے گہرے تعلقات ہیں۔ اسی طرح صدر پاکستان آصف علی زرداری، پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین ہیں، ان کا شمار سپاہ محمد کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل ایوان صدر میں ساجد علی نقوی کی قیادت میں شیعوں کے ایک نمائندہ وفد نے صدر پاکستان آصف علی زرداری سے ملاقات بھی کی تھی، جس میں دیگر مطالبات کے علاوہ ملک محمد اسحاق کی پھانسی کا مطالبہ بھی تھا اس کے ساتھ یہ مطالبہ بھی کیا گیا تھا کہ خیر پور سندھ سے تعلق رکھنے والے سپاہ صحابہ کے سربراہ علامہ علی شیر حیدری اور مرکزی نائب صدر سید پریل شاہ کو راستے سے ہٹایا جائے تا کہ ہم اپنے مقاصد باآسانی پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں۔

علامہ حیدری شہید سندھ میں سپاہ صحابہ اور جمعیت علماء اسلام کے بعض اندرونی اختلافات پر بہت پریشان رہتے تھے

صدر پاکستان، وزیر داخلہ اور بعض حکومتی ایجنسیاں علامہ علی شیر حیدری شہید ؒ کے اس واقعہ قتل میں ملوث ہیں اگر نہیں تو پھر انہیں اوشاق علی جاگیرانی کی اچانک رہائی کا معمہ حل کرنا ہو گا اور قوم کو اصل قاتلوں سے آگاہ کرنا ہو گا۔

اسی طرح جب یہ واقعہ ہوا اس سے قریباً اڑتالیس گھنٹے قبل خیر پور شہر اور گردونواح میں رینجرز پولیس کا کنٹرول تھا، یہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا گیا تھا کہ واقعہ رونما ہو جانے کے بعد ہنگامی حالات سے نمٹا جا سکے۔ ڈی پی او خیر پور 17 اگست کی رات خیر پور سے باہر تھے اور اتنے دور تھے کہ واقعہ ہو جانے کے بعد ایک دوسرے آفیسر نے تمام حالات کو کنٹرول کیا جبکہ ڈی پی او خیر پور پیر محمد شاہ 17 اگست کی صبح خیر پور پہنچے۔ یہ واقعہ ہو جانے کے بعد ڈی پی او خیر پور پیر محمد شاہ اپنے لاؤ لشکر کے ہمراہ گوٹھ چھمن شاہ جہاں قلندر بخش جاگیرانی اور اس کے بھائیوں کے گھر ہیں، گرفتاری کیلئے گئے، وہاں پہنچتے ہی پیر محمد شاہ ڈی پی او خیر پور کے موبائل پر کال آئی، کال کے سننے کے فوراً بعد ڈی پی او نے اپنی فورس کو واپس جانے کا آرڈر دیا اور بغیر کسی کارروائی کے پولیس چلی گئی۔ ڈی پی او کس کے کہنے پر اور کس مقصد کیلئے اس رات اپنی حدود سے باہر تھے؟ بغیر کسی کارروائی کے پولیس واپس کیوں گئی؟ چھاپہ مارتے ہوئے واپس بلانے والی شخصیات دو ہو سکتی ہیں۔

1- آئی جی سندھ 2- صوبائی وزیر داخلہ۔

ان کے علاوہ ڈی پی او کسی کا پابند نہیں ہوتا۔ یقیناً صوبائی وزیر داخلہ نے یہ فون کیا ہو گا کیونکہ وہ اس سازش میں شریک ہیں جو علامہ علی شیر حیدری کے قتل کیلئے تیار ہوئی تھی۔

خیر پور شہر سے تعلق رکھنے والے جاگیردار شیعہ علی عباس کاظمی، چوہدری ساجد اور صغیر زیدی اس سازش اور واقعہ کے اہم کردار ہیں۔ اس واقعہ سے ایک ہفتہ قبل کالعدم تحریک جعفریہ کے سربراہ ساجد علی نقوی ایران کے ایک ایلچی کے ہمراہ خیر پور میں ان تینوں افراد کے پاس آئے تھے اور تین دن قیام کیا تھا۔ ان تینوں کے واسطے ساجد نقوی اور ایرانی رہنما نے قلندر بخش جاگیرانی اور اس کے بھائیوں سے محلہ نظامانی لقمان میں جو کہ جامعہ حیدریہ سے تھوڑی مسافت پر واقع ہے، سے ملاقات بھی کی تھی۔ اس ملاقات میں ایران سے آئے مہمان نے قلندر بخش (بقیہ صفحہ نمبر 14 پر ہے)

ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے محافظ کی شہادت

مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

17 اگست کو صبح ڈینر ایمپڈ کی مسجد بلال میں فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد واشنگٹن واپسی کیلئے ایئر پورٹ جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ مولانا قاری محمد الیاس نے اطلاع دی کہ علامہ علی شیر حیدری کو شہید کر دیا گیا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

وہ مسجد میں آنے سے پہلے انٹرنیٹ پر اخبار جنگ دیکھ کر آئے تھے جس کی اس دن پہلی خبر یہی تھی۔ واشنگٹن پہنچ کر انٹرنیٹ کے ذریعہ ہی تفصیلات معلوم کیں۔ بے حد صدمہ ہوا، وہ تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل سنت کے عقائد وحقوق کے دفاع کے محاذ کے ایک اہم راہنما تھے جن کی پوری زندگی اسی مشن میں گزری اور بالآخر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموس کے تحفظ کی جنگ لڑتے ہوئے انہوں نے اپنے پیشرو راہنماؤں کی طرح جام شہادت نوش کرلیا۔

اہل السنت والجماعت کی اساس قرآن کریم کے بعد سنت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعامل پر ہے، اسی لئے وہ اہلسنت والجماعت کہلاتے ہیں اور دین کی تعبیر وتشریح میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اساسی مقام اور ان کے ناموس وحرمت کا تحفظ ودفاع ان کے فرائض کا حصہ ہے جس کے لئے مختلف حوالوں سے جدوجہد کا سلسلہ قرن اول سے جاری ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"تم میں سے جو شخص کسی کی اقتداء کرنا چاہتا ہے تو اس کی اقتداء کرے جو فوت ہو چکا ہے اس لئے کہ زندہ شخص کسی وقت بھی فتنہ میں مبتلا ہوسکتا ہے، وہ اقتداء کے قابل لوگ اصحاب محمد ﷺ ہیں جو سب سے زیادہ نیک دل ہیں گہرے علم والے ہیں اور سب سے کم تکلف والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی ﷺ کی صحبت و رفاقت کے لئے اور اپنے دین کی امامت کے لئے چنا ہے، پس ان کے نقش قدم پر چلو اور ان کے طریقوں کی پیروی کرو کیونکہ وہی ہدایت اور صراط مستقیم پر ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد گرامی اہل سنت کے عقیدہ وعمل کی اساس ہے اور اسی کو وہ حق اور ہدایت کا معیار سمجھتے ہیں۔

علامہ علی شیر حیدری رحمہ اللہ ایک کہنہ مشق استاد، نکتہ رس خطیب، صاحب علم مناظر، مدبر راہنما اور پُرجوش قائد تھے، انہیں علم واستدلال کے ساتھ اپنا موقف پیش کرنے میں امتیازی حیثیت حاصل رہی ہے

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تمام طبقات مثلاً مہاجرین، انصار، اہل بیت، ازواج مطہرات اور فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ یکساں محبت وعقیدت کے ساتھ ساتھ ان کے درمیان حفظ مراتب اور درجات فضیلت کا لحاظ رکھنا بھی اہل سنت کے جذبات ایمانی کا حصہ ہے۔ اس سلسلہ میں کسی بھی افراط وتفریط سے گریز کو وہ اپنے ایمان کا تقاضا سمجھتے ہیں اور بوقت ضرورت اس کے اظہار کو بھی ضروری سمجھتے ہیں۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چونکہ قرآن وسنت کی صحیح تعبیر وتشریح کا معیار ہیں، اس لئے ان کی حرمت وعدالت کو مجروح ہونے سے بچانا اور ان کی ثقاہت وصداقت کو شک وشبہ سے بالاتر سمجھنا بھی اس کا ناگزیر تقاضا ہے اور اسی وجہ سے ان کے ناموس اور عدالت کے دفاع وتحفظ کو اہل سنت نے ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں میں شمار کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے سرکاری طور پر بعض علماء کرام کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ مسجدوں میں بیٹھ کر لوگوں کو جناب نبی اکرم ﷺ کی احادیث سنایا کریں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقب اور فضائل ان کے سامنے بیان کیا کریں۔

اسی بنا پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین وتنقیص اور ان پر ایسی جرح وتنقید کو جس سے ان کے ایمان وعدالت اور مقام صحابیت پر زد پڑتی ہو، ہمیشہ گمراہی کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ:

"جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کی توہین وتنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کریم کے نزول اور جناب نبی کریم ﷺ کی سنتوں کے گواہ ہیں اور گواہوں کو مجروح کرنے والے دراصل دین کا اعتماد ختم کرنا چاہتے ہیں۔"

عقائد اہل سنت اور ناموس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تحفظ ودفاع کا یہی مشن ہے جس کے لئے برصغیر پاک وہند میں ماضی میں حضرت مجدد الف ثانی، حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت مرزا مظہر جان جاناں، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہم اللہ اور دیگر اکابر مصروف کار رہے ہیں اور زمانہ قریب میں مولانا عبدالشکور لکھنوی، مولانا نور الحسن شاہ بخاری، مولانا دوست محمد قریشی، مولانا قاضی مظہر حسین اور سردار احمد خان پتافی رحمہم اللہ جیسے بزرگوں نے زندگیاں کھپا دی ہیں اور اسی قافلہ کی باقیات صالحات میں سے حضرت علامہ عبدالستار تونسوی اور حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وعافیت کے ساتھ تادیر سلامت رکھیں۔ آمین یارب العالمین۔

ان بزرگوں کا طریق کار علمی، تحقیقی اور دعوتی تھا جس میں تحریکی اور اقدامی عنصر کا اضافہ کرتے ہوئے گزشتہ تین عشروں کے دوران مولانا حق نواز جھنگوی شہید اور ان کے رفقاء سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام سے سامنے آئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس مشن کو ملک گیر عوامی تحریک کی شکل دے دی۔ مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ اور ان کے قریبی رفقاء مثلاً مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہید اور مولانا ایثار القاسمی شہید بنیادی طور پر جمعیت علمائے اسلام سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان کی جماعتی زندگی کا ایک بڑا حصہ جمعیت

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ نے اپنے ہم خیال دوستوں کا ایک قافلہ تشکیل دیا جس نے سپاہ صحابہ کے نام سے پورے ملک پر مر مٹنے کے جذبہ ونعرہ کی گونج پیدا کی اور قربانیوں اور شہادتوں کی لائن لگا دی

علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر نفاذ شریعت کی جدوجہد میں گزرا مگر جھنگ کے مخصوص ماحول نے مولانا حق نواز جھنگوی شہید کی توجہ کو تحفظ ناموس صحابہ کی جدوجہد کی طرف مبذول کیا تو وہ اس کی طرف مسلسل بڑھتے چلے گئے اور اپنے ہم ذوق دوستوں کا ایک قافلہ تشکیل دیا جس نے سپاہ صحابہ کے نام پر پورے ملک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ناموس و حرمت پر مر مٹنے کے جذبہ و نعرہ کی گونج پیدا کی اور قربانیوں اور شہادتوں کی لائن لگادی۔

سپاہ صحابہ کے اپنے مشن کے ساتھ بے لچک کمٹمنٹ اور اس پر کٹ مرنے کے جذبہ کو ہم نے ہمیشہ خراج تحسین پیش کیا ہے

دینی تحریکوں کو یہ رنگ دینے کے طریق کار سے ہمیں کبھی اتفاق نہیں رہا۔ ہم نے ان بزرگوں کے طریق کار کو ہی صحیح سمجھا جن کا ہم سطور بالا میں تذکرہ کر چکے ہیں اور ہم نے اس کا خود مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کے ساتھ براہ راست ملاقاتوں میں بھی اظہار کیا ہے لیکن اس مقصد کے لئے مولانا حق نواز جھنگوی، ان کے رفقاء اور ان کے کارکنوں کا جذبہ و خلوص اور ایثار و قربانی ہمیشہ شک و شبہ سے بالاتر رہے ہیں اور اپنے مشن کے ساتھ بے لچک کمٹمنٹ اور اس پر کٹ مرنے کے جذبہ کو ہم نے ہمیشہ خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ، مولانا ایثار القاسمی شہید رحمہ اللہ، مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمہ اللہ اور مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کے بعد علامہ علی شیر حیدری اس قافلہ کے سالار تھے۔ وہ ایک کہنہ مشق استاد، مدرس، خطیب، صاحب علم مناظر، مدبر راہنما اور پرجوش قائد تھے۔ انہوں نے اپنے پرجوش قافلہ کی جرأت مندانہ راہنمائی کے ساتھ ساتھ اپنے موقف کی جس طرح علم و استدلال کے ساتھ عوامی اور علمی حلقوں میں ترجمانی کی ہے، اسے ان کے امتیازی وصف کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ وہ صرف عوامی اسٹیج کے آدمی نہیں تھے بلکہ کتاب و علم کے ساتھ بھی ان کا گہرا رشتہ تھا، اس لئے ان کی شہادت ہمارے لئے دوہرا صدمہ ہے کہ خطابت و تحریک کی دنیا میں علم و کتاب سے تعلق رکھنے والے لوگ بتدریج کم ہوتے جا رہے ہیں۔

مجھے علامہ علی شیر حیدری کے ساتھ زیادہ ملاقاتوں اور تفصیلی گفتگو کا موقع نہیں ملا۔ ان کی خواہش رہی کہ میں کبھی دو چار روز ان کے پاس جامعہ حیدریہ خیرپور میں رہوں۔ میرا بھی دل چاہتا تھا اور ایک آدھ بار پروگرام بنانے کا ارادہ بھی کیا مگر مقدر میں نہیں تھا، اس لئے یہ خواہش ادھوری رہی۔ البتہ مختلف جلسوں میں ملاقاتیں ہوئیں۔ ایک بار ہمارے پاس گوجرانوالہ بھی تشریف لائے مگر تفصیلی گفتگو نہ ہو سکی، غالباً آخری ملاقات کڑیانوالہ ضلع گجرات کے ایک جلسہ میں ہوئی۔ وہ خالصتاً ناموس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تحفظ و دفاع کی جدوجہد کے آدمی تھے۔ انہوں نے اس کے لئے شب و روز محنت کی ہے، ہزاروں افراد کی ذہن سازی کی ہے اور ہزاروں کارکنوں کو اس کے لئے تیار کیا ہے، ان کے طریق کار سے اختلاف کی گنجائش تھی لیکن ان کی شبانہ روز محنت، اپنے مشن کے ساتھ ان کی والہانہ وابستگی اور ایثار و قربانی کا ایک طویل عرصہ ہم سب کے لئے قابل رشک ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازیں اور جملہ پسماندگان اور متوسلین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

جا گیرانی کو چھ کروڑ روپے دیئے اور بتایا کہ اگلے تین دنوں کے اندر تمہارے پاس ایرانی کمانڈوز آئیں گے، انکی حفاظت کی ساری ذمہ داری تمہاری ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی اسی جگہ پر ساجد نقوی نے صحافیوں سے بات چیت بھی کی اور سپاہ صحابہ کی قیادت کو دھمکی آمیز لہجے میں کہا سپاہ صحابہ کو بہت جلد سبق سکھا دیں گے۔ پھر چند دنوں کے بعد وہ کمانڈوز آئے جنکی تعداد تین بتائی جاتی ہے اور انہوں نے منصوبہ بندی کر کے ابڑہ گوٹھ والا علاقہ منتخب کیا کیونکہ وہ شیعوں کا علاقہ ہے اور وہاں سے کاروائی کرنے کے بعد فرار ہونے میں آسانی تھی۔ چار چار آدمیوں پر مشتمل تین گروپس ترتیب دیئے گئے، ہر گروپ میں ایک ایرانی کمانڈو موجود تھا، پہلے دو گروپس کسی وجہ سے حملہ آور نہ ہو سکے، تیسرے گروپ میں موجود ایرانی کمانڈو نے حملہ کا آغاز کیا، پھر باقی تینوں افراد نے بھی دائیں بائیں سے فائرنگ کی۔ یہ کاروائی چند سیکنڈ میں مکمل ہو گئی تھی۔ اس کے بعد حملہ آوروں نے اوشاق علی جا گیرانی جو کہ زخمی تھا کو خود قتل کیا اور اسکی لاش موقع واردات پر پھینک دی تا کہ اسے ذاتی لڑائی کا رنگ دیا جا سکے، جیسے ہی علامہ علی شیر حیدری رحمہ اللہ کی شہادت کی خبر آئی تو فوراً ڈی پی او خیرپور نے پہلا ایجنسیاں تیار کردہ منصوبے کے تحت جاری کر دیا کہ یہ ذاتی لڑائی کا نتیجہ ہے۔ یاد رہے کہ اوشاق علی جا گیرانی کے بڑے بھائی قلندر بخش جا گیرانی کے ساتھ علامہ علی شیر حیدری کا گذشتہ چھ سال سے جھگڑا چل رہا تھا، ایک پلاٹ کا بہانہ بنا کر قلندر بخش جا گیرانی نے علامہ حیدری شہید رحمہ اللہ کے والد حاجی وارث کو شہید کر دیا تھا جبکہ اس وقت بھی قلندر بخش کی پشت پناہی کرنے والی مقامی انتظامیہ اور مقامی شیعہ لیڈر علی عباس کاظمی تھے، جس کے شیعہ دہشت گرد تنظیم سپاہ محمد اور ایران کے ساتھ روابط کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ اول روز سے یہ لڑائی مذہبی لڑائی ہے اور اس کا مقصد علامہ علی شیر حیدری کا خاتمہ اور انکے جامعہ حیدریہ کو بند کروانا تھا جہاں سے ہر سال درجنوں علماء صحابہ کرام کے وکیل بن کر شیعہ سے دلائل کی جنگ لڑنے کیلئے میدان میں اترتے ہیں۔ حکومت اور حکومتی ایجنسیوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اگر کسی طرح بھی اس سازش کا حصہ نہیں ہیں تو علامہ علی شیر حیدری شہید اور ان کے والد حاجی وارث شہید کے قاتل گرفتار کریں اور انہیں تختہ دار پر لٹکائیں تا کہ آئندہ ایسے واقعات رونما نہ ہو سکیں

ہمارے ملک میں سنی شیعہ کے نام پر ہونیوالی دہشت گردی میں ایران براہ راست ملوث ہے اور یہ ملک کو سنی شیعہ بنیادوں پر تقسیم کرنے کی سازش ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ سازش کامیاب ہوگئی تو ہمارا پیارا وطن پاکستان آگ اور خون میں نہا جائیگا۔ اس سے پہلے کہ ایسے حالات پیدا ہوں ارباب اختیار کو علامہ علی شیر حیدری رحمہ اللہ کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے پوری توانائی استعمال کرنا ہوگی۔

شیر کی زندگی

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

نزول قرآن کا مبارک مہینہ، ہزاروں نفوس پر مشتمل پنڈال گوش بر آواز، عقیدت و محبت کا ماحول، صاحب درد اور باکردار خطیب کی بارعب مگر پُر اثر آواز، فصاحت و بلاغت کا بہتا ہوا چشمہ، عقل و نقل اور جوش اور ہوش کا امتزاج، نصیحت اور خیر خواہی پر مبنی لہجہ، دلائل سے مزین خطاب، نہ گالی نہ استہزاء، خطیب پُر وقار انداز میں کہہ رہا تھا:

''رمضان کا تعلق قرآن سے ہے اور قرآن جس کے پاس آیا اس کو رنگ لگ گیا۔ قرآن جس نبی کے پاس آیا وہ نبی تمام انبیاء کے سردار ہیں۔ قرآن جس اُمت کے پاس ہے وہ اُمت ساری اُمتوں کی سردار ہے۔ قرآن پاک جس رات نازل ہوا وہ رات ساری راتوں کی سردار ہے۔ قرآن جس مہینے میں نازل ہوا وہ مہینہ سارے مہینوں کا سردار ہے۔ پھر میں کیوں نہ کہوں کہ جس طبقے کو سب سے اول قرآن نصیب ہوا وہ طبقہ سارے طبقوں کا سردار ہے۔''

مجمع پر وجد کی کیفیت طاری ہے۔ ایک ایک جملہ دل میں اُترتا جاتا ہے۔ خطیب اپنی بات آگے بڑھاتے ہوئے کہتا ہے:

''ہمیں سب کچھ قرآن نے سکھایا۔ توحید قرآن نے سکھائی۔ رسالت قرآن نے سمجھائی۔ ختم نبوت کا مسئلہ قرآن نے سمجھایا کلمہ قرآن نے بتایا۔ نماز قرآن نے بتائی۔ زکوٰۃ کا حکم قرآن کے ذریعے ملا۔ روزے کی فرضیت قرآن سے ثابت ہوئی۔ حج قرآن نے سکھایا۔ جہاد قرآن نے سکھایا۔ مختصر یہ کہ سارے کا سارا دین قرآن نے سکھایا اور خود قرآن ہمیں اصحاب محمد ﷺ نے سکھایا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ والہانہ محبت کا یہ وہ انداز تھا جس کی خوشبو علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ کی خطابت میں پوری رچ بس گئی تھی۔ جیسے گلاب کی پنکھڑیوں میں خوشبو، اپنے موقف کی صداقت پر ایمان، کردار کی پاکیزگی، نفسیات شناسی، کتاب و سنت کا مطالعہ، حالات کا مشاہدہ، خیالات کی سچائی، حرص و طمع سے اجتناب، للّٰہیت اور اخلاص جیسے محاسن کی وجہ سے علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ اپنے ہم عصر خطباء میں نمایاں نظر آتے تھے۔ ظاہر بھی اجلا، باطن بھی روشن۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے وکیل ہی نہ تھے۔ عملی زندگی میں ان کے متبع اور پیروکار بھی تھے۔ سادہ زندگی جس میں تکلف اور تعیش نام کو نہ تھا۔ عمل اور جہد مسلسل جس میں فضولیات کی قطعاً گنجائش نہ تھی۔ دن کو کراچی میں ہوتے تو رات لاہور میں گزرتی۔ ایک ایک دن میں کئی کئی جگہ خطاب، سرکاری اور غیر سرکاری اجلاسوں میں شرکت، کارکنوں کے مسائل، تنظیم کی شیرازہ بندی، مدرسے کے معاملات، درس و تدریس کی ذمہ داری، حالات نے انہیں ایک ایسی تنظیم کا سرپرست بنا دیا جس کے چار قائد اور بیسیوں کارکن شہید کئے جا چکے ہیں۔ ہزاروں جیلوں میں بند تھے، ان کی جماعت پر شدت پسندی کا لیبل لگ چکا تھا۔ عام لوگ اسے جوشیلے نوجوانوں کا ایسا گروہ سمجھتے تھے جو اینٹ کا جواب پتھر سے دینا فرض سمجھتے تھے۔ قتل و غارت کی حقیقی یا فرضی وارداتیں ان سے منسوب تھیں۔ جیسے دنیا بھر میں ہونے والی کسی بھی پُرتشدد کارروائی کو ''القاعدہ'' کے کھاتے میں ڈال دیا جاتا ہے، یونہی پاکستان میں ایک وقت ایسا بھی آیا جب پاکستان کے کسی بھی گوشے میں ہونے والی دہشت گردی حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی طرف نسبت رکھنے والوں کے نامہ اعمال میں درج کر دی جاتی تھی۔

> ان کی خطابت و قیادت میں مولانا حق نواز جھنگوی رحمہ اللہ کی شعلہ نوائی، مولانا ایثار القاسمی کے جذبہ ایثار، علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمہ اللہ کا ذوق تحقیق، مولانا اعظم طارق رحمہ اللہ کی جرأت و شجاعت کا عکس دکھائی دیا۔

> علامہ علی شیر حیدری نے اپنے علم و تقویٰ اور اعلیٰ اخلاق و اوصاف کی بدولت بڑی خوبی اور کامیابی سے اپنے دورِ قیادت کو نبھایا۔

یہ صورتحال از حد پریشان کن تھی۔ ایک طرف وہ جوشیلے کارکن تھے جو اپنے ساتھیوں کے جنازے اٹھا اٹھا کر تھک چکے تھے اور جن کے سینے اپنے قائدین کی شہادت سے چھلنی تھے۔ ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا تھا اور انہیں کنٹرول کرنا کارے دارد تھا۔ دوسری جانب وہ جہاندیدہ مشائخ اور علماء تھے جو دیانت داری سے سمجھتے تھے کہ تشدد کا جواب تشدد سے دینے میں نہ صرف تشدد کو فروغ ملتا ہے بلکہ افہام و تفہیم کا دروازہ بھی بند ہو جاتا ہے۔ دعوت و تبلیغ کی بنیاد حکمت و بصیرت، موعظہ حسنہ اور نصیحت و خیر خواہی پر ہوتا ہے، مار دھاڑ پر نہیں۔ گالی سے سوال اور گالی سے جواب ابوجہل اور اس کی ذریت کا شیوہ تھا۔ محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے غلاموں کا طریقہ نہیں۔ گالی گلوچ پر وہ تبھی دست اُترتا ہے جس کے ترکش میں کوئی دلیل نہیں ہوتی، جس کے پاس مسکت دلائل کا انبار ہو وہ گالی دیتا ہے نہ ہی بلا وجہ ہتھیار اٹھاتا ہے۔

یہ وہ حالات تھے جن میں مولانا علی شیر حیدری کے کندھوں پر قیادت کا بارِ گراں رکھا گیا۔ اگر وہ محض حالات کے رُخ پر بہنے اور سوز و ساز کی مینا کاری سے عوامی میدان سر کرنے والے خطیب ہوتے تو وہ کبھی بھی اس ابتلا میں کامیاب نہ ہوتے۔ یا تو مسلسل دکھ اٹھائے ہوئے کارکن ان سے بدظن ہو جاتے یا پھر اپنے اساتذہ اور مشائخ کی نظروں سے وہ گر جاتے، مگر مولانا نے اپنے علم و تقویٰ اور اعلیٰ اخلاق و اوصاف کی بدولت بڑی خوبی اور کامیابی سے اپنے دورِ قیادت کو نبھایا۔ ان کی خطابت و قیادت میں کارکنوں کو مولانا حق نواز جھنگوی رحمہ اللہ کی شعلہ نوائی، مولانا ایثار القاسمی کے جذبہ ایثار، مولانا ضیاء الرحمٰن

علامہ علی شیر حیدری

نوید مسعود ہاشمی

پہلے حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ کو شہید کیا گیا اور اب ناظم اسلام علامہ علی شیر حیدری بھی شہادت کا جام نوش فرما کر خلد بریں کے وارث بن گئے ...... جس وقت حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ کو شہید کیا گیا اُس سے چند گھنٹے قبل ہی وفاقی وزیر داخلہ رحمان ملک نے کراچی میں کہا تھا کہ

"اب کوئی ٹارگٹ کلنگ کا واقعہ ہوا تو میں پھر دیکھ لوں گا۔"

لیکن خادم تحریر اصحاب نبوت کے سچے پیروکار حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ کے نہ تو تمام قاتل گرفتار کئے جاسکے اور نہ ہی اُن کے سرپرستوں کو سزا دی گئی ہے ...... اتوار کے دن وفاقی وزیر داخلہ رحمان ملک نے اسلام آباد میں ایک ریلی کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

"حکومت نے دہشت گردوں کو پسپا کر کے ملک میں امن قائم کر دیا ہے۔"

وزیر داخلہ کے اس دعوے کے چند گھنٹوں بعد ہی پاکستان میں بسنے والے مسلک اہلسنت سے وابستہ لاکھوں مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن مشہور عالم دین، عظیم خطیب حضرت علامہ علی شیر حیدری کو گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا ...... علامہ علی شیر حیدری کے نام سے پاکستان ہی نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کا ہر باشعور شخص بخوبی واقف ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خیر پور کا جو DPO علامہ علی شیر حیدری کی شہادت کے بعد یہ بیان داغ رہا ہے کہ علامہ کی شہادت اُن کی ذاتی دشمنی کا شاخسانہ ہے ...... اُس نے علامہ علی شیر حیدری کیلئے مستقل سیکیورٹی کا بندوبست کیوں نہ کیا؟ آج پاکستان میں کوئی وفاقی وزیر ہو یا صوبائی وزیر حتیٰ کہ صوبائی مشیر تک کئی کئی پولیس موبائلوں کے جلوس میں گھومنا اپنا حق سمجھتے ہیں ...... لیکن علامہ علی شیر حیدری جیسی نابغہ روز شخصیت کو پولیس پروٹیکشن فراہم کرنا کس کی ذمہ داری تھی؟ کیا یہ پولیس رینجرز، کمانڈوز اور خفیہ ایجنسیاں صرف وزیروں، مشیروں کی حفاظت اور چاکری کیلئے قائم کی گئی ہیں ......؟ غالباً یہ آج سے اٹھارہ انیس سال پہلے کی بات ہے میں اس وقت کراچی میں اپنے شیخ حضرت اقدس مولانا مسعود ازہر مدظلہ کی خدمت میں رہتا تھا کہ مجھے جامعہ بنوری ٹاؤن کے ایک طالب علم کی وساطت سے جرنیل اہلسنت مولانا ایثار القاسمی شہید کا ملاقات کیلئے پیغام موصول ہوا۔ مولانا ایثار القاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ اس وقت جھنگ کی سیٹ سے ایم این اے منتخب ہو کر قومی اسمبلی میں حق و صداقت کا ڈنکا بجا رہے تھے ...... کراچی اسکاؤٹس کالونی میں اس رات انہوں نے کانفرنس سے خطاب کیلئے پہنچنا تھا ...... میں جب اسکاؤٹس کالونی میں منعقدہ جلسے کے اسٹیج پر پہنچا تو حضرت قاسمی شہیدؒ سے ملاقات ہوئی ...... مولانا قاسمی شہید نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک عالم دین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ہاشمی صاحب! یہ علامہ علی شیر حیدری ہیں ...... میں نے اس جانب دیکھا تو سامنے ایک وجیہہ شخصیت کہ جس کے سر پر سیاہ عمامہ، آنکھوں پر سیاہ چشمہ اور سفید براق لباس زیب تن کر رکھا تھا تشریف فرما تھی ...... ہم دونوں ایک دوسرے کی طرف بڑھے اور نہایت گرم جوشی سے بغل گیر ہوگئے ...... یہ میری علامہ علی شیر حیدری سے پہلی ملاقات تھی ...... گزرے اٹھارہ برسوں میں میری حیدری شہید سے لاتعداد ملاقاتیں ہوئیں ...... میں نے انہیں کبھی خوفزدہ اور مایوس نہیں دیکھا ...... جس وقت وہ گوجرانوالہ جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے، عین اس دوران انہوں نے جیل کے اندر چند مہینوں میں قرآن پاک حفظ کر کے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا ...... علامہ حیدری اصحاب رسول ﷺ سے والہانہ عشق اور محبت رکھتے تھے

علامہ علی شیر حیدری نے جیل میں چند مہینوں کے اندر قرآن پاک حفظ کرکے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا

آپ کے دلپذیر خطابات سے متاثر ہو ہزاروں نوجوان گمراہی سے تائب ہو کر سیدھی راہ اختیار کر چکے ہیں

، خطاب کرنے کیلئے جب سٹیج پر تشریف لاتے تو آپ کے ہزاروں چاہنے والے دیوانہ وار نعرہ لگاتے "شیر شیر علی شیر" آپ جب اصحاب رسول ﷺ کے عشق میں ڈوب کر خطاب شروع کرتے تو مجمع جھوم جھوم اٹھتا ...... نوجوان بے قابو ہو کر تکبیر، رسالت ﷺ اور صحابہؓ کی عظمتوں کے نعرے بلند کرتے، بلا مبالغہ آپ کے دلپذیر خطابات سے متاثر ہو کر ہزاروں گمراہ نوجوانوں نے تائب ہو کر سیدھی راہ اختیار کی۔ تقریباً چار سال قبل لال مسجد کے مؤذن قاری ایوب کے گھر پر میری علامہ علی شیر حیدری سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں علامہ عبدالرشید غازی بھی موجود تھے۔ اس ملاقات کے بعد علامہ علی شیر حیدری کا احترام میرے دل میں مزید بڑھ گیا ...... علامہ شہید کے قریب رہنے والے جانتے ہیں کہ علامہ علی شیر حیدری اتحاد بین المسلمین کے بہت بڑے داعی تھے ...... بلکہ بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث علماء کے ساتھ ان کے بیانات چلتے ہی رہتے تھے ...... گستاخان رسول ﷺ ہوں یا گستاخان صحابہ مولانا حیدری ان سب کیخلاف برہنہ شمشیر تھے ...... یہ بات بڑی باعث تعجب ہے کہ مولانا حیدری کی شہادت کو تقریباً 45 دن بیت چکے ہیں ...... لیکن پاکستان کے صدر ہوں، وزیراعظم ہوں یا لندن والے پاکستانی وفاقی وزیر داخلہ، کسی حکومتی شخصیت کی طرف سے مذمتی بیان تو درکنار یہاں تک بھی نہیں کہا گیا کہ ہم قاتلوں سے آہنی ہاتھوں سے نمٹیں گے ...... سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ملک کے حکمران خود فرقہ واریت کو ہوا دینے کی کوشش کر رہے ہوں تو پھر شکوہ کیا؟ پیر کی صبح سکھر سے میرے دوست مولانا عطاء اللہ کا فون آیا تو ان کا لہجہ بڑا دل گرفتہ تھا، وہ کہہ رہے تھے کہ ہاشمی صاحب علامہ حیدری کی شہادت سے علم و عمل کا ایک آفتاب ہم سے جدا ہو گیا ...... نفرت کے سوداگروں نے ملک و ملت کی عظیم ترین متاع چھین کر یہود و نصاریٰ کے ایجنڈے کی تکمیل کرنے کی کوشش کی ...... راقم نے ان سے عرض کیا کہ مولانا حق نواز جھنگوی شہید ہوں، مولانا ایثار القاسمی، مولانا ضیاء الرحمٰن ہوں، مولانا اعظم طارق شہید ہوں، شہدائے افغانستان ہوں، شہدائے کشمیر ہوں، شہدائے لال مسجد ہوں یا شہید علامہ علی شیر حیدری، یہ سب آسمان علم و ولایت کے وہ درخشندہ ستارے ہیں کہ جن کے علم و عمل، کردار اور اخلاص

فاروقی کا ذوقِ تحقیق اور مولانا اعظم طارق کی جرأت و شجاعت کا عکس دکھائی دیا تو دوسری طرف ان کی وسعت

"شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی ہزار سالہ زندگی سے بہتر ہے۔"

طالبعلمانہ مزاج اور اساتذہ کے ادب و احترام کی عادت نے مشائخ کے قرب و اعتماد سے محروم نہ ہونے دیا

نظری، تواضع و انکساری، طالب علمانہ مزاج اور اساتذہ کے ادب و احترام کی عادت نے انہیں مشائخ کے قرب اور اعتماد سے محروم نہ ہونے دیا۔ اس اعتماد کی ایک وجہ یہ بھی تھی

اللہ رحمت نازل کرے صحابہ کے دفاع میں گرجنے والے اس شیر کی قبر پر جس نے علی اور حیدری کی نسبت کی لاج رکھتے ہوئے گردن کٹوا دی مگر جھکائی نہیں۔

مخالفین کی دھمکیوں، دشمن کے تعاقب، گولیوں کی سنسناہٹ اور شہادت کے یقین کے باوجود اپنے مشن سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنے کیلئے تیار نہ تھے

کہ آپ روایتی عوامی خطیب نہ تھے بلکہ ٹھوس استعداد کے حامل مدرس، مفتی اور مناظر بھی تھے۔

خیر پور میں جامعہ حیدریہ کے نام سے 1987ء میں ایک دینی ادارے کی بنیاد رکھی جسے بہت تھوڑے وقت میں نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون پاکستان بھی شہرت حاصل ہوگئی۔ یہاں مکمل درس نظامی کے علاوہ فرق باطلہ کی تردید کے لئے سالانہ تعطیلات میں مناظرہ بھی پڑھایا جاتا تھا۔ جس میں دور دراز سے طلبہ بڑے ذوق و شوق سے شرکت کرتے تھے۔ مولانا علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ بجا طور پر سمجھتے تھے کہ فتنوں کی کثرت کے اس دور میں طلبہ کو خطرناک فتنوں کی ماہیت و حقیقت اور علمی انداز میں ان کی تردید کے اسلوب سے آگاہ کرنا ضروری ہے تاکہ جب یہ طلبہ عملی میدان میں قدم رکھیں تو عوام کے ایمان اور نظریات کی حفاظت کا فریضہ بہتر انداز میں سرانجام دے سکیں۔ یہی فرق باطلہ ہے جس کی تردید مولانا علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا مشن تھا دشمن عرصے سے ان کے تعاقب میں تھے۔ مولانا علی شیر حیدری ان کے تعاقب سے ہرگز بے خبر نہ تھے۔ عرصہ ہوا کہ انہوں نے اپنی شہادت کے بعد سر اٹھانے والے مسائل اپنی بساط کے مطابق حل کر دیے تھے۔ وہ کتنی ہی بار جامعہ حیدریہ کے در و دیوار پر الوداعی نظر ڈال کر رخصت ہوئے۔ انہیں زندہ واپس آنے کا یقین نہ ہوتا تھا۔ بالخصوص جب سے ان کے والد گرامی شہید ہوئے تھے، وہ شہادت کی خلعت زیب تن کر کے یونہی منتظر تھے جیسے دینی مدارس کے طلبہ دستار بندی کے منتظر ہوتے ہیں۔ مخالفین کی دھمکیوں، دشمنوں کے تعاقب، گولیوں کی سنسناہٹ اور شہادت کے یقین کے باوجود وہ اپنے مشن سے ایک انچ پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہ ہوئے کیونکہ وہ ٹیپو سلطان شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر یقین رکھتے تھے:

علامہ علی شیر حیدری (بقیہ صفحہ)

و قربانی کو قیامت تک یاد رکھا جائے گا...... یہ وہ عظمتوں کے مینار ہیں کہ آنے والا مورخ جب بھی ان پر قلم اٹھائے گا تو اس کا قلم بے اختیار یہ لکھنے پر مجبور ہو جائے گا کہ:

"وہ میرے رسول معظم ﷺ اور صحابہ کرام کے ایسے سچے پیروکار اور عشاق تھے کہ جنہوں نے دنیا کو پاؤں کی ٹھوکر سے اڑا کر...... ہتھکڑیوں کو چوم کر ہاتھوں اور بیڑیوں کو فخر جان کر پاؤں میں پہنا...... انہوں نے تھانوں، جیلوں اور زندان خانوں کی کوٹھڑیوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے بھی صحابہ کی عظمتوں کے ترانے بلند کئے...... اگر کسی کو یقین نہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ لاہور کے بدنام زمانہ چوہنگ سنٹر کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں، کوٹ لکھپت، اڈیالہ، گوجرانوالہ، جھنگ کی جیلوں کی کوٹھڑیوں اور بیرکوں کی چار دیواروں کو آج بھی جا کر دیکھ سکتا ہے کہ جہاں صحابہ کے دیوانوں نے گلی گلی ٹکڑے ٹکڑے، عمر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے نعرے درج کئے ہوئے ہیں...... کوئی صاحب دل ان دیواروں سے سوال کرے کہ تم نے 63 سالوں میں بڑے بڑے شیروں کو اپنی پناہ میں لئے رکھا تو بہادری، جرأت، حق گوئی اور اپنے موقف پر کٹ مرنے کا جذبہ سب سے زیادہ کس میں موجود تھا......؟ تو یہ دیواریں صاحب حال بزرگ کے کانوں میں سرگوشیاں کرنے پر مجبور ہو جائیں گی...... کہیں سے مولانا حق نواز کی عزیمت کا غلغلہ اٹھے گا، کہیں سے فاروقی اور اعظم طارق شہید کا نام گونجے گا اور کہیں سے مولانا محمد مسعود اظہر اور علامہ علی شیر حیدری کی صدائیں بلند ہوں گی...... علامہ حیدری کی شہادت نے بہت مدت بعد مجھے ایک دفعہ پھر بری طرح رلا دیا۔ اللہ علی شیر حیدری کی قبر کو بقعۂ نور بنا دے۔ آمین

[illegible]

شاعر حافظ محمد الطاف شہباز

دلوں میں ہے محبت زبانوں پہ ترانے ہیں
زمانے کو بتا دو کہ ہم صحابہ کے دیوانے ہیں
کہا قرآن نے ایمان ان جیسا لاؤ تم
یعنی جذبے وہی جلوے وہی کردار لاؤ تم
اگر تم نے وجود اپنے جہنم سے بچانے ہیں
کہا مدنی ﷺ نے میرے یار ہادی ہیں ستارے ہیں
کرو تعظیم اور تقلید وگرنہ پھر خسارے ہیں
یہ فیصل قول مدنی کے جہاں بھر میں سنانے ہیں
ہیں حتمہ سبھی فقہا صحابہ سب کے سب عادل
جو نہ مانے وہ بدطینت اندھیرے میں رہے غافل
جو اب بھی شان نہ سمجھے وہ آندھے ہیں وہ کانے ہیں
بلا حد و فصل صدیق رضی اللہ عنہ ہی پہلا خلیفہ ہے
یہ چودہ صدیوں سے مومن کا اجماعی عقیدہ ہے
وہ دیکھو غار سے مرقد تک کیسے یرانے ہیں
خوشا قسمت مقدر میں نہ کیوں الطاف اتراؤں
ملے طعنے صحابہ کی محبت میں کیوں پچھتاؤں
میں خوش ہوں اس جرم میں میرے اپنے بھی بیگانے ہیں

فرمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

☆...... اچھی طرح یاد رکھو، ہر کام کا ایک مقصد ہوا کرتا ہے جس نے اس مقصد کو حاصل کر لیا وہ کامیاب ہو گیا۔

☆...... بروں کی ہم نشینی سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے نیک لوگوں کی صحبت بہتر ہے۔

☆...... کوئی قوم اپنا اقتدار قبضہ اور اپنا ملک بغیر لڑے نہیں چھوڑا کرتی۔

☆...... بدبخت ہے وہ شخص جو خود تو مر جائے لیکن اس کا گناہ نہ مرے یعنی کوئی بری بات جاری کر جائے۔

☆...... جس شخص نے مسلمان کے ساتھ دھوکہ کیا یا اسے نقصان پہنچایا وہ ملعون ہے۔

☆...... طالب دین عمل میں زیادتی کرتا ہے اور طالب دنیا ظلم میں۔

شیعہ مذہب کے لوگ بہت بڑی گمراہی میں مبتلا ہیں

سابقہ شیعہ مجتہد سید امیر رضا شاہ قمی سے گفتگو

مرتب: محمد ابوبکر طاہر

اللہ پاک کا شکر ادا نہیں کر سکتا جس نے مجھے شیعہ مذہب چھوڑ کر ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ جب میں اپنے پرانے دور کو دیکھتا ہوں تو پریشان ہو جاتا ہوں کہ یہ لوگ (شیعہ) کتنی گمراہی میں مبتلا ہیں اور اپنے آپ کو حق سمجھ رہے ہیں قرآن کی ان آیات:

صمٌّ بکمٌ عمیٌ فھم لا یرجعون (سورہ بقرہ)

"اندھے، گونگے، بہرے ہیں پس وہ رجوع نہیں کرتے۔"

ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ......

"اللہ نے مہر لگا دی ہے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور انکی آنکھوں پر پردہ ہے۔"

کا مطلب مجھے شیعہ مذہب چھوڑنے کے بعد ہی سمجھ آیا تھا۔ میں نے انٹرنیٹ پر دنیا بھر کے شیعہ کے سامنے شیعہ مذہب چھوڑنے کی وجوہات بیان کیں اور لوگوں کے سوالات کے جوابات دیئے تو ایران کے شیعہ مجتہدین آغا طباطبائی اور آیت اللہ نوری کے فون آئے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ:

"آپ نے پاک لوگوں کا مذہب کیوں چھوڑ دیا شیعہ مذہب تو اہل بیعت کا مذہب ہے"

میں نے کہا پاک لوگوں اور اہل بیعت کا مذہب یہ ہے جو میں نے اب قبول کیا۔ شیعہ مذہب تو پاک لوگوں کے خلاف بہت بڑی سازش کا نام ہے۔ پھر اس سازش کو پروان چڑھانے کیلئے جھوٹی احادیث، من گھڑت روایات اور افسانوی قصے کہانیاں ہی آپ کو اہل حق کے قریب نہیں آنے دیتی ہیں۔ آپ نے ایک خاص نظریہ اور فکر کو باقی رکھنے کیلئے اللہ کے قرآن اور نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فرامین کو بدلنے سے بھی دریغ نہیں کیا ہے۔ جو واقعات اور تاریخ آپ اپنے مذہب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں اس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ مثلاً آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حضور پاک ﷺ کا وصی اور خلیفہ بلافصل کہتے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ کے بلافصل خلیفہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو سال تک امت کی راہنمائی اور امامت کا فریضہ انجام دیا اس دوران سیدنا علی المرتضیٰ بھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز میں پڑھتے رہے۔ اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی امامت منصوص من اللہ ہے۔ سیدنا علی معصوم عن الخطا ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بطور امام اول ہر حکم اور فعل امت کے لئے حجت ہے تو پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ اول، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سوم، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حکم ماننا ان کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنا ہمارے اور تمہارے لئے حجت کیوں نہیں ہے؟ تم اپنے ہی امام سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پیشواؤں اور اماموں پر تبرا کرنا ان کی توہین و تکفیر کرنا کیوں اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہو؟ اسی طرح بہت سی دیگر باتیں بھی ہوئیں۔ اللہ گواہ ہے ان کے پاس میری کسی ایک دلیل کا بھی جواب نہیں تھا۔ یہ ساری گفتگو فارسی زبان میں ہوئی۔ میں نے آپ کے سامنے ساری گفتگو کا صرف ایک حصہ بیان کیا ہے

میرا دل پریشان ہو جاتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ شیعہ مذہب کے خلاف 1400 سو سال سے آج تک کوئی منظم اور موثر کام نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے اس مذہب کے لاکھوں کروڑوں انسان اسی طرح بے ایمان دنیا سے چلے گئے اور جہنم کا ایندھن بن گئے اہل حق کی اسی لاپرواہی کی وجہ سے یہ مذہب پھیلتا ہی چلا گیا، اس کی صرف ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ شیعہ نے قرآن پاک کی 72 تفسیریں لکھی ہیں جن میں بعض تفسیریں 80،80 جلدوں

> **میرے سابقہ مذہب میں تضادات کی اتنی بھرمار ہے کہ اس مذہب کے پیشواؤں کو ان تضادات سے جان چھڑانے کیلئے "تقیہ" کے نام پر ایک مستقل عقیدہ ایجاد کرنا پڑا**

> **شیعہ مذہب کی بنیاد "نظریہ امامت" ہے۔ دراصل یہ نظریہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے زیادہ اسلام کی پوری عمارت کو ہی ملیامیٹ کرنے کی سازش ہے**

> **اللہ گواہ ہے! ایران کے مجتہدین کے پاس میری کسی ایک دلیل کا بھی جواب نہیں تھا**

> **شیعہ قیادت کی طرف سے دوستی اور اتحاد کے نعرے محض ڈنگ ٹپاؤ پالیسی کا حصہ ہیں**

> **شیعہ پیشواؤں نے اپنے مخصوص نقطہ نظر اور فکر کو باقی رکھنے کیلئے اللہ کے قرآن، نبی ﷺ کی احادیث مبارکہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فرامین کو بدلنے سے بھی دریغ نہیں کیا**

میں نے انٹرنیٹ پر دنیا بھر کے شیعہ کو انکا مذہب چھوڑنے کی وجوہات بتائیں تو ایران کے مجتہد آغا طباطائی اور آیت اللہ نوری نے فون پر میرے ساتھ مناظرہ شروع کردیا

پر مشتمل ہیں۔ان تفاسیر کے اندر موجودہ قرآن کو تحریف شدہ ثابت کرنے پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔اس کے برعکس مسلمانوں کی 178 تفاسیر میں سے ایک تفسیر میں بھی شیعہ کی کسی تفسیر کا رد نہیں کیا گیا اور نہ ہی کسی شیعہ تفسیر کا جواب دیا گیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اہل اسلام نے شیعہ مذہب کو شروع سے کوئی اہمیت ہی نہیں دی۔بلکہ بڑے بڑے مسلمان علماء ،مفکر ،دانشور شیعہ کے اصل عقائد سے لاعلمی کی بنا پر شیعہ کو مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ سمجھتے رہے ہیں حالانکہ یہ مذہب اپنے عقائد و نظریات کی بناء پر اسلام کے مقابلے میں ایک الگ مذہب، دین اور ملت کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔اس کا ثبوت یہ ہے آپ نے شیعہ کے بڑے بڑے علماء کو اہل تشیع کو"ملت جعفریہ" کے الگ نام سے پکارتے ہوئے ضرور سنا ہوگا۔میری ذاتی رائے میں شیعہ کے غیر اسلامی عقائد ونظریات کو امت کے سامنے ننگا کرنے کی جتنی ضرورت تھی وہ کام نہیں کیا گیا۔مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ نے اس کام کو منظم انداز میں اٹھانے کا جو بیڑا اٹھایا تھا وہ آنے والی نسلوں کیلئے بہت بڑی حجت ہے جو پوری کردی گئی ہے۔انہوں نے اس کام کو شروع کر کے اسلام اور اہل اسلام ہی نہیں بلکہ میں کہتا ہوں کہ شیعہ کی آنے والی نسلوں پر بھی احسان کیا ہے۔کیونکہ اب وہ کم از کم اس گمراہی میں مبتلا نہیں رہیں گے کہ وہ بھی اسلام ہی کا ایک فرقہ یا گروہ ہیں۔

قرآن کی تفسیر نئے انداز سے لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔خداوند کریم مجھے اس کام میں ثابت قدم رکھے۔ابتدائی طور پر سورہ فاتحہ کی تفسیر پہلی جلد کے طور پر مکمل کی ہے۔مجھے توقع ہے یہ تفسیر کم از کم 20 جلدوں پر مشتمل ہوگی۔یہ تفسیر خالص شیعی نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر ترتیب دی گئی ہے۔میرے لئے آپ بھی دعا فرمائیں خداوند کریم مجھے اس عظیم کام میں کامیابی نصیب فرمائیں شاید یہ کام میرے لئے سابقہ شیعہ مذہب کے دوران کئے ہوئے اعمال کے ازالہ کا باعث بن سکے۔

میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ کئی سال تک غور وفکر اور علمائے کرام کے ساتھ ایک طویل مناظرانہ گفتگو کے بعد اپنے سابقہ مذہب کو خیر آباد کیا ہے۔اس کے بعد مجھ پر جو دکھ اور مصیبت آئی ہے۔اللہ پاک نے مجھے انتہائی صبر اور حوصلہ کے ساتھ برداشت کرنے کی توفیق عنایت فرمائی۔جس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔جہاں تک میری رائے اور نتیجہ فکر کا تعلق ہے وہ یہی ہے کہ میرا سابقہ مذہب تضادات کا مجموعہ ہے۔اس مذہب میں تضادات کی اتنی بھرمار ہے کہ ان تضادات کو حل کرنے کیلئے بانیان شیعہ مذہب کو تقیہ کے نام پر ایک مستقل عقیدہ ایجاد کرنا پڑا۔اس مذہب کے اصول وضوابط سب انسانی تخلیق ہیں۔اس لئے اس مذہب میں کسی سابقہ عقیدہ سے جان چھڑانے کیلئے جب بھی کوئی نئی چیز وضع کی گئی اس سے ضرور ایک نئی مصیبت کھڑی ہوگئی۔

موجودہ دور میں ایران میں شیعہ انقلاب کے بانی شیعہ پیشوا نائب امام خمینی نے "تقیہ" کے حکم کو منسوخ کرکے شیعہ کی آنے والی نسلوں کو ایک بار پھر ایک نئی مصیبت میں مبتلا کردیا ہے۔چونکہ شیعہ آئمہ کے تقیہ کے بارے میں واضح ارشادات موجود ہیں۔ملا باقر مجلسی جن کا شمار شیعہ مذہب کے بہت بڑے مجتہدین میں ہوتا اور ایرانی انقلاب کے بانی خمینی نے اپنی

اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں تقیہ کرلیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بھی تقیہ کر کے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تو پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے تقیہ کرنے میں کیا امر مانع تھا؟

جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں عداوت اور دشمنی کی بات کریں وہ کبھی اسلام کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے

کتابوں کے اندر ملا باقر مجلسی کی تائید ان الفاظ میں کی ہے کہ:

"ملا باقر مجلسی کی تعلیمات کی پیروی کرتے رہو تا کہ اپنے آپ کو کسی گمراہی میں مبتلا نہ کرلو۔"

ایرانی پیشوا کی اس کھلی تائید کے بعد میں ملا باقر مجلسی کی ان تعلیمات سے درج ذیل اقتباسات پیش کرتا ہوں۔

ترجمہ "معمر بن خلاد سے روایت ہے کہ میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے پوچھا کہ حکام وقت کی اطاعت کا کیا حکم ہے تو انہوں نے کہا کہ امام باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ تقیہ میرا اور میرے باپ دادا کا دین ہے۔جو شخص تقیہ نہ کرے اس کا ایمان ہی نہیں ہے۔"(اصول کافی۔ص484)

اس سے آگے ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ۔

"ابی عمیر سے روایت ہے کہ مجھ سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:"اے عمیر دین کے دس حصوں میں نو حصے تقیہ ہیں۔جو شخص تقیہ نہیں کرتا اس کا دین نہیں اور تقیہ ہر چیز میں ہے سوائے نبیذ پینے اور موزوں پر مسح کرنے۔"(اصول کافی۔ص422)

اسی کتاب میں ملا باقر مجلسی دوسری جگہ لکھتا ہے۔

"مسعد بن صدقہ سے روایت ہے کہ امام جعفر علیہ السلام سے کہا گیا کہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ کے ممبر پر فرمایا کہ:

"اے لوگو!تم سے فرمایا جائے گا کہ مجھے گالی دو تو تم مجھے گالی دے دینا۔"(اصول کافی۔ص484)

شیعہ کی معتبر ترین کتابوں صحاح اربعہ میں سے ایک اہم کتاب"من لا یحضرہ الفقیہ" ہے تقیہ سے متعلق اس میں کیا لکھا گیا ہے۔آپ ملاحظہ فرمائیں۔

"امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر میں یہ کہوں کہ تارک تقیہ مثل تارک نماز کے ہے تو میں اس قول میں سچا ہونگا۔نیز امام نے فرمایا جو شخص تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے۔"

اب آپ نے دیکھ لیا کہ میرا سابقہ مذہب نو حصے تقیہ کی چادر میں چھپا ہوا ہے۔میں کئی بار سوچتا تھا کہ ہمارے مذہب میں اس قدر تقیہ کی ضرورت کیا ہے۔تو پھر مجھے ایک ہی بات سمجھ آئی کہ ہمارے مذہب کی جو بنیاد نظریہ امامت ہے دراصل یہ نظریہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے زیادہ اسلام کی پوری عمارت کو ہی ملیامیٹ کرنے کی سازش ہے۔کیونکہ شیعہ مذہب کا ابتداء سے ہی سب سے زیادہ زور اس بات پر رہا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خاندان اور اولاد کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفائے راشدین اور خلفائے اسلام بشمول سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسی دشمنی اور اختلاف ثابت کردیا جائے جس سے آنے والی نسلوں کا اسلامی تعلیمات،موجودہ قرآن اور احادیث مبارکہ سے اعتماد اٹھ جائے۔کیونکہ جب دین اسلام کے شارحین ہی بے اعتماد

ثابت ہو جائیں گے تو پھر ان کا پیش کردہ دین کیسے قابل اعتبار ہو سکتا ہے۔ جب ہم قرآن پاک کے احکامات، احادیث مبارکہ اور تاریخی حقائق پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ خاندان نبوت اور صحابہ کرام ؓ کے درمیان بے مثال محبت والفت کی لازوال مثالیں ہمارے سامنے روز روشن کی طرح واضح نظر آتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے دور میں مواخات کا قیام ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے لئے ایثار وقربانی کی ایسی زندہ وجاوید مثال ہے جس کی نظیر انسانی تاریخ میں کہیں نظر نہیں آ سکتی۔ آنحضور ﷺ کے دنیا سے جانے کے بعد حضرت علی المرتضی ؓ کی طرف سے خلفاء ثلاثہ کے ساتھ اعانت و تعاون ان کی اقتداء میں نمازیں پڑھنا، ان کے مشیر کی حیثیت سے نظم مملکت میں ہاتھ بٹانا۔ تاریخی حقیقت ہے کہ جس سے تقیہ جیسا فرضی عقیدہ تراشنے کے سوا بانیان شیعہ مذہب کے لئے کوئی چارہ نہ تھا۔

سوچنے کی بات ہے اگر سیدنا علی المرتضی ؓ نے اپنی زندگی میں تقیہ کرلیا تھا اور ان کے بعد حضرت حسن ؓ بھی تقیہ کرنے پر مجبور ہو گئے تھے تو سیدنا حسین ؓ کو تقیہ اختیار کرنے سے کیا امر مانع تھا؟ شیعہ مذہب میں یہ ایسا تضاد ہے جس کا شیعہ قوم کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ کو حضرت علی ؓ سے اور نہ ہی ان کے خاندان کے ساتھ محبت وعقیدت بلکہ وہ تو ہمیشہ اس ٹوہ میں لگے رہے کہ کوئی موقع ایسا ملے جس سے مسلمانوں کے درمیان انتشار پیدا کرنے کی فضا قائم کی جائے۔ سیدنا حسین ؓ کی شہادت بھی کوفیوں کی مکاری، دجل اور فریب کی زندہ مثال ہے۔ آپ سوچیں سیدنا حسین ؓ کو 12 ہزار سے زائد خطوط لکھ کر کس نے کربلا کی طرف آنے پر آمادہ کیا تھا۔ پھر سب سے بڑی حیرت کی بات یہ ہے کہ ہزاروں بلانے والوں میں سے ایک شخص بھی آپ کے ساتھ کربلا کے میدان میں قتل نہ ہوا۔ یہ کیسی محبت ہے؟ ان لوگوں نے سیدنا حسین ؓ کو بے یارو مددگار کیوں چھوڑ دیا تھا؟ سیدنا حسین ؓ نے شہادت سے پہلے جو شرائط پیش کی تھیں، کیا تاریخ کی کتابوں میں ان کے اندر یہ شرط موجود نہیں کہ سیدنا حسین ؓ نے کہا تھا کہ:

''مجھے یزید کے پاس جانے دو میں خود اس سے معاملہ طے کرلوں گا۔''

سیدنا حسین ؓ کے مقام اور مرتبہ کا ہزاروں یزید بھی مقابلہ نہیں کرسکتے۔ لیکن ان لوگوں کے درمیان کوئی دشمنی نہ تھی۔ یہ سب من گھڑت داستانیں دشمنان اسلام کی وضع کردہ ہیں۔ جو لوگ سیدنا علی ؓ کو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا بھائی تسلیم نہیں کرتے وہ تمہارے دوست کیسے ہو سکتے ہیں؟ ان کے پیش نظر تو دشمنی ہی دشمنی ہے۔ یعنی صحابہ اور اہل بیت کی دشمنی یزید اور حضرت حسین ؓ سیدنا علی ؓ اور حضرت امیر معاویہ ؓ کی دشمنی سیدہ فاطمہ ؓ اور حضرت عمر ؓ کی دشمنی۔ شیعہ قیادت کی طرف سے دوستی اور اتحاد اتحاد کے نعرے محض ڈنگ ٹپاؤ پالیسی کا حصہ ہیں۔ یہ لوگ سپاہ صحابہ کی یلغار سے بچنے کے لئے اتحاد کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں اگر یہ حقیقی اتحاد چاہتے ہیں تو پہلے سیدنا معاویہ ؓ اور سیدنا علی المرتضی ؓ کے بھائی چارے کی بات کریں۔ حضرت حسین ؓ اور یزید کے بھائی چارے کی بات کریں۔ جیسا کہ سیدنا حسین ؓ کی خود اپنی شرط موجود ہے کہ مجھے یزید کے پاس جانے دو میں خود معاملہ طے کرلوں گا۔

> **سیدنا حسین ؓ کی شہادت بھی کوفیوں کی مکاری اور دجل وفریب کی زندہ مثال ہے کیونکہ 18 ہزار خط لکھ کر بلانے والوں میں سے ایک بھی ساتھ قتل نہ ہوا**

> **چودہ سو سالہ تاریخ میں وہ لوگ اسی ٹوہ میں لگے رہے کہ جب بھی موقع ملے مسلمانوں کے اندر انتشار پیدا کرنے کی فضا قائم کی جائے**

اس عنوان پر اتحاد کی بات کر کے دیکھ لیں یہ لوگ کبھی بھی آپ کے ساتھ اتحاد پر راضی نہیں ہونگے کیونکہ اس سے ان کے مقاصد اور اہداف پر زد پڑتی ہے۔ انکا مشن متاثر ہوتا ہے۔ صحیح معنوں میں اتحاد کے علمبردار اہلسنت ہیں، جو سب صحابہ میں اتحاد، اتفاق اور پیار و محبت کے قائل ہیں جو لوگ صحابہ ؓ میں دشمنی اور عداوت کی بات کریں گے وہ کبھی اسلام کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔

فرمان رسول ﷺ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

میرے صحابہ ؓ کی عزت کرنا کیونکہ وہ تم سے بہتر ہیں اور جس کو جنت کا وسط پسند ہو تو وہ صحابہ ؓ کی جماعت سے منسلک ہو جائے اس لیے کہ الگ رہنے والے کے ہمراہ شیطان ہوگا۔

(مشکوۃ ص: 554)

کیا آپ چاہتے ہیں......؟

محترم مکرم جناب ______

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ہم سب سے پہلے آپ کو پیغام شہداء ہر گھر تک پہنچانے کی مہم میں معاونت کرنے کا عہد کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں جیسا کہ آپ نے جان لیا ہے کہ شہداء کا یہ پیغام ماہنامہ نظام خلافت راشدہ کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے اس پیغام کو آپ اپنی طرف سے جس طبقے تک پہنچانا چاہتے ہیں وہاں یہ نشان لگائیں۔ ✓

- اعلیٰ حکومتی عہدیداروں تک
- قومی وصوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے ممبران تک
- ملک بھر کے پرائمری اور ہائی سکولوں کے اساتذہ تک
- کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لیکچرارز اور پروفیسروں تک
- دینی مدارس کے مہتممین اور معلمین تک
- ملک بھر کی سیاسی مذہبی جماعتوں کے ذمہ داروں تک

یا آپ خود پتہ جات فراہم کر کے وہاں یہ رسالہ پہنچانا چاہتے ہیں تو آپ اس فارم کی فوٹو سٹیٹ کروا کر ساتھ تمام ایڈریس بھی منسلک کر دیں۔

نظام خلافت راشدہ کا سالانہ ہدیہ فی کس -/300 روپے ہے آپ کتنے لوگوں تک پیغام شہداء پہنچانا چاہتے ہیں۔

1 | 5 | 10 | 50 | 100

آپ کا مثبت جواب آنے کے بعد ان تمام لوگوں کے ایڈریس بھی آپ کو بھیج دیئے جائیں گے جنھیں آپ کی طرف سے نظام خلافت راشدہ جاری کیا جائیگا۔

میں ______

پتہ ______

مبلغ ______ روپے بذریعہ ______ دینا چاہتا ہوں رقم ملنے پر مجھے رسید بھیج دیں۔

تاریخ ______ دستخط

منجانب: ایڈیٹر محمد یونس قاسمی

نظام خلافت راشدہ

جامعہ حیدریہ اعظم کالونی لقمان خیر پور سندھ

فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام
(قسط 2)

مشکلات کا ہجوم

جس طرح کام بڑھا اسی طرح مشکلات بھی بڑھتی رہیں۔ کارکنوں کی پے در پے شہادتوں اور نئے نئے سنگین مقدمات نے ہمارے اعضاء کو مضمحل کر دیا تھا، ہم خون کے اس دریا میں کبھی جان بلب ہوتے کبھی ساحل پر پہنچتے کبھی غوطہ زن ہو کر منزل کو پالینے کے شوق سے آگے بڑھتے، کبھی حکومت کی ستم کشی کی ٹیس برداشت کرتے کبھی صحابہ دشمنوں کی ژاژہ خائی کا شکار ہوتے، کبھی اپنوں کے طعنوں کے خاروں سے آلودہ ہوتے۔ کبھی ایک جگہ کبھی دوسری جگہ جنازوں کو کندھا دیتے۔ کبھی لاشوں پر لاشیں گرتی دیکھ کر غموں اور دکھوں کے سمندر میں ڈوب جاتے، اس دوران ہمارے قتل کے کئی منصوبے بنائے گئے، چوبرجی گراؤنڈ لاہور سٹیج کے نشانے پر بم مارا گیا، ہم معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔ ہم نے یہاں تین لاشیں اٹھائیں، 40 زخمیوں کو ہسپتال پہنچایا۔ بم پھٹنے کے بعد بھی مجمع کے جم غفیر نے ہمارے خطابات کو سنا، ان کا حوصلہ دیکھ کر یہ غم ہلکا ہو گیا، پھر ہم ہسپتال میں ایک ایسے مریض کے پاس پہنچے جس نے کہا "آپ میرے قائد ہیں، میرا غم آپ کے اس وقت یہاں آنے سے ختم ہو گیا ہے۔"

بلا کی محبت تھی ان الفاظ میں، جنہیں سن کر میں اور مولانا اعظم طارق دیر تک اس مشن کی صداقت اور معصوم زخمیوں کی قربانی پر ششدر و استعجاب میں ڈوبے رہے۔

کبھی ہم نے جھنگ میں چھ علماء کے جنازے اٹھائے، ایک موقع پر ایسا بھی آیا کہ مجھے روزانہ جھنگ میں جنازہ پڑھانے کیلئے جانا پڑا۔ جھنگ میں جب سات بہنوں نے اپنے اکلوتے بھائی کو کندھا دیکر ہمارے حوالے کیا تو اس روز میرا دل چیخ اٹھا۔ میں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا، اس کی جگہ میرا جنازہ ہوتا تو مجھے خوشی ہوتی۔ بے سہارا بہنوں اور بوڑھے باپ نے صرف یہ کہا کہ وہ ناموس صحابہ کے تحفظ کے لئے اب بھی خدا کی رضا پر راضی ہے لیکن آفتاب تو دوبارہ نہیں آئے گا۔

مولانا حق نواز شہید کا اصل مشن اور اس کی تکمیل کی جدوجہد

مولانا حق نواز کی شہادت کے بعد سب سے پہلے یہ دیکھنا تھا کہ ان کا حقیقی مشن کیا تھا؟ وہ کس نصب العین کے لئے فردوس بریں میں پہنچے، کس نظریہ کی خاطر انہوں نے شہادت کے خلعت مرصع کو زیب تن کیا، وہ کونسی آگ تھی جس نے انہیں زندگی کے بھرپور پندرہ سال بے چین رکھا، وہ کس کرب اور الم کے باعث بیوی اور بچوں سے جدا ہوئے۔ انہوں نے حیات مستعار کے ایام و مشہود پر ابدی زندگی کو کیوں ترجیح دی، وہ کوئی مجنوں یا دیوانے تو نہ تھے، جاہل یا لاعلم تو نہ تھے، وہ ایک صاحب علم، جید عالم، صاحب فہم و ادراک اعلیٰ قلب و دماغ، بلند عزم و حوصلہ، عالی کردار کے حامل انسان تھے، زندگی کی آسائشوں اور آرائشوں سے بہرہ ور ہونے کے لئے انہیں بھی دیگر علماء اور دانشوروں کی طرح حصہ مل سکتا تھا۔ اس عظیم اور ممتاز عالم دین کو کس درد نے ستایا، کس المیئے نے ان کی نیندیں حرام کیں کس کرب اور دکھ سے دوچار ہو کر انہوں نے عیش زندگی کو تج دیا، کونسی تنگ دستار تھی جس نے انہیں وارفتگی پر مجبور کیا۔ وہ بھی ملک کے شعلہ نوا دیگر مقرروں کی طرح نشاط افزاء زندگی گزار سکتے تھے، وہ بھی شہرت و ناموری اور اشتہارات میں موٹے الفاظ میں شائع ہونے والے القاب سے بہرہ مند ہو کر فرحت و طرب سے حصہ وافر پا سکتے تھے۔

پیشہ ور مقرروں، کرائے کے واعظوں، جہازوں کے ٹکٹ اور لمبی لمبی فیسوں کا حدود اربعہ رکھنے والے بے شمار خطیبوں کی طرح انہیں بھی بغیر کسی دکھ اور غم کے راحت زندگی اور طمانیت و قرار کی دینوی دولت مہیا ہو سکتی تھی...... آہ کہ انہوں نے راحت و چین پر اس کرب اور دکھ کو ترجیح دی جو ایرانی انقلاب (فروری 1979ء) کے بعد خمینی اور پاکستان کے شیعہ علماء کی طرف سے صحابہ کرام کی توہین و تکفیر پر مشتمل لٹریچر کی اشاعت کے بعد ان کے قلب و جگر سے بے ساختہ طور پر پیدا ہو رہا تھا، اس طرح جب پاکستان کے رسوائے زمانہ شیعہ مصنف غلام حسین نجفی کی کتاب قول مقبول شائع ہوئی تو وہ کئی رات تک سو نہ سکے۔ انہوں نے شدت غم اور رنج و الم کی سخت اذیت کے ساتھ کبیر والا کے قریب اڈہ 12 میل کے ایک جلسہ میں فرمایا تھا۔

> کارکنوں کی پے در پے شہادتوں، نئے نئے سنگین مقدمات، اپنوں کے طعنے اور دشمن کی سازشوں نے ہمارے اعضاء کو مضمحل کر دیا تھا۔

> مطالبات کی تکمیل کیلئے کوئی ایک شخص تشدد کی راہ اپناتا ہے تو وہ سمجھ لے یہ اس کی ذاتی سوچ ہے یہ قائد شہید کا فکر نہیں ہے

"یہ قول مقبول غلام حسین نجفی کی تازہ کتاب شائع ہوئی ہے۔ اس میں لکھا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ام کلثوم جو عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے نکاح میں تھیں...... اس کے بارے میں اس ملعون نے یہ کفر تحریر کیا ہے۔

"جب یہ ام کلثوم فوت ہوئی تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کے مردہ جسم کے ساتھ ہمبستری کی"......

شہید قائد نے آہ سرد بھرتے ہوئے چیخ کر فرمایا

"اے اللہ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد حق نواز اگر چین کی نیند سوئے...... تو اس پر لعنت کر...... میں تیرے رسول کی بیٹی کی اس شرمناک توہین سن کر کیسے خاموش ہو جاؤں...... اے اللہ مجھے اتنی قوت بخش کہ اس کفر کو روک سکوں۔

اے مسلمان...... میری اور تیری بیٹی کے لئے ایسے الفاظ کوئی استعمال نہیں کرتا...... مسلمانوں تمہارے ملک میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی لاوارث ہو گئی، پیغمبر کی لخت جگر کا کوئی ہمدرد و محبت نہ رہا۔......

بس پھر کیا تھا...... قائد کے دکھ بھری آواز میں کیا جادو تھا کہ مجمع دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ ہر آنکھ اشکبار تھی، ہر دامن دریدہ تھا، ہر قلب کسماہٹ کا شکار تھا، ہر دل سے شیعہ کے کفر کی صدا بلند ہو رہی تھی۔ اسی کرب اور پریشانی نے مولانا حق نواز کے اصل مشن اور سچی دعوت کو آشکارا کر دیا...... آپ کے مشن کا یہ تھا۔

1- ناموس صحابہ کا تحفظ۔
2- اسلام دشمن سرگرمیوں کی روک تھام۔
3- صحابہ کرام، خلفاء راشدین اور اہل بیت کے خلاف قابل اعتراض لٹریچر کا خاتمہ۔
4- صحابہ دشمن شیعہ گروہ کی تکفیر کا کھلا اعلان۔
5- خلفاء راشدین کے ایام وفات پر تعطیل۔

قائد کی شہادت کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ جن لوگوں کو ان کی جانشینی کے منصب پر براجمان کیا گیا وہ اس مشن پر کس حد تک قائم ہوئے۔ انہوں نے مشن کے فروغ کے لئے کیا کیا۔ راقم نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں اپنے مقصد میں مکمل طور پر کامیاب ہو گیا ہوں۔ ہم نے یہ کر دیا وہ کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ تاہم ہمیں یہ بات کہنے کا حق حاصل ہے کہ قائد شہید کا مشن ان مذکورہ نکات کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ وہ اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے آئینی جدوجہد کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اس کے لئے 1988ء کا جھنگ سے الیکشن لڑا تھا، وہ اپنے مطالبات منوانے کے لئے قتل و غارت اور تشدد پر یقین نہیں رکھتے تھے...... آج بھی سپاہ صحابہ کے ہر کارکن کو اچھی طرح یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ قائد شہید کی 15 سالہ جدوجہد میں کہیں بھی انہوں نے ناموس صحابہ کے تحفظ کے لئے قتل و غارت کا راستہ اپنانے کا حکم نہیں دیا۔

میں نے بھی قائد کا ساتھ نبھانے کے لئے اسی مثبت جدوجہد کو صاد کیا تھا۔ اسی آئینی جدوجہد میں شرکت کا عزم کیا تھا مطالبات کی تکمیل کے لئے اگر کوئی شخص تشدد کی راہ اپناتا ہے تو وہ سمجھ لے یہ اس کی ذاتی سوچ ہے۔ یہ قائد شہید کا فکر نہیں ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے سپاہ صحابہ کو ہم نے ایسی راہ پر گامزن کرنے اور اسی طرز پر چلانے کی سعی کی جو قائد نے متعین فرمائی تھی۔ ہم نے ناموس صحابہ کی جدوجہد میں کیا کھویا کیا پایا...... اس کے بارے میں جب یہ بات متعین ہو گئی کہ ان کا مشن ناموس صحابہ کا تحفظ، صحابہ و اہلبیت کے دشمنوں کے کفر کا اعلان اور اسلام کی عالمگیر دعوت کا فروغ تھا تو دیکھئے ہم نے اس منزل کے حصول کے لئے ہر ممکن جدوجہد کی ہے۔ ہم نے سالانہ حق نواز شہید کانفرنسوں، اخبارات کے فورموں، صدر، وزیر اعظم، گورنروں، وزراء اعلیٰ کے سامنے اسی مشن کی ترجمانی کی ہے۔ ہر سطح پر شیعہ کے قابل اعتراض لٹریچر کے خاتمے کی آواز بلند کی ہے۔ خدا کے خصوصی فضل سے "تاریخی دستاویز" 28 ستمبر 1991ء کو چار سو علماء اور ایک درجن وزراء کی موجودگی میں وزیر اعظم نواز شریف کو پیش کی ہے۔ بعد ازاں اسے باقاعدہ شائع کر کے شیعہ کی 232 کتابوں کی قابل اعتراض عبارتوں اور انکی سرخیوں کو تین زبانوں میں شائع کر کے ہر سوسائٹی، ہر طبقے، ہر سیاستدان اور ہر افسر تک لے جانے میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ شیعہ کے کفر کے اعلان پر کسی جگہ مداہنت اور مصلحت سے کام نہیں لیا۔

ملی یکجہتی کونسل سمیت ہر فورم پر اسکی چوٹ پر تحریف قرآن اور تکفیر صحابہ کو کفر کہا ہے۔ اس مضبوط اور غیر لچکدار رویے کے باعث ہمیں تشدد پسند کہا گیا۔ ہم پر قاتلانہ حملے ہوئے لیکن اس زوردار آواز میں بحمد اللہ کوئی نرمی نہیں آئی...... آپ دیکھ رہے ہیں اب تک کراچی اور لاہور سمیت ساڑھے چھ سال میں ہمارے 342 کارکن شہید ہوئے، ہم نے ایک ایک دن میں کئی کئی جنازے اٹھائے، 9ماہ سے ہماری سندھ اور پنجاب کی قیادتیں جیلوں کی مہمان ہیں۔ لیکن کیا آپ نے مشن کے بارے میں ہم میں کسی نرمی یا مصلحت بینی کو ملاحظہ کیا؟ ہم نے جس عقیدہ کو دین سمجھ کر قائد کا ساتھ دیا تھا آج بھی اس پر پہلے روز کی طرح بحمد اللہ قائم ہیں، ہمارے ہاں تو تربیت کا ایسا فقدان ہے کہ جلسہ کی جگہ کی تبدیلی یا کسی مصلحت کی خاطر جلوس کا راستہ بدلنے کے لئے اگر جماعت کوئی فیصلہ کرتی ہے تو کہہ دیا جاتا ہے کہ انہوں نے جھنگوی کا مشن چھوڑ دیا یہ باتیں وہی لوگ کرتے ہیں جن کو جھنگوی مشن عزیز نہیں۔ جماعتی مشکلات کو کم کرنے، گرفتار شدگان کی رہائی، مقدمات کے خاتمے کے لئے انتظامیہ سے مذاکرات میں کچھ چیزیں ماننے اور کچھ منوانے کو بھی کسی عقل سے بے بہرہ ساتھی مشن کی تبدیلی کہہ دیتے ہیں۔ دراصل ہمارا واسطہ ایسے لاکھوں عدم تربیت یافتہ ساتھیوں سے ہیں جنہوں نے صرف تقریر کے جوش اور نعروں کے خروش کو دیکھ کر جماعت میں شمولیت اختیار کی ہے۔ مشن ناموس صحابہ کو کسی تحریر اور مطالعہ اور گہرے تدبر کے باعث قبول نہیں کیا ان میں سپاہ صحابہ کے پہلے دس گیارہ سال مکمل ہونے کے بعد ہر ساتھی سے کہوں گا کہ مشن کی اصلیت کو سامنے رکھتے ہوئے انہی اصولوں کی روشنی میں ترجیحات کا نئے سرے سے تعین کریں نئے دور کے لئے جماعتی کام کو

> **مولانا حق نواز جھنگوی شہید اپنے مطالبات منوانے کیلئے قتل و غارت اور تشدد پر یقین نہیں رکھتے تھے**

صرف مذہبی اور دینی افراد سے آگے بڑھانے اور ہر سوسائٹی تک مشن کو پہنچانے کے لئے دستیاب لٹریچر کی اشاعت کے کام کو اولیت دیں ہم نے دس سال تک بڑے بڑے جلسوں اور کانفرنسوں کے ذریعے مشن اور کاز کو ہر جگہ پہنچایا ہے، کس حد تک اس کو کسی حالت بھی ممکن نہیں اس بات کو دیں کہ افسران حکومت ارکان پارلیمنٹ کارخانہ کے مزدوروں، کسانوں، زمینداروں، محنت کشوں، تاجروں، وکلاء، علماء مشائخ اور ہر طبقے میں مشن عام کرنے کے لئے سیمینارز، مذاکروں، مباحثوں کا اہتمام کریں۔ انگریزی، عربی اور اردو زبانوں میں لٹریچر کو عام کریں...... بڑے بڑے لوگوں تک جماعتی رسائل و کتب پہنچانے کا اہتمام کریں۔ نصب العین اور مشن کے ابلاغ کے لئے بحمد اللہ ہم نے آئینی جدوجہد کے سب سے بڑے معرکے کو سر کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے یہ سب کچھ ناموس صحابہ بل کے قومی اسمبلی میں پیش کرنے اور 80 سے زائد ارکان کے اس پر دستخط کرانے کی صورت میں نمایاں ہے۔

مولانا ایثار القاسمی کی قومی اسمبلی کی پہلی آواز کے بعد مولانا اعظم طارق دو مرتبہ جس طرح قومی اسمبلی میں بل کے ساتھ ساتھ شیعہ کے قابل اعتراض لٹریچر کی طرف پورے ملک کے نمائندوں کی توجہ دلائی وہ اسی مشن کے ابلاغ کا اہم ترین نکتہ ہے کامیابی تو ہمیشہ خدا کے ہی حکم سے ہوتی ہے، ہمارا کام تو جدوجہد کرنا ہے۔ سو وہ خدا کی تائید سے ہر سطح پر ہو رہی ہے۔

> **میں نے جماعت کے پہلے اجتماع میں اعلان کیا تھا کہ آج کے بعد میرا اشاعتی ادارہ، میرا قلم اور میری زبان مولانا حق نواز جھنگوی کی قائم کردہ سپاہ صحابہ کیلئے وقف ہے۔ آخری دم تک اس جدوجہد میں ان کا ساتھ دوں گا، خواہ اس کے لئے مجھے جان کا نذرانہ کیوں نہ پیش کرنا پڑے**

سپاہ صحابہ کے مشن سے وابستگی

مولانا حق نواز شہید نے اپنے موقف کی سچائی کو دلائل و براہین اور استدلال کی ایسی قوت سے آشکار کیا جس کو سننے والا کوئی شخص خطاب کے بعد دورائیں قائم نہیں کر سکتا تھا ان کی تقریر کے پہلے تین حصے قرآن و حدیث کی زبان

> **چوبرجی گراؤنڈ بم دھماکے کے ایک زخمی کارکن کا ہسپتال میں عیادت کے دوران پہاڑ سے بلند حوصلہ دیکھ کر میرا سارا غم جاتا رہا**

میں صحابہ کرام کی حیثیت کی تعیین پر مشتمل ہوتی تھی۔ آخری حصے میں جب وہ شیعہ کی قابل اعتراض کتابوں پر اپنے اختلاف کو واضح کرتے تو ان کی صداقت سے کسی کو انکار کی جرات نہ ہوتی۔ سپاہ صحابہ کے ہر مقرر اور مبلغ کو یہی طرز اختیار کرنا چاہئے۔ دلیل و برہان سے عاری خطبے صرف جذباتی غوغا آرائی قائد کا طریقہ نہیں میں تحدیث بالنعمت کے طور پر کہوں گا کہ ہم نے 1990ء سے 97-1996ء تک اسی طرز کو فروغ دیا ہے۔ دلائل سے دشمن کو شکست دی ہے براہین کے انبار لگا کر اغیار کے سامنے سپاہ صحابہ کے موقف کی سچائی کو واضح کیا ہے۔ خود راقم نے میاں نواز شریف سے (28 ستمبر 1991ء) صدر غلام اسحاق سے (نومبر 1992ء) صدر فاروق لغاری سے (اپریل 1994ء) کی ملاقاتوں میں شیعہ کے قابل اعتراض لٹریچر، دل آزاری پر مشتمل تحریروں کی روک تھام

عام تکفیر اور خمینی لٹریچر کی اشاعت کے بعد پوری امت پر شرعی فرض عائد ہوتا ہے کہ اس کفر کے خلاف آواز بلند کرے، آج کے بعد میں، میرا اشاعتی ادارہ، میرا قلم اور میری زبان مولانا حق نواز کی قائم کردہ سپاہ صحابہ کے لئے وقف ہے .... میں آخری دم تک اس جدوجہد میں ان کا ساتھ دوں گا خواہ اس کیلئے مجھے جان کا نذرانہ پیش کیوں نہ کرنا پڑے۔"

پاکستان کی کسی دوسری دینی یا مذہبی جماعت کو اتنی مشکلات پیش نہیں آئیں جتنی مشکلات سے سپاہ صحابہ کو سابقہ پڑا ہے

خدا کا شکر ہے کہ آج جبکہ سپاہ صحابہ کی بنیاد کو گیارہ سال ہو چکے ہیں۔ ہم اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہٹے۔ قائد کی شہادت کے بعد ہم نے خدا کی توفیق سے بہتر انداز میں ترقی کی ہے۔ قائد کی شہادت کے وقت سپاہ صحابہ کے ملک بھر میں صرف 300 یونٹ تھے۔ دسمبر 1995ء تک ان کی تعداد (14000) سے تجاوز کر چکی ہے۔

سپاہ صحابہ کو طلباء، وکلاء، خواتین، ایمپلائز، ٹیچرز میں

جب سات بہنوں نے اپنے اکلوتے بھائی کے جنازے کو کندھا دیکر ہمارے حوالے کیا تو اس روز میرا دل چیخ اٹھا

اور شیعہ سنی فسادات کے اصل عوامل پر بات کی ہے۔

قومی اسمبلی کے فورم پر مولانا اعظم طارق کی زوردار آواز، تمام قومی اخبارات کے فورموں پر ہماری کھلی اور دلائل سے معمور تقاریر، مختلف مذاکروں اور مختلف مباحثوں میں ناموس صحابہ کے مشن کا ابلاغ ارکان دولت اور افسران حکومت سے ہر سطح پر گفتگو تاریخی دستاویز کو ملک کے ہر ہر طبقے تک پہنچانے کے سارے کام میں قائد شہید کے نصب العین اور دعوت عمل کی اصل روح کارفرما تھی۔

خدا کا شکر ہے کہ ہم نے جس نصب العین کو آج سے گیارہ سال قبل دین سمجھ کر دل و جان سے قبول کر کے اپنایا تھا۔ اس سے سرمو انحراف نہیں کیا۔ پہلی دفاع صحابہ کانفرنس جھنگ میں 10 فروری 1986ء میں جب راقم کو صرف کانفرنس کی وجہ سے چنیوٹ کی جوڈیشل حوالات سے رہا کیا گیا اور سپاہ صحابہ کے دائرہ کار کو جھنگ کے باہر ملک بھر میں پھیلانے کا اعلان ہوا تو اس اجتماع میں رات اڑھائی بجے مجھے بطور آخری مقرر خطاب کا موقع فراہم ہوا ہم نے سپاہ صحابہ کی جدوجہد کے آغاز پر ان الفاظ میں مولانا حق نواز کا ساتھ دینے کا عزم کیا تھا۔

"ایران کے خمینی انقلاب کے بعد صحابہ کرام کی کھلے

قائم کر کے سوسائٹی میں اس عظیم نصب العین کے فروغ کی بنیاد بھی انہی سالوں میں رکھی گئی۔ کئی یونیورسٹیوں اور بے شمار کالجوں میں مدح صحابہ کے فروغ اور قدح صحابہ کے مشن کو مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔

آج پاکستان کے ہر شہر، ہر قصبہ اور ہر علاقے میں آپ کو سپاہ صحابہ کے یونٹ نظر آئیں گے پاکستان کی کسی دوسری دینی یا مذہبی جماعت کو اتنی مشکلات پیش نہیں آئیں جتنی مشکلات سے سپاہ صحابہ کو سابقہ پڑا۔ شیعہ نے مولانا حق نواز کو صرف اس لئے شہید کیا کہ انہوں نے تکفیر صحابہ اور تحریف قرآن کے مرتکب کو علی الاعلان کافر کہا۔ چونکہ یہ سلسلہ اب بھی برابر جاری ہے اس لئے جارحیت بھی اسی طرح جاری ہے۔

348 نوجوانوں کی پے در پے شہادتوں اور کئی قیمتی ساتھیوں کی دردناک قتل کے واقعات نے اگرچہ ہمارے مشام جان پر گہرا اثر ڈالا۔ شیعہ کی درندگی اور بہیمیت نے اگرچہ ہم سے راحت و چین کی دولت چھین لی ہے لیکن ہم اپنی عزم اور مشن کی سچائی کے باعث مضمحل نہیں ہوئے۔ مایوس نہیں ہوئے۔ دعوت عمل کی صداقت کا حسن لیکر ہم آج بھی پہلے کی طرح نوا پرداز ہیں۔ جس بات کو دین اور اسلام سمجھ کر قبول کیا ہے۔ اسی پر قائم ہیں۔

(جاری ہے)

پیغام شہداء

انسانی تاریخ میں چشم فلک نے ایسی جماعت دیکھی ہے......؟ جس کے قائدین

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ (بانی و سرپرست)

شہادت 22 فروری 1990ء جھنگ

مولانا ایثار القاسمی کی شہید رحمۃ اللہ علیہ (نائب سرپرست، ایم این اے)

شہادت 10 جنوری 1991ء جھنگ سٹی

علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ (سرپرست)

شہادت 18 جنوری 1997ء سیشن کورٹ لاہور

مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ (صدر/ ایم این اے)

شہادت 6 اکتوبر 2003ء پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف جاتے ہوئے۔

علامہ علی شیر صدری شہید رحمۃ اللہ علیہ

شہادت 17 اگست خیر پور سندھ

اور ہزاروں کارکنوں کو ایک نظریہ، مشن اور مقصد کی پاداش میں انتہائی بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا ہو۔ یہ تمام قائدین اور کارکن تو اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے۔ لیکن ان کا نظریہ مشن اور مقصد ایک پیغام کی صورت میں ماہنامہ نظام خلافت راشدہ کے نام سے بفضلہ تعالیٰ ہر ماہ آپ کے پاس پہنچے گا۔

آپ نے کبھی غور کیا......؟

کہ یہ پیغام پوری دنیا تک کیسے پہنچے گا کیونکہ ابھی تک یہ پیغام صرف دیوبند مکتب فکر کے 9 ہزار مدارس کے 50 ہزار اساتذہ کے پاس بھی نہیں پہنچ رہا۔

☆ پاکستان کے تقریباً 2 لاکھ سکولوں کے 10 لاکھ اساتذہ کو اس پیغام کا پتہ تک نہیں ہے۔

☆ بیوروکریسی کے 50 ہزار اہلکار اس پیغام سے لاعلم ہیں پاکستان کے قومی، صوبائی اور سینٹ کے 1 ہزار سے زائد ممبران کے پاس بھی یہ پیغام نہیں پہنچا ہوگا۔

اس کے علاوہ الیکٹرانک / پرنٹ میڈیا اس کی افادیت سے محروم ہے۔ آپ جاگیردار ہیں یا کسان استاد ہیں یا طالب علم آپ سرمایہ دار ہیں یا مزدور، عالم ہیں یا عام مسلمان۔ اگر آپ چاہتے ہیں یہ پیغام پوری دنیا میں عام ہو جائے تو پھر اٹھیے اور عہد کیجیے کہ

"میں شہدا کا یہ پیغام ہر گھر تک پہنچانے میں آپ کا معاون بننا چاہتا ہوں۔" دستخط

شیعیت کو مخلصانہ دعوت اسلام

حافظ ارشاد احمد دیوبندی ظاہر پیر

قارئین مکرم ومحترم ماہنامہ ''نظام خلافت راشدہ'' کے اجراء کی سب مسلمانوں کو بہت بہت مبارکباد۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کے اس ترجمان موقر جریدہ بیاد امیر عظیمت حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہید نور اللہ مرقدہٗ اور حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہید ؒ کی اشاعت سے اہل حق کو غیر معمولی خوشی حاصل ہوئی ہے۔ الحمد اللہ قارئین محترم بخوبی جانتے ہیں کہ احقر حقیقی ننگ اسلاف اس عظیم الشان اہل حق غلامان صحابہ ؓ کے ادارہ کا ایک عرصہ سے بحیثیت جہاد بالقلم رفیق سفر ہے۔ اب یہ بندہ عفاء اللہ عنہ نوجوان نہیں جبکہ مجھے قرآن کریم نے ''اَرْذَلِ الْعُمُر'' کا سرٹیفکیٹ عطا فرما رکھا ہے مگر یہ معلوم کر کے اہل سنت والجماعت کا حقیقی ترجمان ماہنامہ ''نظام خلافت راشدہ'' میدان عمل میں اہل سنت کی ترجمانی کیلئے ''ہوتا ہے جادۂ پیماں پھر کارواں ہمارا'' کا پیغام لایا ہے تو یوں محسوس ہو رہا ہے کہ اب بڑھاپے کے آثار جوانی کا پیغام سنا رہے ہیں ہم اور آپ سب کا فرض ہے کہ اس مشکل ترین دور میں اہل حق کے اس ترجمان جریدہ کی اشاعت کی کثرت کے لئے شب و روز عملی محنت کر کے اس کو بام عروج تک پہنچا کر اپنا جماعتی فریضہ ادا کریں۔ ادارہ ماہنامہ ''نظام خلافت راشدہ'' کا خادم خاص لاشئ ننگ اسلاف فقیر ارشاد احمد دیوبندی ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان 0307-2288886

اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے کسی فرد کو شیعہ حضرات سے ذاتی طور پر کسی قسم کی کوئی عداوت یا دشمنی قطعاً نہیں ہے ہاں الحب للہ والبغض للہ اسلام کا جز و اول ہے۔ تجربہ بھی شاہد ہے کہ جس کسی شیعہ مسلک کے فرد کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی راہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمانے کا ارادہ فرمایا تو خود حضرت نبی کریم ﷺ نے حالت خواب یا بین النوم والیقظہ کی صورت میں اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معیت میں تشریف فرما کر اس شیعہ کو تنبیہ فرما دی کہ اگر حلقہ بگوش اسلام ہونے کا ارادہ ہے تو میرے اصحاب ؓ کی محبت اسلام کی قبولیت کی شرط اول ہے اور بغض اصحاب ؓ اسلام کی قبولیت میں سب سے بہت بڑی رکاوٹ ہے ایسے سچے اور مصدقہ واقعات سے تاریخ اسلام کی کتب بھری پڑی ہیں ایسا ایک عظیم الشان واقعہ بندہ عفاء اللہ عنہ بھی قارئین محترم کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ سو فیصد سچا واقعہ کسی ایک ش۔ی۔ہ. فرد کے اسلام کی قبولیت کا حقیقی سبب بن جائے تو ہماری نجات کیلئے بھی یہ ایک عظیم ذخیرہ ثابت ہوسکتا ہے۔ ویسے نا بھی سب جانتے ہیں کہ اگر یہودیوں سے پوچھا جائے کہ تم میں سب سے افضل کون ہے؟ تو ان کا صرف یہی ایک جواب ہوتا ہے کہ اصحاب موسیٰ علیہ السلام اور اگر عیسائیوں سے دریافت کیا جائے کہ تم میں سے بہتر کون ہے؟ تو لاریب وہ یہی جواب دیتے ہیں کہ ہمارے نبی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین یعنی اصحاب ؓ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اب اس سلسلے میں مسلمانوں سے بھی بعینہ یہی سوال کیا جائے کہ مسلمانوں میں سے افضل بہتر اور اچھا مسلمان کون ہے؟ تو خدا کو حاضر ناظر کر کے خالی الذہن ہو کر جواب دیجئے اور قرآن کے اس فرمان مقدس کو بھی مد نظر رکھئے کہ:

فَاِنْ آمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ آمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ

جس کا واضح مفہوم ہر طالب قرآن کریم پر واضح اور عیاں ہے کہ بعد میں آنے والے لوگ ایمان لائیں تو ایمان کی شرط صرف اور صرف یہی ہے اور خدا کے نزدیک بھی وہی ایمان مقبول ہے جو صحابہ کرام ؓ کے ایمان کی مثل اور ایمان صحابہ کرام ؓ کی مانند ہو۔ اگر صحابہ کرام ؓ والے ایمان کے مثل اور مانند اسلام کی قبولیت سے انکار ہے تو ایسے آدمی کے شقی ازلی ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں ہے۔

فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ

قرآن کریم کے کسی ایک جملے کا انکار کفر اور واضح کفر ہے جس سے کسی بھی اہل ایمان کو قطعاً انکار نہیں ہے۔ بایں سبب مندرجہ ذیل واقعہ پر اہل شیعیت سے تعلق رکھنے والے فرد کیلئے دعوت اسلام ہے۔ غور وفکر کیجئے خالی الذہن ہو کر اس واقعہ کا صدق نیت کے ساتھ بار بار مطالعہ فرمائیے ہوسکتا ہے کہ یہ سچا واقعہ آپ کے ایمان کی تجدید کا سبب بن جائے۔ بندہ عفاء اللہ عنہ بھی صدق نیت کے ساتھ ہر شیعہ فرد کے لئے بطور ہدیہ یہ واقعہ پیش کر رہا ہے۔

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی ؒ کے سامنے ایک شیعہ نے روک کر کہا مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے کافرانہ عقیدے سے توبہ کر یا ادھر سے نکل جا

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ

خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی ؒ کو اللہ تعالیٰ نے کلمہ حق بیان کرنے کا ایک مخصوص انداز نصیب فرمایا تھا۔ رد مرزائیت کے ساتھ ساتھ دیگر جمیع باطل فرقوں کا بھی آپ ؒ اپنے مخصوص انداز خطابت میں زبردست پوسٹ مارٹم فرمایا کرتے تھے۔ وفات سے تقریباً دو سال قبل حضرت خطیب پاکستان ؒ نے دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ''اصحاب محمد ﷺ'' کے فضائل بیان کرتے ہوئے اپنی اس تقریر اور خطاب عام میں شیعوں کو دعوت اسلام دیتے ہوئے اپنا ایک ذاتی اور مشاہداتی واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا مجھے امید کامل ہے کہ اب تک بھی حضرت خطیب پاکستان ؒ کے اس خطاب کی کیسٹ بعض ساتھیوں کے پاس ضرور موجود ہوگی۔ مجھے بھی حضرت قاضی ممدوح ؒ نے یہ واقعہ اپنی زبان مبارک سے میرے ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان والے مکان میں سنایا تھا۔ آپ حضرات بھی ملاحظہ فرمائیے:

حضرت قاضی ؒ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مدینہ طیبہ میں تھا تو میں نے خود ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بی بی فاطمہ بتول ؓ کے حجرے کے قریب کھڑا ہو کر واپس لوٹ رہا تھا تو میں نے اسے بلایا اور پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ میرا نام حبیب حسین ہے۔ حضرت قاضی صاحب ؒ نے دریافت فرمایا کہ تو

کہاں کا رہنے والا ہے؟ اس نے بتایا کہ ساہیوال کے نزدیک میرا گاؤں ہے تو حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کہا کہ تو کیسا آدمی ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرات شیخین مکرمین رضی اللہ عنہما کے روضہ مقدس پر درود شریف صلوٰۃ و سلام بھی نہیں پڑھتا تو اس نے ایک خاص منہ بنا کر بتایا کہ میں ش۔ی۔ع۔ہ ہوں اور روضہ رسول ﷺ میں چونکہ آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے دشمن بھی سوئے ہوئے ہیں (العیاذ باللہ) اس لئے میں روضہ رسول ﷺ پر اپنے اس مخصوص عقیدے کے مطابق درود شریف اور صلوٰۃ وسلام بھی پڑھنا جائز نہیں سمجھتا۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اسے کہا کہ تمہیں تمہارے ذاکروں نے گمراہ کردیا ہے تو جا حضرت نبی کریم ﷺ کے روضہ مقدس پر درود وسلام بھیج اور پھر مسجد نبوی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس سے عجز و انکساری کے ساتھ مخلصانہ دعا مانگ کہ ''یا اللہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس پر اور آپ ﷺ کے دروازے پر ہدایت کا طالب ہوں اور پھر کم از کم سو بار اھدنا الصراط المستقیم پڑھ کر دعا مانگ۔''

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ پھر میں خود بھی ریاض الجنۃ میں بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرکے اس آدمی کی ہدایت کے لئے مخلصانہ دعائیں کرتا رہا کہ یا اللہ جل جلالہٗ اپنی رحمت کے طفیل اسے خالی نہ لوٹا اس کے لئے اپنی رحمت و شفقت کے طفیل ہدایت کا دروازہ کھول دے۔ حضرت مرحوم فرماتے تھے کہ ابھی تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ وہ شخص جو پہلے اپنا تعارف مجھ سے ش۔ی۔ع۔ہ کے حرف سے کرا رہا تھا میرے پاس دوڑتا ہوا آیا اور رو رو کر اس کا بہت ہی برا حال تھا اس نے چیخیں مارتے ہوئے رو رو کر کہا ''قاضی صاحب، قاضی صاحب، قاضی صاحب۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا ہوا؟ تو وہ شخص میرے سامنے گر گیا پھر میری پیشانی چوم چوم کر رو رو کر کہا کہ حضرت قاضی صاحب مجھے مبارک باد دو، دنیا والوں نے تو روضے کو دیکھا اور میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مخلصانہ دعاؤں کے طفیل خود روضے والے کو دیکھا میں نے اس سے دریافت کیا صحیح طریقے سے بتائیے کہ تو نے کیا کچھ اور کس طرح دیکھا؟ اس نے بتایا کہ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بتائی ہوئی دعا اور وظیفہ اھدنا الصراط المستقیم سو بار پڑھا اور اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہا کہ یا اللہ! مجھے ذاکروں نے کہا ہے کہ آپ کے نبی مکرم ﷺ کے ساتھ روضہ مقدس میں سونے والے۔ یہ دونوں (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) نبی مکرم ﷺ کے دشمن ہیں یہ دعا جب میں پوری مانگ چکا تو اس کے بعد مجھے غشی طاری ہوگئی یعنی بیں بسوم والیقظہ والی صورت پیدا ہوگئی اس وقت حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے واللہ العظیم اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کا ایک ہاتھ مبارک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا ہاتھ مبارک حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور مجھے حضرت نبی کریم ﷺ نے مخاطب کرکے فرمایا کہ میرے دروازے پہ آ کر پھر میرے احباب واصحاب رضی اللہ عنہم کا گلہ کرتا ہے۔ تو یہاں آ کر باز نہیں آیا، تیرا دماغ اب تک خراب ہے، میرے احباب واصحاب نے دین واسلام کی سربلندی کیلئے میرا بھرپور ساتھ دیا۔ اے نالائق تو ادھر سے نکل جا ادھر سے چلا جا تو کون ہوتا ہے میرے احباب و اصحاب رضی اللہ عنہم اور سسرال کی مخالفت کرنے والا تو میں یارسول اللہ ﷺ کی اس قدر شدید ترین ناراضگی ملاحظہ کرکے سخت ترین حیران رہ گیا۔ اس کے بعد حضرت محمد ﷺ کی مزید ناراضگی بھی بڑھتی رہی حتیٰ کہ شدید تر ہوگئی تو ایسے وقت سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول ﷺ اب یہ دروازے پر کھڑا ہے ٹھیک ہے کہ یہ گالیاں ہمیں دیتا ہے ہماری توہین بھی خوب کرتا ہے، حضرت ﷺ! ہم اسے معاف کرتے ہیں۔ اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ آپ ﷺ بھی اسے معاف فرما دیں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میری سفارش فرمائی تو مجھے مخاطب کرکے حضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ''اے مجنون! اگر تو اپنے اس گندے عقیدے سے توبہ کرلے اور میرے احباب و اصحاب اور سسرال کو گالیاں دے دیا کرے تو [illegible] تعجب ہے کہ اس کے بعد یہ مدینہ طیبہ میں [illegible] اور اب بھی اگر تو اپنے اس گمراہ کن عقیدے سے توبہ نہیں کرسکتا تو فوراً مدینہ طیبہ سے نکل جا۔''

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین ناراضگی کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میری سفارش کی اور بیداری کے فوراً بعد میں نے شیعیت سے سچی توبہ کرلی

حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے فوراً اس سے دریافت کیا کہ اب تیرا کیا پروگرام ہے؟ اس شخص نے کہا کہ حضرت ابھی [illegible] اسی وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قدموں میں گر گیا اور میں رو رو کر حضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ ﷺ ہمیں تو ذاکروں نے گمراہ کردیا ہے تو شیخین مکرمین رضی اللہ عنہما نے میری طرف سے بارگاہ رسالت مآب ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض پیش کرتے ہوئے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم نے اسے خلوص کے ساتھ معاف کردیا ہے آپ ﷺ بھی اسے معاف فرما کر راضی ہوجائیں تو یہ عجیب منظر دیکھ کر میں فوراً بیدار ہوگیا۔

> جو مورخ بنو امیہ اور بنو عباس کی عداوت کا قبولیت اسلام کے بعد بھی چرچا کرتا ہے وہ بہت بڑا منافق اور قرآن وحدیث کا جھٹلانے والا ہے

حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر اس شخص نے اسی وقت میری موجودگی میں اپنی بیوی کو خط لکھا کہ ''میں نے شیعیت سے صدق دل کے ساتھ یہ واقعہ ملاحظہ کرکے توبہ کرلی ہے اس نے توبہ کی مکمل تفصیل اور حقیقت بھی رقم کردی میں تجھے بھی دعوت دیتا ہوں کہ تم بھی شیعہ مسلک کو چھوڑ کر اسلام قبول کرلے۔ شیعیت قطعی طور پر گمراہ وضلالت گزیدہ عقیدہ ہے ان ذاکروں نے واللہ ہمیں گمراہ کر رکھا ہے۔ اگر تو بھی میرے اوپر اعتماد کرتے ہوئے میری طرح توبہ کرلے تو پھر تیرا اور میرا رشتہ ازدواجی قائم رہے گا اور اگر تجھے توبہ کی توفیق نہیں ہے اور تو توبہ نہیں کرتی تو میرے گھر آنے سے پہلے میرا گھر چھوڑ کر اپنے والدین کے گھر چلی جا، میں پھر تیری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔ اس لئے کہ میں الحمد للہ پاکستان کے ایک نامور عالم دین قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی مساعی جمیل کے طفیل مسلمان ہوگیا ہوں۔ بعینہ اسی طرح اس نے اپنے والد کو بھی خط لکھا کہ ''میں نے بایں وجوہات اپنی آنکھوں سے یہ سب عظیم الشان منظر دیکھا ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ کی تنبیہات سے بہت متاثر ہوکر حقیقی اسلام کی قبولیت کا شرف حاصل کرلیا ہے الحمد للہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسلمان ہوگیا ہوں اگر تو مجھے اپنی جائیداد وغیرہ سے عاق کرنا چاہتا ہے تو بھی

CamScanner

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض اسلام کی قبولیت میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے

سب حقائق دیکھنے کے بعد راضی ہوں آپ اپنی جاں نثار ہے سے بے شک کہئے وہ در دیں میں اسے برداشت کروں گا "اے بھائی خدا کی قسم میں آج اصحاب و احباب محمد ﷺ کا سچا اور حقیقی غلام بن چکا ہوں اے بھائی خدا کی قسم ہم کو دھوکہ دے کر دوں نے گمراہ کر دیا ہے۔ اے بھائی خدا کی قسم میں خود اپنی ان آنکھوں کے ساتھ شیخین کریمین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو حضرت محمد ﷺ کے پہلو مبارک میں بیٹھا ہوا دیکھ کر آ رہا ہوں۔" حضرت خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شخص مسمی حبیب حسین پھر زندگی بھر اہل سنت والجماعت کے ساتھ عملی طور پر وابستہ رہا جبکہ شیعوں نے اسے بہت شدت کیساتھ تنگ کئے رکھا اس نے بڑے بڑے مصائب و آلام برداشت کئے تکلیفیں اٹھائیں ماریں کھائیں مگر وہ اپنی پوری زندگی میں چیخ چیخ کر اور رو رو کر پکارتا رہا واللہ اصحاب رضی اللہ عنہم و احباب رضی اللہ عنہم سے عداوت عین کفر ہے اور میں خدا کی قسم اس کا عینی گواہ ہوں میں اپنی آنکھوں سے خود دیکھ کر آ رہا ہوں واللہ العظیم۔ مجھے خود نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ جو میرے احباب و اصحاب داماد و سسرال کا دشمن ہے وہ آدمی میرا بھی دشمن ہے۔

ومن ابغضهم فببغضي ابغضهم

یعنی جن کو میرے اصحاب رضی اللہ عنہم و احباب رضی اللہ عنہم کے ساتھ قلبی بغض ہے انکو میرے ساتھ بغض ہونے کے باعث ہی انکے ساتھ بھی بغض ہے۔

ومن اذاهم فقد اذانی

جس نے میرے اصحاب و احباب کو اذیت پہنچائی اس نے گویا مجھے ہی اذیت دی اور مجھے ہی تکلیف پہنچائی ......ب یہ شخص یعنی محترم محب، حبیب حسین رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو چکا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ اس مرحوم و مغفور کی انسانی لغزشات کو معاف فرمائیں آمین۔ ... از روئے قرآن و حدیث کوئی بھی صحابی رضی اللہ عنہ کبھی نعوذباللہ مرتد ہو جانے کا فر اور نہ ہی گمراہ بلکہ اصحاب و احباب محمد ﷺ کے راستے سے انحراف گمراہی و نفاق ہے جو اصحاب و احباب محمد ﷺ کے راستے پر چلے گا وہی حق پر ہوگا۔ بعض مورخین نے جنگ جمل و صفین کے مصنوعی واقعات میں اس قدر مبالغہ، مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے جسے حقیقتاً جھوٹ کا پلندہ قرار دیا جا سکتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لڑائیاں معمولی نوعیت کی برائے نام تھیں اور یہ تھوڑی بہت لڑائی بھی منافقین نے کرائی جسے بعد میں

دونوں فریقوں نے تسلیم کرایا اور وہ صلح ہو گئی تھی اور ایسا موقع ہی نہیں رہا کہ عداوت کا قبولیت اسلام کے بعد بھی چرچا کرتا ہے۔ ایسا مورخ خواہ کوئی بھی ہو وہ قرآن و احادیث کو جھٹلاتا ہے اہل اسلام سواد اعظم کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے قرآن کریم والے ریمارکس کا جو منکر ہے وہ دائرہ اسلام سے قطعاً اور یقیناً خارج ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں واضح اعلان ہے۔

اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقوی لہم مغفرۃ واجر عظیم

یہ جماعت اصحاب محمد ﷺ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کا اللہ تعالیٰ نے امتحان لیا ہے اور رزلٹ آؤٹ کرتے ہوئے خود فرمایا ہے کہ میں نے ان اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاک و صاف دلوں میں مغفرت اور اجر عظیم ملاحظہ فرمایا ہے اب جو اس خدا کے رزلٹ کے خلاف ایک اور رزلٹ تیار کرے گا وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ قرآن کریم اور اصحاب علیہم الرضوان کا دشمن ہے جسکی تصریح احادیث مقدسہ میں بڑی تفصیل کے ساتھ ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ ہاں زمانہ جاہلیت میں بنو امیہ اور بنو ہاشم میں عداوت تھی جو قبولیت اسلام کے بعد قطعی اور یقینی طور پر ختم ہو گئی جنکے بھائی بھائی ہونے کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح اعلان کر دیا ہے۔ بندہ عفااللہ عنہ کے خیال میں قرآن کریم کا یقیناً تیسرا حصہ اصحاب و احباب محمد ﷺ کی توصیف و تعریف انکے اخلاص فی الدین پر مشتمل ہے۔ کہیں قرآن کریم میں مذکور ہے۔

اولئک ہم المسلمون ۝ اولئک ہم المؤمنون ۝ اولئک ہم الراشدون ۝ اولئک ہم الفائزون ۝ اولئک ہم الصادقون ۝ اولئک ہم المفلحون ۝ اولئک ہم المہتدون اولئک لہم اجر عظیم ۝ اولئک الذین یبدل اللہ سیاتہم حسنات اولئک کتب فی قلوبہم الایمان ۝ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم ۝ اولئک الذین انعم اللہ ۝

قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے اس قسم کے اور بھی کئی جملے آپ حضرات تلاوت کرتے ہوئے اس بنیاد پر یقیناً کہا جا سکتا ہے کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم سے بغاوت یا انحراف کرے گا وہ یقینی طور پر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مگر قرآن کریم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بہت بڑا مداح ہے۔ اس لئے منکرین اصحاب و احباب محمد ﷺ نے قرآن مجید کے خلاف بہت بڑا محاذ قائم کر رکھا ہے بلکہ اس قرآن کریم کے بالمقابل ایک اور قرآن کریم جسے مصحف فاطمہ کا نام دیا جاتا ہے جو کہ ایک فرضی اور مصنوعی قرآن ہے اور کہتے ہیں کہ یہ اس موجودہ قرآن کریم سے تین گنا بڑا ہے جس میں موجودہ قرآن کریم کا ایک جملہ بلکہ ایک لفظ بھی موجود نہیں ہے۔ ہم صحابہ کرام سے محبت و عقیدت کے باعث اصحاب و احباب کے کسی ادنیٰ ترین دشمن کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ ہماری مجبوری اور معذوری ہے۔ رہا ایمان کا زبانی دعویٰ یہ تو مشرکین یہود و نصاریٰ اور ہر زمانے کے ملحدین و بے دین بھی کرتے چلے آ رہے ہیں مگر ان کا ایمان ایسا نہیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعلیم و تعلم فرمایا تھا۔ اس لئے اللہ رب العالمین نے حضرت نبی کریم ﷺ کو فرمایا کہ اے خدا کے پیغمبر ﷺ! لوگ کچھ بھی کہیں مگر تیرے یاروں کا ایمان مجھے بہت پسند ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے اصحاب و احباب کے جو مناقب بیان فرمائے ہیں انہیں کتب احادیث میں ملاحظہ کر کے اصحاب رسول اللہ کی عزت و عظمت احترام و اکرام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ بندہ عفااللہ عنہ کا مجموعہ کلام "جنت کے پھول" کے نام سے شائع ہو چکا ہے جس میں حمد و نعت کے بعد اصحاب رسول اللہ ﷺ کا منظوم کلام میں شان و مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔ صرف 100 روپے کے ڈاک روانہ کر کے کتاب منگوا کر دل کی تسکین حاصل کیجئے۔

خدا حافظ

قرآن کریم صحابہ کرامؓ کا بہت بڑا مداح ہے

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کا مقام علی لسان القرآن

تحریر بنت اسلام ایس۔اے فاروقی (معلمہ مدرسہ معہد العلوم الاسلامیہ للبنات ماڈل ٹاؤن لاہور)

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ

ان الذین جاءُ و بالافك عصبته منكم لا
تحسبوہ شرلكم بل هو خیرلكم
(تا) یعظكم اللہ ان تعودو لمثله ابدا ان
كنتم مومنین

(سورہ نور آیت 11 تا 17)

یہ آیتیں حضرت عائشہ ؓ کے حق میں نازل ہوئیں اسی مناسبت سے اس واقع کو افک کہا جاتا ہے۔ افک کا مطلب ہے کہ موڑ دینا، حقیقت کو الٹنا، انتہا درجہ کا جھوٹ بولنا، حضرت عائشہ ؓ اپنی پاک دامنی اور شرافت نفس کی وجہ سے دعا کی مستحق تھیں۔ صدیق اکبر ؓ کی بیٹی تھیں رسول اللہ ﷺ کی بیوی تھیں، مومنوں کی ماں تھیں، ہر طرح کی تعظیم وتکریم آپ ؓ کی واجب تھی اس کے برعکس جس نے آپ پر تہمت لگائی گویا کہ اس نے حقیقت کو ہی الٹ دیا۔ (تفسیر مظہری)

واقعہ افک

جب رسول اللہ ﷺ غزوہ بنی المصطلق سنہ 6 ہجری میں تشریف لے گئے تو حضرت عائشہ ؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ واپسی پر قافلہ ایک جگہ ٹھہر گیا۔ حضرت عائشہ ؓ قضائے حاجت کے لئے چلی گئیں اتفاق سے آپ ؓ کا ہار ٹوٹ گیا، جس کی وجہ سے آپ کو دیر ہوگئی۔ جب واپس آئیں تو قافلہ جا چکا تھا۔ آپ ؓ اسی جگہ بیٹھ گئیں اور خیال کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ اور رفقاء کو معلوم ہوگا کہ میں ہودج میں نہیں ہوں تو واپس آئیں گے۔ اسی اثناء آپ پر نیند کا غلبہ ہوا تو آنکھ لگ گئی۔ حضرت صفوان ؓ صحابی جس کو حضور ﷺ نے اسی لئے مقرر کیا تھا کہ قافلہ سے گری پڑی چیز اٹھا کے محفوظ کریں۔ جب صبح کو وہاں پہنچے تو دیکھا کہ کوئی آدمی سویا ہوا ہے۔ قریب آئے تو انہوں نے آپ ؓ کو پہچان لیا۔ کیونکہ انہوں نے پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے آپ کو دیکھا تھا۔ آپ کی زبان سے

انا للہ وانا الیہ راجعون

نکلا یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی آنکھ کھل گئی، چادر سے چہرہ ڈھانپ لیا۔ حضرت صفوان نے آپ کو اونٹ پر سوار کر دیا اور خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر پیادہ چلنے لگے۔ حتیٰ کہ قافلہ میں مل گئے۔ عبداللہ بن ابی بڑا خبیث منافق رسول اللہ کا دشمن تھا۔ اس کو ایک بات مل گئی کم بخت نے واہی تباہی مچانا شروع کر دی بعض بھولے بھالے مسلمان بھی سنی سنائی کا تذکرہ کرنے لگے جیسا کہ مردوں سے حضرت مسطح، حضرت حسان اور عورتوں سے حضرت حمنہ، جب اس بہتان کا چرچہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو بہت صدمہ ہوا ایک ماہ تک بات چلتی رہی آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ ؓ کے حق میں آیت برأت نازل فرمائی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے تین مسلمانوں پر حد قذف جاری فرمائی جیسا کہ حضرت مسطح، حضرت حمنہ، حضرت حسان (معارف القرآن) اور عبداللہ بن ابی جس نے تہمت گھڑی تھی اس کے لئے دنیا میں دوہری حد جاری فرمائی اور آخرت میں اس کے لئے عذاب عظیم ہے۔ کیونکہ مومنین نے توبہ کر لی اور منافق اپنے حال پر قائم رہے۔ (بیان القرآن)

ابن ملیکہ نے براویت غزوہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ میں اونٹ پر سوار ہوگئی۔ صفوان نے اونٹ کی مہار پکڑ لی، چلتے چلتے منافقوں کی ایک جماعت سے ہمارا گزر ہوا، منافق مسلمانوں کے لشکر سے الگ اپنا پڑاؤ کرتے تھے، منافق کا سردار عبداللہ بن ابی کہنے لگا یہ عورت کون ہے۔ ساتھیوں نے جواب دیا عائشہ ہے، منافق عبداللہ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم یہ اس سے نہیں بچی اور نہ وہ اس سے بچا تمہارے نبی ﷺ کی بیوی رات بھر ایک مرد کے ساتھ رہی۔ (تفسیر مظہری)

مولانا محمد شفیع ؒ

ان روایات کے تحت لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ ؓ کی تہمت میں جو مسلمان شریک ہوگئے تھے۔ یہ قضیہ اُس وقت تھا۔ ان آیات کے نزول کے بعد جو شخص حضرت عائشہ ؓ پر بہتان لگائے وہ بلاشبہ کافر منکر قرآن ہے۔ جو شیعہ اس میں مبتلا ہیں ان کے کفر میں شک وشبہ نہیں۔ وہ باجماع امت کافر ہیں۔ (معارف القرآن۔ جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 382)

حضرت مولانا حافظ عماد الدین ابن کثیر

ان آیات کے تحت لکھتے ہیں کہ منافقین نے حضرت عائشہ ؓ پر بہتان باندھا تو آنحضرت ﷺ نے عائشہ ؓ سے فرمایا تمہارے حق میں لوگ جو کچھ کہتے ہیں اگر تمہارے پاس کوئی عذر ہو تو تم بھی بیان کرو۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ میں سچی ہوں اس لئے اللہ تعالیٰ میری برأت کا کوئی عذر آسمان سے نازل کرے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی چودہ آیتیں نازل فرمائیں۔ علمائے اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ اتنی بڑی برأت کے بعد جو فرقہ اب بھی حضرت عائشہ ؓ پر عیب لگاتا ہے اس فرقہ کے کافر ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

(تفسیر حقانی۔ صفحہ 608)

مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی ؒ

ان آیات کے تحت لکھتے ہیں کہ:

یعظكم اللہ ان تعودو لمثله ابدا

کہ تمہیں سختی سے منع فرماتا ہے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا یہ حرکت تقاضائے ایمان کے خلاف ہے اور اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ **ان كنتم مؤمنین** اگر تم مومن ہو۔

آگے لکھتے ہیں کہ جو شیعہ ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کو متہم کرتے ہیں وہ مومن نہیں۔ (تفسیر مظہری)

سیدہ عائشہ ؓ کی چند خصوصیات

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی چند خصوصیات ایسی ہیں جو کسی دوسری عورت کو نصیب نہیں ہوئیں۔ حضرت عائشہ ؓ بھی ان پر فخر کرتی تھیں۔ (1) رسول کریم ﷺ کے پاس جبرائیل آپ کی تصویر لے کر آئے اور فرمایا یہ تمہاری زوجہ ہے۔ (2) رسول اللہ ﷺ نے آپ کے علاوہ کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں کیا۔

(3۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات آپ کی گود میں ہوئی۔

(4۔ آپ ﷺ بیت عائشہ ؓ میں مدفون ہوئے۔

(5۔ بعض اوقات آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ حضرت عائشہ ؓ کے لحاف میں ہوتے۔ (6۔ آسمان سے آپ کی برأت نازل ہوئی۔ (7۔ آپ خلیفہ رسول کی بیٹی ہیں۔

اصحاب پاک مصطفیٰ کو حق نے کیا جگر دیا
کسی نے ثلث لا دیا کسی نے نصف گھر دیا
مگر عائشہ کے باپ نے دیا تو اس قدر دیا
خدا کے نام کے سوا جو کچھ تھا لا کے دھر دیا

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجساد اطہر تر وتازہ نکل آئے

چودہ سو سال بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجساد اطہر تر و تازہ نکل آئے۔ ایک عجیب واقعہ جس نے اسلام کی حقانیت اور مشن سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

یہ واقعہ ماہنامہ "تعلیم القرآن" راولپنڈی کی اگست 1964ء کی اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ انتخاب: مولانا رحمت اللہ تونسوی (لاہور)

یہ چشم دید حقیقت جس زمانے کا تاریخی واقعہ ہے، اس کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ 1932ء میں اس کو ہر مذہب و ملت اور کئی ممالک کے اشخاص نے آنکھوں سے دیکھا، اس کی دنیا کے اخباروں نے جلی عنوانات سے تشہیر کی اور ہر جگہ چرچے رہے ہیں۔ دو مشہور صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں جن کو پہلے بھی لوگ جانتے تھے اور اب بھی مرجع خلائق بنے ہوئے ہیں:

شانِ اصحاب نبی ﷺ کیسے کرے کوئی بیاں
نطق بھی بے دست و پا ہے اور عاجز ہے زباں

قصبہ سلمان پاک جو بغداد سے 40 میل کے فاصلے پر ہے، زمانہ قدیم میں جس کا نام "مدائن" تھا جہاں اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گورنری کے عہد پر فائز رہے، یہاں ایک شاندار مقبرے میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی مدفون ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے مقبرے سے متصل نبی آخرالزماں ﷺ کے دو صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبریں ہیں۔ ان دونوں اصحاب رسول ﷺ کی قبریں پہلے سلمان پاک سے دو فرلانگ کے فاصلے پر ایک غیر آباد جگہ پر تھیں، ہوا یہ کہ حضرت حذیفہ نے خواب میں ملک فیصل شاہ عراق سے فرمایا کہ ہم دونوں کو موجودہ قبروں سے منتقل کر کے دریائے دجلہ سے تھوڑے فاصلہ پر دفن کر دیا جائے۔ اس لئے کہ میری قبر میں پانی اور جابر رضی اللہ عنہ کی قبر میں نمی شروع ہو گئی ہے، شاہ یہ خواب مسلسل دو راتوں میں دیکھتا رہا اور شاید بے پروائی یا امور سلطنت میں انہماک کے باعث بھول گیا، تیسری شب حضرت موصوف نے عراق کے مفتی اعظم کو خواب میں یہی ہدایت فرما کر کہا، ہم دو راتوں سے بادشاہ کو کہہ رہے ہیں، لیکن اس نے اب تک انتظام نہیں کیا، اب یہ تمہارا کام ہے کہ اس کو متوجہ کر کے اس کا فوری بندوبست کرو، چنانچہ اگلے روز صبح ہی صبح مفتی اعظم نوری السعید پاشا وزیر اعظم کو ساتھ لیکر بادشاہ سے ملے اور اس سے اپنا خواب بیان کیا۔ شاہ فیصل نے کہا کہ میں بھی دو راتوں سے خواب میں یہی دیکھ رہا ہوں، آخر کافی غور و مشورے کے بعد شاہ نے مفتی اعظم سے کہا، آپ قبروں کے کھولنے کا فتویٰ دیں تو میں اس کی تعمیل کے لئے تیار ہوں، جب مفتی اعظم نے قبریں کھولنے اور لاشوں کو منتقل کرنے کا فتویٰ دے دیا، تو یہ فتویٰ اور شاہی فرمان دونوں اس اعلان کے ساتھ اخبارات میں شائع کر دیا گیا کہ بروز عید قربان بعد نماز ظہر ان دونوں اصحاب رسول ﷺ کی قبریں کھولی جائیں گی۔ رائٹر اور دوسری خبر رساں ایجنسیوں نے اس فرمان کو تمام دنیا میں پہنچا دیا، حسن اتفاق دیکھئے کہ ان دنوں موسم حج ہونے کے باعث تمام دنیا کے مسلمان حج کے لئے حرمین شریفین (مکہ و مدینہ) میں جمع

دونوں اصحاب رسول ﷺ کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں ان کے اندر ایسی پُراسرار چمک تھی کہ کسی کی آنکھیں اس چمک کے آگے ٹھہر نہیں سکتی تھیں

ہو رہے تھے، جب انہیں یہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے شاہ عراق سے یہ خواہش ظاہر کی کہ قبریں حج کے چند روز بعد کھولی جائیں تا کہ وہ بھی شرکت کر سکیں، اسی طرح حجاز، مصر، شام، لبنان، فلسطین، ترکی، ایران، بلغاریہ، افریقہ، روس اور ہندوستان وغیرہ ملکوں سے شاہ عراق کے نام بے شمار تار پہنچے کہ ہم دیدار کی تقریب میں شریک ہونا چاہتے ہیں، مہربانی فرما کر مقررہ تاریخ چند روز بڑھا دی جائے، چنانچہ دنیا کے مسلمانوں کی خواہش پر دوسرا فرمان جاری کر دیا گیا، اب یہ منتقلی حج کے دس دن بعد کی جائیگی اور اس کے ساتھ ہی خواب میں اہل قبور کی عجلت کی تاکید کے پیش نظر احتیاطی تدابیر بھی کی گئیں کہ پانی قبور تک پہنچنے نہ پائے، آخر کار وہ دن بھی آ گیا جس کی آرزو میں لوگ جوق در جوق سلمان پاک میں جمع ہو گئے، دوشنبہ کے دن بارہ بجے کے بعد لاکھوں انسانوں کی موجودگی میں قبریں کھولی گئیں تو معلوم ہوا کہ حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ کی قبر میں کچھ پانی آ چکا تھا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی قبر میں نمی آ چکی تھی، حالانکہ دریائے دجلہ وہاں سے کم از کم دو فرلانگ دور تھا۔ تمام ممالک کے سفراء، عراقی حکومت کے تمام ارکان اور شاہ فیصل کی موجودگی میں پہلے حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کو کرین کے ذریعے زمین سے اس طرح اوپر اٹھایا گیا کہ ان کے جسد اقدس کو سٹریچر پر ڈال کر علیحدہ کر دیا گیا جسے شاہ فیصل، مفتی اعظم عراق اور پرنس فاروق ولی عہد مصر نے کندھا دیا اور بڑے احترام سے ایک شیشہ کے تابوت میں رکھ دیا، پھر اسی طرح حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جسد اقدس کو قبر سے نکالا گیا۔ نعش ہائے مبارک کا کفن حتیٰ کہ ریش مبارک کے بال تک بالکل صحیح حالت میں تھے۔ نعشوں کو دیکھ کر یہ اندازہ ہرگز نہیں ہوتا تھا کہ یہ تیرہ سو سال قبل کی نعشیں ہیں بلکہ گمان یہ ہوتا تھا کہ شاید انہیں رحلت فرمائے دو یا تین گھنٹے سے زائد وقت نہیں گزرا۔ سب سے عجیب بات یہ تھی کہ ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور اتنی پر اسرار چمک تھی کہ بہتوں نے چاہا کہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھیں، لیکن ان کی نظریں اس چمک کے سامنے ٹھہرتی ہی نہ تھیں اور ٹھہر بھی کیسے سکتی تھیں؟ بڑے بڑے ڈاکٹر یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے، ایک جرمن ماہر چشم جو بین الاقوامی شہرت کا مالک تھا، اس تمام کارروائی میں بڑی دلچسپی لے رہا تھا، اس نے یہ منظر دیکھا تو بس دیکھتا ہی رہ گیا، اور وہ اس سے کچھ اتنا بے اختیار ہوا کہ ابھی نعش ہائے مبارک تابوتوں میں ہی رکھی گئی تھیں کہ آگے بڑھ کر مفتی اعظم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آپ کے مذہب اسلام کی حقانیت اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بزرگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ لایئے مفتی اعظم ہاتھ بڑھایئے میں مسلمان ہوتا ہوں۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اس موقع پر ایک جرمن فلم ساز کمپنی نے کمال کیا۔ کمال کیا کیا بلکہ وہ دور دراز سے آئے ہوئے مشتاقان دید پر احسان کیا کہ اس نے شاہ عراق کی منظوری سے اپنے خرچ

پر تین تیروں سے اوپر دو سوفٹ بلند فولاد کے چار کھمبوں پر تیس فٹ لمبا اور تیس فٹ چوڑا آہنی ویٹرن کا سگر ین لگا دیا پھر اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ کھمبوں کے چاروں طرف اگی چھت سے ملحق چار سکر ین لگا دیئے۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ ہر کوئی اپنی جگہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر قبور کے کھلنے سے لیکر آخر وقت تک تمام کارروائی دیکھتا رہا، مردوں، عورتوں اور بچوں نے نہایت اطمینان سے پوری کارروائی دیکھی۔ دوسرے دن بغداد کے سینماؤں میں اس واقعہ کی فلم دکھائی گئی۔ اس واقعہ کے فوراً بعد بغداد میں کھلبلی مچ گئی اور بے شمار یہودی اور نصرانی خاندان بلا کسی جبر کے اپنے جہل و گمراہی پر افسردہ، اپنے گناہوں پر نادم، ترساں ولرزاں جوق در جوق مسجدوں میں قبول اسلام کیلئے آتے رہے اور مطمئن واپس جاتے تھے، اس واقعہ پر مشرف بہ اسلام ہونے والوں کی تعداد اتنی تھی کہ اس کا اندازہ لگانا آسان نہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ وہ عظیم صحابی ہیں جنہیں غزوہ احزاب کے موقع پر ایک عظیم سعادت نصیب ہوئی، کفار کے ٹڈی دل نے تقریباً ایک ماہ سے مدینہ منورہ کا محاصرہ کر رکھا تھا کہ ایک رات یکا یک سخت آندھی آئی اس کے ساتھ ہی آسمان پر سیاہ بادل چھا گئے بجلی کی چمک اور بادل کی گرج سے دل دہلے جاتے تھے، اندھیرے کا یہ عالم تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ اس ہولناک طوفانِ برق و باد سے مشرکین کا سخت نقصان ہوا۔ ان کے خیمے اکھڑ گئے اور ہانڈیاں چولہوں سے الٹ گئیں، اس ناگہانی آفت سے حواس باختہ ہو کر مشرکین نے مدینہ سے کوچ کرنے کی ٹھانی، ادھر مدینہ منورہ میں سرور عالم ﷺ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا، کون ہے جو مشرکین کے لشکر میں جائے اور ان کی نقل وحرکت اور ارادوں کا جائزہ لے کر مجھے آگاہ کرے، جو شخص یہ کام کرے گا میں اسے جنت میں اپنی معیت کی بشارت دیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے تین مرتبہ یہی الفاظ دہرائے۔ اس وقت نہایت سرد اور تند ہوا کے جھکڑ چل رہے تھے، چوتھی بار حضور ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا نام لیکر پکارا کہ "حذیفہ رضی اللہ عنہ جاؤ یہ کام تم کرو لیکن خبر دار کسی مشرک پر حملہ نہ کرنا۔" آقائے نامدار ﷺ کے فرمان کی تعمیل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نہایت تیز رفتاری سے مشرکین کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے، وہاں پہنچے تو عجیب افراتفری کا عالم پایا۔ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی تھی، اس لشکر کے سردار ابوسفیان (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) کی پیٹھ میں شدید چوٹ لگ گئی تھی اور وہ اسے سینک رہا تھا، اتفاق سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے تاک لیا، جی چاہا کہ اس کو اپنے تیر کا ہدف بنائیں لیکن سرور کونین ﷺ کی ہدایت یاد آ گئی اور اپنا ہاتھ روک لیا، مشرکین کی شکستہ حالی اور بدحالی کا جائزہ لیکر حضور ﷺ کی خدمت میں واپس آئے اور تمام حالات من وعن عرض کئے۔ حضور ﷺ ان کی کارگزاری سے بہت خوش ہوئے اور اپنا کمبل اوڑھا دیا جو سفر کی تکان اور سردی سے بے حال ہو رہے تھے، کمبل اوڑھ کر اسی جگہ بے خبر سو گئے، صبح ہوئی تو سرور کائنات ﷺ نے بڑی شفقت سے پکار کر خود جگایا:

قُم یَا نَومَان اے سونے والے اب اٹھ

احزاب کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے خیبر، بیعت رضوان، فتح مکہ اور دوسرے غزوات میں بھی مجاہدانہ حصہ لیا، حضور ﷺ ان پر اس قدر شفقت اور اعتماد فرماتے تھے کہ دوسروں کو رشک آتا تھا۔ اور وہ انہیں "صاحب السرّ رسول اللہ" کہتے تھے۔ سرور دو عالم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ دل شکستگی کے عالم میں مدینہ منورہ سے عراق چلے گئے اور وہیں توطن اختیار کرلیا اور بعدہ مدائن چلے گئے تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب مسند خلافت پر بیٹھے مفتوحہ علاقوں پر عمال مقرر کئے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو نواح دجلہ کا مہتمم مقرر کیا، حذیفہ رضی اللہ عنہ نہایت سادگی سے زندگی گزارتے تھے، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے زمین اور پیداوار کی تشخیص ایسی عمدگی سے کی کہ حکومت کی آمدنی میں معقول اضافہ ہوگیا، حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی کارگزاری کا علم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت آپ ﷺ کی نگاہوں میں دوچند ہوگئی۔

صحابہ کرامؓ کی کرامت دیکھ کر یہودی و نصرانی خاندان جوق در جوق قبول اسلام کیلئے مسجدوں کی طرف آنے لگے

۱۸ھ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں اقامت پذیر تھے، امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ کوفہ سے مجاہدین کا لشکر لے کر نکلو، ہدایات کے مطابق

جرمنی کا ماہر چشم ڈاکٹر اصحاب رسول ﷺ کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر ہی مسلمان ہو گیا

حذیفہ رضی اللہ عنہ مع لشکر کوفہ سے نعمان بن مقرن سے جا ملے، اسلامی لشکر کی تعداد ڈیڑھ دو لاکھ ایرانیوں کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ تیس ہزار تک پہنچ سکی، قادسیہ کے بعد نہاوند کا معرکہ ایران کی تمام جنگوں میں سب سے سخت تھا۔ چنانچہ اسی جگہ تاریخ کی وہ خونریز جنگ لڑی گئی جس نے مجوسی ایران کی قسمت پر ہمیشہ کے لئے مہر لگا دی، عین معرکہ کارزار میں حضرت نعمان بن مقرن کا گھوڑا پھسل کر گرا اور اس کے ساتھ ہی تیروں کی بوچھاڑ نے انہیں شدید زخمی کر کے بستر پر ڈال دیا، امیر المومنین کی ہدایت کے مطابق اب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ امیر لشکر بنے، حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بن مقرن، سوید بن مقرن، قعقاع بن عمر تمیمی وغیرہ اور کئی دوسرے شہامان عرب اپنے اپنے دستوں کے ساتھ ان کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے تھے، ان سب نے مل کر ایرانیوں پر تابڑ توڑ ایسے شدید حملے کئے کہ آفتاب غروب ہونے تک ان کے پرخچے اڑ گئے، تیس ہزار ایرانی میدان جنگ میں نظر ثانی رہے، اور اسی ہزار کے قریب رات کے اندھیرے میں بھاگتے ہوئے خندق میں گر کر ہلاک ہوگئے، نہاوند کی فتح کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آذربائیجان پر لشکر کشی کی اور ایک سخت لڑائی کے بعد آذربائیجان کو اسلامی سلطنت کا باجگزار بنا لیا، اس کے بعد انہوں نے موقان اور جیلان کو مسخر کیا اور مزید آگے بڑھنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں فوجی خدمات سے سبکدوش کر کے مدائن کا گورنر مقرر کر دیا۔

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم جمع تھے، آپ نے ان سے فرمایا کہ اپنی اپنی تمنائیں بیان کرو، سب نے کہا ہمارا جی چاہتا ہے کہ کوئی گراں بہا خزانہ مل جائے اور اس کو راہ خدا میں لٹا دیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میں تو یہ چاہتا ہوں کہ مجھے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ جیسے لوگ ملیں اور میں انہیں حکومت کے اہم عہدوں پر فائز کروں۔"

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مدائن کی گورنری پر برقرار رکھا 35ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس دن بعد رہگرائے عالم جاودانی ہوئے، وفات سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت کر لی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں منافقین کے نام تخصیص کے ساتھ بتا دیئے تھے، لیکن انہوں نے کبھی کسی منافق کا نام لوگوں کو نہیں بتایا اس لئے لوگ انہیں صاحب سرّ (رسول اللہ کے محرم راز) کہتے تھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سو سے کچھ اوپر احادیث مروی ہیں، آپ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے برائیوں کے بارے میں پوچھا کرتے تھے، اس کا سبب یہ بتاتے تھے کہ حضور ﷺ جس چیز کو برا کہیں گے میں اس سے ہمیشہ بچوں

گا۔ حضرت حذیفہ ؓ قرآن اور حدیث وفقہ میں درجہ تبحر رکھتے تھے، زندگی کے آخری دنوں میں اکثر استغفار اور گریہ زاری میں مصروف رہتے تھے، لوگوں نے رونے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا۔ مجھے دنیا سے جدائی کا غم نہیں ہے میں تو موت کا خیر مقدم کرتا ہوں، میرا رونا آخرت کے خوف کے سبب ہے۔ معلوم نہیں وہاں میرے ساتھ کیا پیش آئے، دم نزع زبان پر یہ الفاظ تھے:

"الٰہی اپنی ملاقات میرے لئے مبارک کرنا کہ میں دنیا و مافیہا کی ہر شے سے تجھے محبوب رکھتا ہوں۔"

جماعت صحابہ کرام ؓ کا ہر فرد خشیت الٰہی، حق گوئی، ایثار، قربانی، تقویٰ، دیانت، عدل اور احسان کا پیکر جمیل تھا۔ تمام علماء حق کا اس بات پر کامل اتفاق ہے کہ صحبت رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی شرف اور بزرگی نہیں، صحابہ کرام ؓ نے اللہ تعالیٰ کے حکم، نبی ﷺ کے اشارے پر چلتے ہوئے اپنا گھر، جان، اولاد، مال، قربان کرتے ہوئے نظام اسلام کو نافذ اور غالب کرنے کا حق ادا کر دیا، آج اگر کوئی بدنیت اسلام دشمن اپنے کفر کا اظہار کرتے ہوئے صحابہ کرام ؓ جیسی خوش قسمت وسعادت مند عظیم ہستیوں پر سب و شتم کرتا ہے گویا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر سب و شتم کا ارتکاب کر رہا ہے۔ اور اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لیا ہے۔ حبیب کبریا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میرے صحابہ ؓ کے معاملے میں اللہ سے ڈرو میرے صحابہ ؓ کے معاملے میں اللہ سے ڈرو (یعنی ان کے بارے میں کوئی ایسی بات نہ کہو جو ان کی عزت و عظمت کے خلاف ہو) میرے بعد ان کو طعن و تشنیع کا نشانہ مت بنانا جو شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے (میری محبت کی وجہ سے ان کو محبوب رکھتا ہے) اور جو شخص ان سے بغض رکھتا ہے تو گویا ان سے بغض رکھنے کی بناء پر مجھ سے بغض رکھتا ہے اور جس نے ان کو اذیت پہنچائی گویا اس نے مجھے اذیت پہنچائی، اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پکڑ لے۔

(ترمذی شریف عن عبداللہ بن مغفل)

یعنی صحابہ کرام ؓ سے محبت اور ان کا دفاع اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ سے محبت کرنا ہے۔ صحابہ کرام ؓ سے بغض رکھنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے بغض رکھنا ہے، اس لئے آیئے سپاہ صحابہ ؓ میں شامل ہو کر دفاع صحابہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ سے محبت کا اظہار کیجئے۔

خدا نہیں ملتا مصطفیٰ ﷺ کے بغیر
اور مصطفیٰ ﷺ نہیں ملتا صحابہ ؓ کے بغیر

CamScanner

سپاہ صحابہ ایک ردعمل

تحریر: محمد انور معاویہ

جمعیت علماء اسلام ، جماعت اسلامی ، جمعیت علماء پاکستان ، سواد اعظم اہلسنت اور دیگر مذہبی جماعتوں کی موجودگی میں سپاہ صحابہ کیوں بنی؟

یہ اور اس قسم کے بے شمار سوالات عوام الناس کے ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں اور بعض لوگ تو یہاں تک کہنے لگتے ہیں جب دوسری دینی اور مذہبی تنظیمیں موجود ہیں تو سپاہ صحابہ کی ضرورت ہی نہیں تھی ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے سوالات ان لوگوں کے ذہنوں میں جنم لیتے ہیں جو سپاہ صحابہ کے مقصد وجود سے نابلد ہیں ۔

قارئین کرام بنیادی طور پر یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اس دنیا میں ہر عمل کا ایک ردعمل ہوتا ہے ۔ اگر آپ کسی کو گالی دیں گے تو سامنے والے کی طرف سے خیر کی توقع نہ رکھیں ۔ اگر آپ کسی کے ساتھ زیادتی کریں گے تو اس پر آپ کیخلاف احتجاج ضرور بلند کریگا ۔ اگر آپ کسی کے مال پر ناجائز قبضہ کریں گے تو وہ اس پر صدائے احتجاج ضرور بلند کریگا ، آپ لوگوں کے حقوق غصب کریں اور چاہیں کہ وہ اس پر خاموش رہیں ، آپ دوسروں کی عزت و وقار کی دھجیاں بکھیر دیں اور ان سے یہ توقع کہ وہ آپ کی عظمت کو تسلیم کریں ، یہ سوچ ، یہ فکر عبث ہے ، آپ جو بوئیں گے ، وہی کاٹیں گے ، ہر عمل (Action) کا ایک ردعمل ضرور ہوگا ۔ بعض لوگ سپاہ صحابہ کے وجود کو دیکھ کر تو کہتے ہیں دوسری مذہبی اور دینی جماعتوں کے ہوتے ہوئے سپاہ صحابہ کی کیا ضرورت تھی لیکن وہ اس پر غور نہیں کرتے کہ سپاہ صحابہ محض جذبات کی پیداوار نہیں بلکہ یہ ایک عمل کا ردعمل ہے ۔ ایک شخص مسلسل آپ کے والد کی شان میں گستاخی کر رہا ہے ۔ آپ اسے سمجھاتے ہیں لیکن وہ باز نہیں آتا بلکہ وہ پوری ڈھٹائی کے ساتھ کہتا ہے کہ میں آپ کے والد صاحب کو گالی دینا عبادت سمجھتا ہوں اس لئے مجھے گالی سے کوئی نہیں روک سکتا تو آپ آخر کب تک برداشت کرینگے؟ جب پانی سر سے گزر جائے اور آپ کی کوئی نصیحت اس پر اثر انداز نہیں ہوگی تو نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ کا ہاتھ ہوگا اور اس کا گریبان ، والد کا مقام و مرتبہ ، عزت و وقار مسلم ہے لیکن ہمارے آقا رسول ﷺ اور آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے والے عظیم المرتبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ عظیم ہستیاں ہیں کہ ہمارے والدین ، احباب ، رشتہ دار جبکہ دنیا کے تمام اولیاء کرام مل کر بھی ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتے اس لئے کہ ان کی نسبت حضور ﷺ سے ہے ۔ یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ جس چیز کی نسبت حضور ﷺ کے ساتھ ہو جائے وہ چیز ادنیٰ ہونے کے باوجود اعلیٰ بن جاتی ہے ۔

جن عظیم ہستیوں نے بارگاہ رسالت ﷺ سے وہ فیض حاصل کیا کہ خود نبوت ﷺ پکار اٹھی کہ اگر دنیا میں کوئی راہ ہدایت پر گامزن ہونا چاہتا ہے تو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دامن کو تھام لے ، کامیابی و کامرانی اس کے زیر قدم ہوگی جن کی تربیت کرنے کے بعد خود نبوت ﷺ نے اعلان کیا کہ:

"لوگو! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرنا
اور میرے بعد انہیں مشق طعن نہ بنانا ۔"

جگر کا خون دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں ۔

جب ایسی پاک ، مقدس ، مبارک اور باعزت شخصیات کو پاکستان کی سرزمین پر کھلے عام گالیاں دی جانے لگیں اور ایک طبقے نے تلامیذ رسالت ﷺ کے خلاف زبان طعن دراز کرنا شروع کی ۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ اس طبقے کو روکا جائے ۔ اس کار خیر کے لئے کون آگے بڑھے؟ کون ایسی غلط زبانوں کو روکے؟ کون ایسی مغلظات پر مبنی تقریروں پر پابندی لگائے ، کون اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر صحابہ رضی اللہ عنہم کا دفاع کرے؟ بلاشبہ ہر مسلمان صحابہ رضی اللہ عنہم کا دل سے احترام کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے دامن رسالت سے وابستہ ہونے والی ایسی مقدس شخصیات کے خلاف بدزبانی برداشت نہیں کر سکتا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کردار کشی کرنے والا گروہ ایک منظم اور سازشی گروہ تھا ۔ دل ہی دل میں ہر مسلمان کڑھتا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی مقدس شخصیات اب اتنی لاوارث ہو چکی ہیں کہ پورے ملک میں کوئی بھی ان ہستیوں کا دفاع کرنے کیلئے آگے نہیں بڑھ رہا پھر پنجاب کے ایک پسماندہ علاقے جھنگ سے ایک کمزور جسم والا لیکن جرأت و بہادری کا نشان علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ میدان عمل میں آیا ۔ اس نے دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کے گھروں میں جا کر للکارا ۔ اب تک بہت ہو گئی ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف بدزبانی حد سے متجاوز ہو چکی ، اب مزید گنجائش کی ضرورت نہیں ہے ۔

"اگر ملک بھر میں کوئی فرد و بشر ، ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے دفاع کے لئے میدان میں نہیں آیا تو دشمن خوش نہ ہوں ، حق نواز ، اگرچہ جسامت کے لحاظ سے کمزور لیکن غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کو وقت کی لگام چڑھائے گا اور تبرا بازی کرنے والی زبان کو گدی سے کھینچ کر دنیا پر یہ حقیقت واضح کر جائے گا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وارث مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزتوں کا تحفظ کرنا جانتے ہیں ۔"

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین و تذلیل معمول بن گئی ، ایران میں خمینی کے انقلاب کے بعد پاکستان میں ایرانی تحریر کھلے عام فروخت اور تقسیم ہونے لگی جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین اسلام کا دشمن ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ، خمینی اور باقر مجلسی کی کتابیں کشف الاسرار ، حکومت اسلامی ، حق الیقین ، تذکرۃ الائمہ وغیرہ جیسی غلیظ کتب منظر عام پر آئیں اور اس کفر کا راستہ روکنے کے لئے کسی دینی ، مذہبی یا سیاسی جماعت نے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس نہیں کیا بالآخر امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے 6 ستمبر 1985ء کو جھنگ کی سرزمین پر سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بنیاد رکھی اور یہ فیصلہ کر دیا کہ میں جان تو قربان کر دوں گا دشمنان صحابہ کی ناک میں نکیل ڈال کر رہوں گا ۔

اگر کوئی دوسری جماعت ، تنظیم یا انجمن اس ضرورت کو محسوس کرتی اور دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کی زبان طعن کو منظم طریقے سے بند کرنے کی کوشش کرتی تو سپاہ صحابہ کے نام سے کسی جماعت کے وجود میں لانے کی ضرورت نہیں تھی لیکن جب اس ضرورت کو کسی نے محسوس نہیں کیا اور دوسری طرف سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف تحریر و تقریر کے ذریعے ایک طوفان بدتمیزی برپا تھا اس طوفان کو روکنا ضروری تھا جس کے لئے سپاہ صحابہ وجود میں آئی اور اس نے دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہر فورم پر دعوت دی ہے کہ وہ اپنا اسلام ثابت کرے لیکن وہ کسی فورم پر آنے کو تیار نہیں ۔ [illegible] لئے کہ [illegible] جماعت میں سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم وہ واحد جماعت ہے جس نے دنیائے رفض اور شیعیت کا راستہ روکا اور اسے میدان میں للکارا لیکن شیعہ کسی بھی فورم پر اپنا ایمان ثابت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے اور نہ اس میں اتنی ہمت ہے کہ اہل حق کے چیلنج کو قبول کر سکے ۔

> اگر کوئی دوسری جماعت یا تنظیم دشمنان اصحاب رسول اللہ ﷺ کی زبان طعن کو منظم طریقہ سے بند کرنے کی کوشش کرتی تو سپاہ صحابہ کے نام سے کسی جماعت کی کوئی ضرورت نہ تھی

> ایک شخص کہتا ہے کہ میں آپ کے والد صاحب کو گالی دینا عبادت سمجھتا ہوں ۔ تو پھر آپ کا ردعمل کیا ہوگا ۔

صحابہ دشمنوں سے تعلق نہ بنائیں

پیر طریقت رہبر شریعت سیدنا مولانا میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز کی اپنے متعلقین کو وصیت

آقائی سیدی و مرشدی قبلہ خواجہ سید محمد باقر علی رحمۃ اللہ علیہ شاہ زیب سجادہ آستانہ عالیہ کیلیانوالہ شریف (گوجرانوالہ) خلیفہ مجاز شہنشاہ ولایت قبلہ سید نور الحسن شاہ علیہ الرحمۃ خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت قبلہ وکعبہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے متعلقین کو وصیت

سیدی و مرشدی حضرت باقر علی شاہ دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا کہ نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے شیخین کریمین (سیدنا صدیق اکبر و سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما) کو اعلان نبوت کے بعد جو اپنے سسر ہونے کا شرف عطا فرمایا اور جامع القرآن حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو عزت دامادی بخشی۔ کیا یہ اعزاز و شرف ان حضرات کو جو مرحمت ہوا وہ اللہ رب العزت کے امر و ارشاد سے ہوا یا صرف اور صرف حضور ﷺ کی اپنی مرضی اور پسند تھی؟

جب ہم اس معاملہ کے سلسلہ میں قرآن کریم کی اس آیت کو دیکھتے ہیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی

(النجم)

"حضرت رسالتمآب ﷺ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے بلکہ وہ تو ہوتا ہی وحی ہے جو آپ کی طرف کی جاتی ہے۔"

اس آیت کریمہ سے بالکل واضح اور صاف صاف معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم ﷺ کا حضرت ابوبکر صدیق و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو اپنے سسر بنانے کا اعزاز اور حضرت عثمان غنی و حضرت علی رضی اللہ عنہما کو اپنی دامادی میں لینا ایک ایسا فیصلہ تھا جو اللہ کی طرف سے تھا اور ان قابل احترام و تقدیس حضرات کی مذکورہ رشتہ داری اور حضور ﷺ سے ان کی یہ نسبت بحکم خدا تھی۔

حضور ﷺ کے ساتھ کسی کی نسبت اتنی بڑی عظمت کی آئینہ دار ہوتی ہے جس کے بارے میں خود حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

"قیامت میں سب نسبتیں منقطع ہو جائیں گی مگر وہ نسبت جو مجھ سے ہے وہ ہرگز ٹوٹنے نہ پائے گی۔"

اسی ارشاد نبوی کی تصدیق اور توثیق و تائید ایک شیعی مفسر "علامہ حائری" نے ان الفاظ سے کی ہے۔

مرد یہ رافضی وسنی است کہ حضرت رسول کریم ﷺ فرمود من زوجین اوتزوج منی من الامہ احد لا یدخل النار لانی سالت اللہ عنہ ووعدنی بذالک۔

یعنی پیغمبر فرمود ہر کہ مراد دختر بدہد یا از من دختری ازمت بغیر داد بجہنم نمی رود۔ چہ از آں خدارا مسئلہ کردم و اوگن وعدہ رارہ۔ (تفسیر لوامع التنزیل۔ جلد دوم: ص 476)

"شیعہ اور اہل سنت کی متفقہ روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ سے اپنی بیٹی بیاہی یا جس خوش نصیب کے گھر کی رونق میری بچی بنی ان میں سے کوئی بھی جہنم کی آگ میں نہ جائے گا۔ کیونکہ میں نے اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی اور رب کریم نے میری درخواست کو شرف قبولیت فرماتے ہوئے مجھ سے مطلوبہ وعدہ فرمالیا ہے۔"

لہٰذا ثابت ہوا کہ خلفائے اربعہ کی حضور ﷺ سے قائم شدہ نسبت دنیا میں تو کجا قیامت میں بھی منقطع نہ ہوگی اور بموجب وعدہ رب العزت آپ سے ہرگز جدا نہ ہوں گے۔

جب یہ واضح ہوا تو ان حضرات عالیہ کے کامل الایمان اور جنتی ہونے میں کیا شک و شبہ رہ جاتا ہے اس صراحت و وضاحت کے ہوتے ہوئے پھر بھی اگر کوئی اپنی کور بختی اور سیاہ روئی سے ان مقدس ہستیوں کو اپنی تبرہ بازیوں اور لعن طعن کا نشانہ بنائے تو ایسے شخص کا دائرہ اسلام سے خارج ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ تفسیر مظہری۔ جلد 3: بحوالہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ میں ہے کہ:

ایک منافق اور یہودی کے درمیان ایک تنازعہ ہو گیا اور دونوں نے حضور پاک ﷺ کو اپنا ثالث مقرر کیا آپ نے اس مقدمہ میں یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ منافق کو یہ فیصلہ پسند نہ آیا اس نے کہا کہ ہم اس فیصلے کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے ہیں پھر وہ ان کے پاس گئے جب بات سنانے لگے تو یہودی نے کہا ہم پہلے یہ فیصلہ رسول پاک ﷺ سے کرا چکے ہیں لیکن اس نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ واقعی تم نے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ نہیں مانا کیا تم مجھ سے فیصلہ چاہتے ہو تو منافق نے کہا جی ہاں مجھے آپ کا ہر فیصلہ منظور ہے۔ اس پر آپ غضبناک ہو گئے اور گھر سے تلوار لا کر منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا:

"جس کو میرے نبی پاک ﷺ کا فیصلہ منظور نہیں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس کا یہی فیصلہ ہے اس پر مولا کریم کی طرف سے یہ آیت کریمہ نازل ہو گئی۔

"قسم ہے تیرے رب کی اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے ہر فیصلے میں رسول پاک ﷺ کو اپنا نظر ثانی نہ مانے اور آپ کے ہر فیصلے کو بخوشی تسلیم نہ کرے۔" (پارہ 5: رکوع 6: سورہ نساء)

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حق کو باطل سے جدا کر دیا اسی لئے آپ کا نام فاروق ہو گیا۔

اب یہ امر قابل غور ہے کہ اگر دو آدمیوں کے درمان کوئی جھگڑا ہو جائے ان میں سے جو حضور پاک ﷺ کا حکم نہ مانے وہ تو قرآن پاک کی رو سے مسلمان نہیں رہ سکتا اور جو فیصلے رسول پاک ﷺ نے اپنی ذات کے لئے صادر فرمائے جو انکو تسلیم نہ کرے وہ کس طرح مسلمان رہ سکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ایک عام انسان بھی اپنا ہر فیصلہ کرنے سے پہلے سوچتا ہے اور پھر فیصلہ کرتا ہے جس طرح مولا کریم نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرا محبوب اپنی مرضی سے کوئی فیصلہ نہیں کرتا جو میں کہتا ہوں وہ

خلفاء ثلاثہ کو اپنی تبرّا بازیوں اور لعن طعن کا نشانہ بنانے والے شخص کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا

فیصلہ کرتا ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور پاک ﷺ نے اپنے سسرال بنانے کا فیصلہ، اپنی ازواج بنانے کا فیصلہ اور اپنے داماد بنانے کا فیصلہ جو کیا ہے اس پر جو بدبخت اعتراض کرتا ہے اور ان پر تبرا بازی کرتا ہے، گالیاں بکتا ہے، قرآن پاک کی رو سے کس طرح مومن رہ سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

جو آدمی کسی شخص کو گالی دیتا ہے، گالی دینے سے اسکا مقصد اس شخص کو اذیت دینا ہوتا ہے۔ گالی سے نہ صرف اس کو اذیت پہنچتی ہے بلکہ اس کے متعلقین کو بھی اذیت پہنچتی ہے۔ اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے ذرا سوچئے کہ حضور ﷺ کے سسرال، داماد، اولاد اور بیویوں کو جو شخص گالی دیتا ہے وہ نہ صرف ان مقدس حضرات کو اذیت دیتا ہے بلکہ ان کے تعلق کی وجہ سے حضور علیہ السلام کو بھی اذیت دیتا ہے جو شخص حضور علیہ السلام کی تین صاحبزادیوں کے متعلق کہتا ہے کہ وہ حضور ﷺ کی بیٹیاں نہیں ہیں وہ آپ کو اذیت دیتا ہے۔

بہرصورت جو شخص حضور علیہ السلام کی آل پاک یا آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن یا آپ کے سسر یا آپ کے داماد کو اذیت پہنچاتا ہے وہ شخص اپنی ذلیل حرکت سے حضور پُر نور شافع یوم النشور ﷺ کو بھی اذیت پہنچاتا ہے اور جو شخص حضور ﷺ کو اذیت پہنچائے اس کے متعلق قرآن مجید کا فرمان ہے۔

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت فرمائی ہے اور ان کے لئے عذاب ذلت آمیز ہے۔"

لہٰذا میں اپنے متعلقین کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمام صحابہ کرام اور خصوصاً خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے حق میں تبرہ بازی کرنے والوں سے رشتہ، ناطہ اور باعتبار عقیدہ کے کسی قسم کا حسن تعلق پیدا نہ کریں ورنہ قیامت میں ان لوگوں کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

CamScanner

جبلِ استقامت، مردِ آہن، بطلِ حریت، قائدِ ملتِ اسلامیہ

مولانا محمد اعظم طارق شہید ؒ

مہد سے لحد تک

حافظ محمد اقبال سحر

والدین نے اُس کا نام ''محمد اعظم'' رکھا تھا۔ زمانے کی سختیوں اور حالات کی چیرہ دستیوں نے اسے ''ثانی امام احمد بن حنبل ؒ'' بنادیا۔ لوگ اسے مرد آہن، جبل استقامت اور جرنیل سپاہ صحابہ کے نام دے کر یاد کرنے لگے۔ وہ تحفظ ناموس صحابہ کا پرچم لیکر'' میدان کارزار'' میں اُترا۔ وہ صحابہ دشمنوں کو خوب جانتا اور پہچانتا تھا۔ وہ حضرت جھنگوی ؒ، قاسمی ؒ وفاروقی ؒ کی مسند کا امین تھا۔ مشن جھنگوی ؒ سے وابستہ کارکن دیوانہ وار اُس کے گرد جمع ہونے لگے۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل
لوگ ملتے گئے کارواں بنتا گیا

کی عملی تصویر تھا۔ اصحاب رسول ﷺ کے دشمنوں نے اُس پر گولیوں، بموں اور راکٹوں کی بوچھاڑ کردی۔ نام نہاد مسلم حکمرانوں نے اسے ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا۔ ڈرانے دھمکانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ اُس کا ضمیر خریدنے کیلئے کروڑوں روپے کی پیشکش کی گئی۔ آئے روز ٹارچر سیل، عقوبت خانے اور جیلیں اس کی منتظر رہتی تھیں۔ لیکن گوشت پوست کے بنے اس عظیم جرنیل کے پائے استقلال میں ذرا برابر لغزش نہیں آئی۔ اس کا دل رسول اکرم ﷺ اور اس کی تربیت یافتہ جماعت ''صحابہ کرام'' کی محبت سے سرشار تھا۔ وہ صحابہ دشمنوں کو عدالت کے ''کٹہرے'' میں لانے کا خواہاں تھا اور پھر یہی خواہش اسے حکومتی ایوانوں میں لیتی چلی گئی۔ وہ ایک ایسے طوفان کا روپ دھار کر میدان عمل میں اترا، جس میں شعلوں کی لپک اور بجلی کی چمک تھی۔ وہ رافضیت پر قہر بن کر نازل ہوا اور انہیں اپنی اوقات یاد دلاتا چلا گیا۔

حاجی فتح محمد کے ہاں کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔ بڑے بھائی کے اصرار پر 1960ء میں دوسری شادی کی گئی۔ دوسری بیوی کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔ بیٹوں کے نام محمد عالم، محمد اعظم اور محمد سالم رکھے گئے۔ محمد سالم تو بچپن میں ہی انتقال کر گئے تھے جبکہ ان کی عمر ابھی ایک سال کے لگ بھگ تھی

محمد اعظم 10 شوال 1380ھ مطابق 28 مارچ 1961ء کو منگل کے روز چیچہ وطنی کے نواحی گاؤں 111/7R میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت پر بے حد خوشی کا اظہار کیا گیا۔ یہی محمد اعظم آگے چل کر کروڑوں سنیوں کے دلوں کی دھڑکن بن گئے ...... امت مسلمہ کی آرزوؤں کا مرکز ...... چاہتوں کا محور ...... اکابرین کی

> مولانا اعظم طارق شہید کی قومی اسمبلی کی پہلی تقریر نے حکومتی ایوانوں میں زلزلہ برپا کردیا تھا۔ تمام اراکین ہر جملے پر ڈیسک بجاتے رہے

آنکھوں کا تارا ...... بوڑھوں کا سہارا ...... ماؤں کا بیٹا، بہنوں کا ویر ...... جسے دیکھ کر بوڑھے جوان، بچے بھی پکار اٹھتے، ''سنیوں کا وزیراعظم'' ...... وہ یہی محمد اعظم ہی تو تھے جسے دنیا آج ''محمد اعظم طارق'' کے نام سے یاد کرتی ہے۔ ہاں! ''اعظم طارق'' نام ہی کافی ہے۔

آپ 1976ء تک اپنے آبائی دینی ادارے ''انوارالاسلام'' سے پرائمری تک تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید بھی حفظ کر چکے تھے۔ 1977ء میں دارالعلوم ربانیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ابتدائی فارسی اور مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد تجوید القرآن چیچہ وطنی میں عربی، فقہ، حدیث فلسفہ، منطق کے حصول کیلئے داخلہ لیا۔ جامعہ عربیہ چنیوٹ میں 1980ء میں داخلہ لیا اور عالم عربی اور فاضل عربی کا کورس مکمل کیا۔ بعدازاں جامعہ نعمانیہ میں فقہ، حدیث، ادب، علم الکلام کی تمام بڑی کتب کی تعلیم حاصل کی۔ 1984ء میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے دورہ حدیث کر کے سند فراغت حاصل کی۔ ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ کراچی میں جامعہ محمودیہ کے صدر مدرس و ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے جامعہ صدیق اکبر ناتھ کراچی سے اپنی خطابت کا آغاز کیا۔

جرنیل سپاہ صحابہ چیچہ وطنی میں ابھی زیر تعلیم ہی تھے کہ فروری 1979ء میں آپ کی شادی آپ کے تایا جی کی بڑی صاحبزادی سے کردی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے جرنیل محترم کو چار بیٹوں (چوتھے بیٹے کی ولادت شہادت کے بعد ہوئی) اور چار بیٹیوں سے نوازا۔ بیٹوں کے نام حافظ محمد معاویہ، محمد انس، علی حیدر اور بدر اعظم رکھے گئے۔ محمد معاویہ قرآن کریم کے حافظ اور عالم ہیں۔ حال ہی میں ساؤتھ افریقہ سے دورہ حدیث مکمل کر کے آئے ہیں۔

آپ نے فارغ التحصیل ہونے کے بعد کراچی میں حقوق اہل سنت والجماعت کے لئے کام کا آغاز ''جمعیت نوجوانان اہل سنت'' کے نام سے کیا۔ یہ 1984ء کی بات ہے۔ اس جماعت کے اغراض ومقاصد بھی قریباً وہی تھے جو سپاہ صحابہ کے تھے۔ 6 ستمبر 1986ء کو سپاہ صحابہ کا قیام عمل میں آیا۔ آپ مولانا حق نواز شہید سے بے حد متاثر تھے۔ آپ نے اپریل 1986ء میں باقاعدہ طور پر سپاہ صحابہ سے وابستہ ہونے کا اعلان کردیا۔ سپاہ صحابہ کراچی بعدازاں سندھ کی حدود میں کام کرنے کی ذمہ داری امیر عزیمت کی زندگی کے آخری لمحات تک نبھانے کا سلسلہ جاری رہا۔ مولانا حق نواز جھنگوی کی شہادت کے بعد اگرچہ مولانا اعظم طارق کو مرکزی ڈپٹی سیکرٹری منتخب کرلیا گیا تھا لیکن ان کی تنظیمی سرگرمیوں کا مرکز ومحور کراچی وسندھ ہی رہا۔

مولانا ایثار القاسمی ؒ ایم این اے 10 جنوری 1991ء کو جھنگ میں شہید کر دیئے گئے۔ ان کے جانے کے بعد ایک خلا پیدا ہوگیا تھا۔ اس خلا کو پُر کرنے کیلئے 20 جنوری 1991ء کو جامعہ فرقانیہ

> جانشین ایثار القاسمی شہید بننے کے بعد پہلی شرط یہ تھی کہ'' مجھے کراچی چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے لیکن جھنگ والوں کی محبت نے انہیں واپس جانے ہی نہ دیا''

کوہائی بازار راولپنڈی میں مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ جس میں مولانا اعظم طارق یا مولانا علی شیر حیدری کیلئے حضرت مولانا ایثار القاسمی شہید کی جانشینی کا منصب سنبھالنے پر رائے شماری ہوئی۔ دونوں حضرات میں سے ہر ایک نے اپنا ووٹ ایک دوسرے کے حق میں استعمال کیا۔ سوئے اتفاق کہ قرعہ انتخاب مولانا اعظم طارق کے حق میں نکل آیا۔ مولانا اعظم طارق نے ساتھ ہی یہ شرط عائد کردی کہ مجھے کراچی چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ تاہم بعد میں حالات اور جھنگ کے احباب کی محبتوں نے کراچی چھوڑنے پر مجبور کردیا اور جھنگ ہی کے ہو کے رہ گئے۔

مولانا اعظم طارق نے 4 مارچ 1990ء میں قومی وصوبائی اسمبلی جھنگ کا الیکشن حکومت کے پریشر اور حکومتی وزراء کی جھنگ آمد کے باوجود بڑی آسانی سے جیت لیا۔ جھنگ کے عوام نے بڑے جوش وخروش سے فوج کی نگرانی میں ووٹ کاسٹ کئے۔ رات دس بجے تک اکثر علاقوں سے نتائج آچکے تھے۔ جس کے مطابق قومی اسمبلی کی سیٹ سات ہزار سے زائد اور صوبائی اسمبلی کی سیٹ پندرہ ہزار سے زائد ووٹوں سے جیت چکے تھے۔ 3 مئی کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں شریک ہو کر بطور رکن اسمبلی مولانا نے حلف اٹھایا۔ جرنیل محترم کی قومی اسمبلی میں پہلی تقریر اس قدر پرجوش اور موثر تھی کہ ارکان اسمبلی ایک ایک جملہ پر ڈیسک بجا رہے تھے۔ حکومتی وزراء انگشت بدنداں تھے کہ اس شخص نے پہلے ہی روز اسمبلی میں تہلکہ برپا کردیا تھا۔ مولانا نے اپنی تقریر میں جھنگ کے حالات پر بحث کی اور سوا سال تک الیکشن نہ کرانے پر احتجاج کیا۔

12 مئی 1990ء کو مولانا نے قومی اسمبلی میں گستاخ صحابہ کی حقیقت اور حکومت کی اسلام کے وعدوں سے انحراف کے حوالے سے تقریر کی۔ تقریر کا کچھ حصہ ملاحظہ فرمائیں:

جناب سپیکر! یہ آج مجھے لیٹر ملا ہے، بھکر میں FIR کاٹی گئی ہے کہ اس مہینے کی 9 تاریخ کو بھکر کے ایک ماسٹر نے سکول کی تعلیم کے دوران پیغمبر اسلام پر توہین آمیز جملے کستے ہوئے کہا ہے:

''اللہ کے رسول ﷺ اپنی بیویوں کے پاس اس طرح جاتے تھے جس طرح کوئی مینڈھا بکریوں کے پاس جاتا تھا'' (معاذ اللہ)

''اس کے ساتھ ساتھ اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اصحاب رسول ﷺ پر توہین آمیز جملے کسے ہیں، جناب! یہ ایک FIR کی بات نہیں ہے۔ اس ملک میں اس وقت 350 کتابیں موجود ہیں جو لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو کر آج مارکیٹوں میں منظر عام پر آئی ہوئی ہیں۔ اور ہم نے بار بار حکومت کو اس طرف متوجہ کیا۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم دہشت گرد ہو، تم تخریب کار ہو، اگر ولی خاں کی پارٹی والے حضرات غفار خاں کے خلاف کوئی بات نہیں سنتے، انہیں کوئی دہشت گرد نہیں کہتا اور کوئی شخص اپنے کسی محسن کے خلاف کوئی بات نہیں سنتا۔ اسے کوئی دہشت گردی نہیں کہتا اور اگر ہم کہیں کہ پیغمبر ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ناموس کا تحفظ ہونا چاہئے۔ ان کے خلاف گالی گلوچ کا دروازہ بند ہونا چاہئے تو اسے دہشت گردی کہا جاتا ہے تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں سب سے بڑا دہشت گرد ہوں۔''

جناب محترم! آج اس ملک میں پیغمبر ﷺ کے صحابہ کیلئے کوئی قانون نہیں ہے۔ جو کتا چاہے بھونکتا چلا جائے، بڑے بڑے غیر ملکی لیڈر اسلام کے نام پر (سپیکر: یہ کتا غیر پارلیمانی لفظ ہے) اگر کوئی صحابہ کے خلاف بھونکتا ہے تو وہ کتے سے بھی بدتر ہے۔''

جرنیل محترم کی اس تقریر نے قومی اسمبلی میں تہلکہ مچادیا۔ دنیائے کفر شپٹا کے رہ گئی۔

مولانا اعظم طارق کی زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہے۔ شب و روز مشن جھنگوی کیلئے وقف تھے۔ مصائب و آلام کی وادیاں، ان کے عزم مصمم کے سامنے گردِ سفر تھیں۔ اس مختصر سے کالم میں ان کے کارناموں کو بیان کرنا کہاں ممکن ہے؟ ان کے کارناموں کو بیان کرنے کیلئے درجنوں ضخیم کتابوں کی ضرورت ہے۔ مولانا محمد اعظم طارق شہید کے ساتھ جو لوگ محو سفر رہے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ آپ کس قدر مشن جھنگوی رحمہ اللہ پھیلانے کیلئے بے تاب تھے۔ اوڑھنا بچھونا مشن جھنگوی تھا اور بس......

تو بھی کہہ دے سحر اعظم کی طرح
میرا جرم کیا ہے ؟سپاہ صحابہ

جی ہاں! ان کا جرم یہی تھا کہ وہ صحابہ کے سچے سپاہی تھے۔ اسی جرم کی پاداش میں سالہا سال پس دیوار زنداں رہے لیکن آپ کی اولوالعزمی اور مستقل مزاجی میں کوئی فرق نہ آیا۔ دشمنان صحابہ نے آپ پر کئی بار قاتلانہ حملے کئے لیکن آپ کے موقف، مشن اور کاز میں رتی برابر فرق نہ آیا۔ آپ صحابہ کے دشمنوں کو للکارتے، دہاڑتے، نڈر شیروں کی طرح گرجتے، برستے بجلی کی طرح دشمنوں پر کڑکتے ہوئے بالآخر آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس، مطہر اور پاکیزہ جماعت صحابہ کرام پر نثار ہوگئے۔

شہادت کے بعد وزیر داخلہ کے ہونٹوں پر مکارانہ مسکراہٹ پھیل گئی، اس کے باوجود وہ برابر بے خبری کا تاثر دینے کی کوشش کرتا رہا

ہزاروں دشت پڑے لاکھ آفتاب ابھرے
جبیں پہ گرد پلک پہ نمی نہیں آئی
کہاں کہاں نہ لٹا قافلہ فقیروں کا
متاعِ درد میں لیکن کمی نہیں آئی

☆☆☆☆☆

بہار تازہ کب آئے گی تو خزاں کا موسم گزر چکا ہے
میرا لہو اب شفق کی صورت ہر اک افق پہ چمک رہا ہے

قائد ملت اسلامیہ جبل استقامت، لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں سنی عوام کے ہیرو، وکیل صحابہ جرنیل سپاہ صحابہ محسن اعظم حضرت مولانا اعظم طارق رحمہ اللہ، یوں اچانک ہم سے بچھڑ جائیں گے، یہ تو ہم نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ ہمارا قائد ہمیں اتنی جلدی داغ مفارقت دے جائے گا۔ ہم تو سوچ رہے تھے کہ ہمارا قائد سالہا سال باطل کے سینے پر مونگ دلتا رہے گا۔ لیکن خالق کائنات کا ایک نظام ہے۔ جس سے انکار ممکن نہیں ہے۔ قائد محترم مولانا اعظم طارق 6 اکتوبر 2003ء پیر کے روز قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کیلئے تیار ہوئے۔ ڈبل کیبن ڈالہ تیار تھا۔ گن مین بیٹھ چکے تھے۔ فرمایا آج ڈالہ ساتھ نہیں جائے گا۔ جلدی پہنچنا ہے دو گاڑیاں ہوں تو دیر ہوجاتی ہے، بس آج ایک ہی گاڑی ساتھ جائیگی۔ مولانا ایک ہی گاڑی میں سوار ہوئے اور اسلام آباد کیلئے روانہ ہوگئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر اصغر علی اور تین گن مین قاری ضیاء الرحمن، محمد اسرار عرف عثمان اور محمد ممتاز نوجی بھی ساتھ ہولئے۔ گاڑی جب سوا چار بجے سہ پہر گولڑہ موڑ ٹول پلازہ کے قریب پہنچی تو درندہ صفت وحشیوں نے مصروف ترین شاہراہ پر مولانا کی گاڑی کو گولیوں کا نشانہ بنایا۔ جس کے نتیجے میں مولانا محمد اعظم طارق اپنے چار ساتھیوں سمیت دار فانی سے دار البقاء کی طرف کوچ کرگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

جرنیل محترم کی شہادت کی خبر سنی تو دل پر ایک قیامت ڈھے گئی، سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیتیں مفلوج ہوکر رہ گئیں۔ ابھی تو ہنستا مسکراتا چہرہ سامنے تھا نہیں معلوم کیوں انہیں دیکھ کر سکون سا آجاتا تھا۔ دنیا کے سارے غم بھول جاتے تھے۔ جدائی کی خبر سنی تو سارے درد معاً جاگ اٹھے۔ دفعتاً یہ شعر ذہن میں گردش کرنے

لگے۔

جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گزر گئے
رہ یار! ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا

ہاں! میرا قائد عجیب بانکپن سے اٹھا اور سب پر چھاتا چلا گیا، جہاں جاتے لوگ دیدہ و دل فرش راہ کر دیتے۔ مولانا اعظم طارق نے حق کو حق سمجھ کر بیان کیا۔ باطل کا بخیہ ادھیڑا، تیاپانچہ کیا، بس پھر کیا تھا، گولیوں، راکٹ لانچروں اور بموں کی بارش تھی۔ جیلیں تھیں، ہتھکڑیاں، بیڑیاں تھیں، دشمن کا ہر کاری وار ہنس کے سہہ گئے، بعض اپنوں نے بھی مصلحت پسندی کا درس دیا، ہاں! بعض اپنوں کو بھی کھٹکتا رہا کیونکہ اس بندے میں منافقت اور جھوٹ نام کی کوئی شے نہ تھی، ریاکاری کوسوں دور تھی، پاؤں میں مصلحت پسندی کی زنجیریں نہ تھیں۔ اللہ کی قسم! وہ تو کامیاب ہو گیا، وہ تو زندہ ہے، اس کو کون مٹا سکتا ہے ہاں! اسکو مٹانے والے خود مٹ جائیں گے، تباہ و برباد ہو جائیں گے لیکن صحابہ کا یہ سچا عاشق صحابہ کا یہ سچا سپاہی زندہ تھا، زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ ہاں میرا قائد، پیارا قائد، منبر و محراب کا شہزادہ، میرا جرنیل بہ زبان حال کہہ رہا ہوگا۔

ہر حال ہر دور میں تابندہ رہوں گا
میں زندہ جاوید ہوں، پائندہ رہوں گا
تاریخ میرے نام کی تعظیم کرے گی
تاریخ کے اوراق میں تابندہ رہوں گا

شہادت کے بعد وزیر داخلہ کے ہونٹوں پر مکارانہ مسکراہٹ پھیل گئی تھی کیونکہ وہ رافضی تھا، وہ بے خبری کا تاثر دیتا رہا، کسی کو اطلاع نہ دی گئی۔ شہداء کی نعشیں پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز (پمز) میں لائی گئیں۔ جہاں مولانا کے پرسنل سیکرٹری راشد محمود فاروقی اور جماعت کے دیگر ساتھی جمع ہونا شروع ہو گئے۔ راشد محمود فاروقی کے اصرار پر شہداء کی نعشیں دکھائی گئیں۔ راشد محمود فاروقی کہتے ہیں۔

''پولیس انتظامیہ مجھے کمپلیکس ہسپتال (پمز) لے گئی، میں نے دیکھا ہمارا قائد شہزادوں کی طرح لیٹا ہوا تھا جس طرح سکون کی نیند سو رہا ہو۔ میرا دل نہیں مان رہا تھا۔ حوصلہ نہیں تھا کہ میں یہ منظر دیکھوں...... میں نے صحافیوں کو بتایا کہ یہ مولانا اعظم طارق ہی ہیں۔ اس کے بعد سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ مولانا اعظم طارق شہید ہو چکے ہیں۔''

رات آٹھ بجے مولانا شہید رحمہ اللہ کا جسد خاکی اسلام آباد کی مشہور مسجد ''لال مسجد'' میں لایا گیا۔ راولپنڈی اور اسلام آباد کی جماعت کے ذمہ دار ساتھی بھی پہنچ چکے تھے۔ کچھ دیر بعد شہداء کی نعشیں بھی لال مسجد لائی گئیں۔ کارکنوں کی ایک بڑی تعداد مسجد میں جمع ہو گئی تھی۔ رات گئے شیخ حاکم علی و دیگر جھنگ کے ذمہ دار ساتھی بھی پہنچ گئے تھے۔

سات اکتوبر کی صبح لال مسجد میں تا حد نگاہ دنیا ہی دنیا تھی۔ انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجزن تھا۔ آٹھ بجے صبح شہداء کے جسد خاکی پارلیمنٹ ہاؤس اسلام آباد کے سامنے لائے گئے۔ اس موقع پر پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی، شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم، مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی، شیخ حاکم علی و دیگر حضرات نے تقاریر کیں۔ پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ چند دن پہلے میں نے خواب دیکھا، اس خواب میں امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زیارت ہوئی۔ میں نے ماں سے پوچھا کیسے آئی ہیں؟ فرمایا'' اعظم طارق'' کو لینے آئی ہوں۔

مولانا اعظم طارق شہید نے قومی اسمبلی کا ضمنی الیکشن حکومت کی بھرپور مخالفت کے باوجود بڑی آسانی کے ساتھ جیت لیا

مولانا اعظم طارق اور دیگر شہداء کی نماز جنازہ ساڑھے آٹھ بجے پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ العالی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں بلاشبہ لاکھوں افراد شریک تھے۔

نماز جنازہ کے بعد مولانا شہید رحمہ اللہ کا جسد خاکی ایمبولینس کے ذریعے شکر پڑیاں ہیلی پیڈ پر لایا گیا جبکہ دیگر شہداء کی نعشیں ایمبولینسوں کے ذریعے ان کے علاقوں میں روانہ کر دی گئیں۔ جہاں انہیں پورے اعزاز کے ساتھ دفنایا گیا۔ مولانا کا جسد خاکی شکر پڑیاں ہیلی پیڈ سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے جھنگ لایا گیا۔ تقریباً دس بجے مائی ہیر گراؤنڈ میں اترا جہاں قائد ملت اسلامیہ علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ اپنے لاکھوں کارکنوں سمیت موجود تھے۔ ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، ڈاکٹر خالد نواز فاروقی، شیخ حاکم علی اور راشد محمود فاروقی ہیلی کاپٹر میں ساتھ آئے۔ مولانا کا جسد خاکی یہاں سے بہت بڑے جلوس کی شکل میں جامع مسجد حق نواز شہید لایا گیا جہاں دیدار عام کیلئے رکھ دیا گیا۔

نماز ظہر کے بعد مولانا اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کا جسد مطہر مسجد حق نواز شہید سے گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول جھنگ صدر لایا گیا۔ تا حد نگاہ تک انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ سکول اپنی وسعت کے باوجود تنگئی داماں کا شاکی رہا۔ لوگ دیواروں، درختوں اور چھتوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ ہزاروں افراد سکول میں داخل نہ ہو سکے۔ عجیب منظر تھا، ہر آنکھ اشکبار تھی، ہر چہرہ افسردہ و غمگین تھا۔ لوگوں کے جذبات کی عجیب کیفیت تھی۔ آج عظیم قائد اپنے کارکنوں سے جدا ہو چکا تھا۔ امت مسلمہ ایک عظیم رہنما سے محروم ہو چکی تھی۔ وہی تو تھا جسے سٹیج کی ''زینت'' کہا جاتا تھا۔ وہی تھا جو تو محفل کا بھرم تھا۔ جس کے دم قدم سے شیعیت سٹپٹا جاتی تھی۔ دنیائے کفر بوکھلا جاتی تھی۔ مگر آج جہاں ویران ہے۔ محفلیں بے رونق ہیں۔

صرف ایک شخص کے نہ ہونے سے
شہر ویراں دکھائی دیتا ہے

جنازہ کے موقع پر حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا یہ سازش ایرانی خرچے پہ ایرانی ایماء پر ہوئی ہے۔ یہاں ان ہی کے کارندے اور گماشتے استعمال ہوئے ہیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے اپنے خطاب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا اعظم طارق کو شہادت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا ہے۔ ان کے خون کے ایک ایک قطرے سے کئی اعظم طارق پیدا ہوں گے۔ ان کا یہ مشن جاری رہے گا۔

شہید کے صاحبزادے حافظ محمد معاویہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج میرا سر فخر سے بلند ہے میرے والد ماجد نے دنیا داری کیلئے نہیں بلکہ صحابہ کی عظمت کیلئے اپنی جان قربان کی ہے۔ مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت شمالی علاقہ جات میں شیعوں نے آٹھ صفحات پر مشتمل خط حکومت کے نام لکھا کہ تعلیمی نصاب سے صحابہ کرام کے نام نکالے جائیں۔ ملک میں اور بھی کئی بڑے بڑے لیڈر تھے۔ لیکن ایک اعظم طارق ان کے مقابلے میں رکاوٹ بنا اور کہا کہ ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ یہ اسی بات کا نتیجہ ہے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ ہم اس بات میں کامیاب نہیں ہوئے تو انہوں نے حضرت کو شہید کر دیا۔ جنازہ کے موقع پر مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی، حضرت مولانا قاری خلیل احمد، مولانا احمد لدھیانوی، مولانا محمد عالم طارق و دیگر حضرات نے بھی خطاب کیا۔ قائد ملت اسلامیہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ نے تین بج کر پینتالیس منٹ پر شہید کی نماز جنازہ پڑھائی۔

6 ستمبر یوم تجدید عہد

تحریر: میاں محمود الحسن معاویہ اسلام آباد

تحریکوں کی زندگی میں یوم تاسیس بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ زندہ اور باوقار تحریکیں اور قومیں ہر سال اپنی پیدائش اور بنیاد کے دن اس عہد کی تجدید کرتیں ہیں۔ پاکستانی قوم اپنے مخصوص ایام (یوم آزادی، یوم دفاع، یوم پاکستان) بڑے اہتمام اور تزک و احتشام سے مناتی ہے۔ اور اس دن پوری قوم یہ عہد کرتی ہے کہ ہم اپنے دفاع اور آزادی کو ناقابل تسخیر بنائیں گے اور اگر دشمن نے ہماری آزادی یعنی نظریہ پاکستان پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی تو فرزندان پاکستان مملکت خداداد کے لئے تن من دھن قربان کرنا سعادت دارین سمجھتے ہیں۔

6 ستمبر 1985ء بھی ایسا عظیم اور تاریخ ساز دن ہے جب ملت اسلامیہ کے چند باضمیر اور سرفروش فرزندوں نے اسلامی سرحدات پر پہرہ دینے کا انقلابی اور قابل فخر عہد کیا۔ اگرچہ وہ مال واسباب اور وسائل سے تہی دست و دامن تھے مگر وہ اخلاص کا عظیم مرقع تھے، استقامت کا کوہ گراں تھے۔ انہوں نے کفر کے سیل رواں کے سامنے بند باندھنے کا عزم بالجزم کرلیا اور پھر آندھی اور طوفان کی طرح بڑھے اور بڑھتے ہی چلے گئے۔

اس طوفانی لشکر نے اپنی اس مقدس تحریک کو انجمن سپاہ صحابہ کے مقدس نام سے معنون کیا۔ جھنگ کے ایک چھوٹے سے محلہ سے شروع ہونے والی یہ تحریک (جو ابتداء میں 29 افراد پر مشتمل تھی) آج اپنے اخلاص اور کردار کی وجہ سے چار دانگ عالم میں عالمگیر حیثیت حاصل کرچکی ہے۔ خالق لم یزل کی یہ پیاری سنت ہے کہ جب بھی اسلام کی دولت عظیم پر کسی رہزن نے ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی تو اس کے مقابلے میں ایک قلندر کو پیدا کردیا۔ جیسا کہ اصول ہے کہ:

''ہر فرعون کے لئے موسیٰ ہوا کرتا ہے۔''

مفسرین نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو پہلی صدی کا مجدد قرار دیا ہے۔ اسی طرح ہر صدی میں مجدد آتے تھے جو دین کی اصلی صورت امت کے سامنے پیش کرتے تھے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل تا امروز
چراغ مصطفوی ﷺ سے شرار بولہبی

فتنہ رافضیت جو چودہ سو سال سے منافقت کے لبادے میں عمارت اسلام کو ڈھانے کی کوشش کرتا رہا ہے (کم از کم پچاس اسلامی مملکتوں کا خاتمہ کیا ہے) 1979ء میں ایران میں انقلاب کے بعد جب رافضیت نے برسر عام اپنے عقائد ظاہر کئے تو امیر عزیمت شہید ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم، وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم، علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ اس کے سامنے سد سکندری بن گئے۔ آپ بلاشبہ مجدد العصر تھے۔ آپ کی آواز اور خطابت

وان من البیان لسحرا

کا پرتو اور مرقع تھی۔ جو ایک دفعہ آپ کو سنتا آپ کا ہی ہو کر رہ جاتا۔ امت مسلمہ نے آپ کی آواز پر لبیک کہا۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل
لوگ ملتے گئے کارواں بنتا گیا

رفض کو جب اپنا سورج غروب ہوتا نظر آیا تو اس نے بجائے دلائل سے جواب دینے کے گالی اور گولی کا راستہ اختیار کیا۔ انہوں نے سب سے پہلے امیر عزیمت اور پھر گلشن جھنگوی کے پروانوں کو اپنے انتقام کا نشانہ بنایا مگر بقول شاعر

بڑھتا ہے ذوق یہاں ہر سزا کے بعد

> **خوب سوچ سمجھ کر، چھان پھٹک کر ایک نظریہ اور مشن کو اختیار کیجیے پھر اس پر ڈٹ جایئے، چاہے ساری دنیا آپ کے مقابلے میں آجائے۔**

یہ وہ نشہ نہیں کہ جسے ترشی اتار دے

24 سالوں میں شاید ہی کوئی ایسا دن ہو کہ جس دن ان فدائیان اسلام پر ظلم و بربریت کے پہاڑ نہ توڑے گئے ہوں۔ مگر اک کرن بجھتی ہے۔ سینکڑوں چراغ روشن ہوتے ہیں۔ آج 6 ستمبر کا دن ہمیں 24 سال قبل کئے گئے وعدے کی یاد دلاتا ہے اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ اگر نیت خالص اور عزم مصمم ہو تو مقابلے کے پہاڑ بھی اپنی جگہ چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم آج امیر عزیمت سے یہ عہد کرتے ہیں کہ تیرے گلشن کو اپنے خون سے سیراب کریں گے۔

خون جگر دے کر نکھاریں گے رخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

آپ نے ہمیں جن اسلامی سرحدات کا پہرے دار مقرر کیا ہے ہم انشاء اللہ آپ کو مایوس نہیں کریں گے۔ اب دشمن ہماری لاشوں سے ہی گزر کر اسلام کی نظریاتی سرحدوں پر حملہ کرے گا۔ جھنگوی شہید تحدیث بالنعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ تیرے ایک فرزند اور تیرے ہم نام غازی شیخ حق نواز جھنگوی شہید نے تختہ دار کو چوم کر تیرے مقدس مشن کا نعرہ مستانہ لگا کر موت کی وادی میں کود کر تیرے مشن اور موقف کی تجدید تختہ دار پر بھی کردی ہے۔ آج کل ہمارے بعض کارکن بڑے بڑے جلسے اور ہلہ گلہ دیکھ کر خوشحالی دیکھ کر اپنے مشن سے ہٹ جاتے ہیں۔ ان کو 6 ستمبر یہ پیغام دیتا ہے کہ اصل چیز نظریہ ہوا کرتا ہے اور پھر نظریہ کی پہلی سیڑھی اخلاص ہوتی ہے۔ یہاں پر مولانا ابوالکلام آزاد کی ایک تقریر کا اقتباس نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

''خوب سوچ سمجھ کر، چھان پھٹک کر ایک نظریہ اور مشن کو اختیار کیجئے، پھر اس پر ڈٹ جایئے چاہے ساری دنیا آپ کے مقابلے میں آجائے یعنی پھر اس نظریہ کو آپ کے جسم سے موت کے علاوہ کوئی چیز جدا نہ کرسکے۔''

مشن جھنگوی اپنے اندر بے پناہ وسعت رکھتا ہے۔ ''ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم، دراصل ''ناموس اسلام'' کا تحفظ ہے۔ ہماری مثال اس چوکیدار کی سی ہے جو ساری رات جاگتا ہے اور اس کی وجہ سے سارے محلے والے آرام اور سکون سے سوتے ہیں۔ ہم اسلامی سرحدات کے پہرے دار ہیں جس کی وجہ سے تبلیغ والے یکسوئی اور آرام سے تبلیغ کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ مدارس سکون سے قال اللہ وقال الرسول کی دعوت میں مصروف، خانقاہیں اور دینی تحریکیں پوری یکسوئی سے خدمت دین میں مصروف ہیں۔ ان سب کا کام تب ہی ممکن ہے جب اسلام کی نظریاتی سرحدیں محفوظ ہونگی۔

میرے ہم مشن ساتھیو! یقین جانیے کہ ہمارا مشن اتنا مقدس اور اہم ہے کہ جس سے دین کے تمام شعبے وابستہ ہیں لہٰذا آج تک جتنی سستی ہوئی اس پر توجہ کیجئے اور آئندہ نئے عزم سے بنیاد بھر رکھئے۔

اے اسلام تیری نبض نہ ڈوبے گی حشر تک
تیری رگوں میں ہے خون نبی کے یاروں کا

گلشن جھنگوی کا مہکتا ہوا پھول

شیر اسلام حضرت مولانا علامہ شعیب ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: محمد قاسم فاروقی

علامہ شعیب ندیم شہیدؒ مرکزی ڈپٹی سیکرٹری سپاہ صحابہؓ جون 1966ء کو ضلع اٹک تحصیل حسن ابدال کے گاؤں بوڑھیانہ میں ماسٹر عبدالعزیز کے گھر پیدا ہوئے۔ مڈل تک تعلیم گاؤں کے ہائی سکول میں حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان 1982ء میں گورنمنٹ ہائی سکول حسن ابدال سے اعلیٰ نمبروں میں پاس کیا۔ 1984ء میں راولپنڈی بورڈ سے ایف۔اے کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا اسی دوران آپ کے والد محترم ماسٹر عبدالعزیز نقل مکانی کر کے احمد نگر واہ کینٹ آگئے۔

علامہ شعیب ندیم نے دینی تعلیم علاقہ کی مشہور درسگاہ جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو سے حاصل کی۔ آپ کو شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام مدظلہ اور استاذ العلماء شیخ الحدیث محمد صابر احمد مولانا امتیاز اور قاری رحمت دین جیسے مخلص استاد ملے۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد علامہ مولانا حق نواز شہیدؒ کے ساتھ دورے کیے جہاں لوگوں کو مولانا جھنگوی کے موقف کا پتہ چلا۔ وہاں علامہ شعیب ندیم شہیدؒ بھی اپنے پرجوش اور ولولہ انگیز خطاب کی وجہ سے لوگوں میں مقبول ہو گئے۔ مولانا حق نواز جھنگویؒ نے علامہ شعیب ندیم شہیدؒ کی صلاحیتوں کو دیکھ کر سپاہ صحابہ راولپنڈی ڈویژن کا جنرل سیکرٹری مقرر کر دیا۔ علامہ شعیب ندیم شہیدؒ نے جماعتی امور کی انجام دہی کے لئے مرکزی مسجد لالہ رخ واہ کینٹ میں رابطہ آفس قائم کیا۔ جہاں آپ باقاعدگی سے عصر تا عشاء بیٹھا کرتے تھے کارکنوں کی ذاتی اجتماعی امور پر رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے۔ دفتر ہی میں علاقہ کے وفود علامہ شہیدؒ کے پاس ملاقات کے لئے آتے۔ آپ یہاں سے اخبارات کو بیان اور کارکنوں کو ہدایات جاری کرتے تھے۔

مولانا حق نواز شہیدؒ کی شہادت کے بعد علامہ مشہور خطاب جھنگ، کوہاٹ، ایبٹ آباد، مانسہرہ، پشاور، بالاکوٹ، کشمیر باغ، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، رحیم یار خان، بھکر، دریا خان، اسلام آباد، اٹک میں ہوئے۔ آپ کی زندگی کا آخری خطاب ملتان میں بہت مشہور ہوا۔

متحدہ عرب امارات، سعودی عرب اور دیگر ممالک کا تنظیمی دورہ کیا۔ علامہ شعیب ندیم شہیدؒ نے سپاہ صحابہ کا موقف حکومتی ایوانوں تک پہنچانے کیلئے 1993ء میں متحدہ دینی محاذ کے پلیٹ فارم سے صوبائی اسمبلی کے حلقہ PP-4 سے الیکشن میں حصہ لیا اگرچہ علامہ شعیب ندیم شہیدؒ کامیاب نہ ہو سکے لیکن شیعہ امیدوار ذاکر حسین شاہ جو کہ پہلے اس حلقہ کا نمائندہ منتخب ہوا تھا اس کو ہرانے میں کامیاب ہو گئے۔

علامہ شعیب ندیم شہیدؒ کو حق گوئی کے جرم میں تقریباً چودہ مرتبہ گرفتار کیا گیا۔ آپ پر 302 کے جو کیس بنے انہی میں 1996ء میں یزادنی قتل کیس اور 1997ء میں ایرانی کیڈٹوں کے قتل کا واقعہ شامل ہے۔ یزادنی کیس کی F.I.R میں آپ کو نامزد کیا گیا۔ جب قاتل پکڑے گئے تو آپ کو رہا کر دیا گیا۔ ایرانی کیڈٹوں کے قتل کے بعد 302 میں ملوث کر کے آپ کو لاہور چوہنگ سنٹر میں اذیتیں دی گئیں۔ آپ کی ملاقات پر پابندی لگا دی گئی۔ آپ کے بھائی صالح عزیز نے بذریعہ

چوہنگ کے تفتیشی سنٹر میں گرفتاری کے دوران اپنے بھائی کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر فرمایا ''انسان جب راہِ حق کا انتخاب کرتا ہے تو اس راہ میں مشکلات اور پریشانیوں کا آنا ایک فطری امر ہے۔ انشاء اللہ یہ ظلم کی سیاہ رات ختم ہو جائیگی۔''

شعیب ندیم شہید روحانی اور عملی تربیت کی غرض سے کچھ عرصہ کے لئے تبلیغی جماعت کے ساتھ چلے گئے جہاں آپ کی ملاقات محسن اہل سنت وکیل صحابہ، فاتح رافضیت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ سے ہوئی۔ مولانا جھنگویؒ کا ایمان افروز خطاب سن کر آپ کے دل کی دنیا بدل گئی، زندگی میں ایک انقلاب برپا ہو گیا۔ آپ نے اسی وقت سے اپنی زندگی دفاع صحابہ کے لئے وقف کرنے کا عزم کر لیا۔ علامہ شعیب ندیم شہیدؒ تبلیغی دورے سے واپس آئے تو عوام میں سپاہ صحابہ کا موقف سمجھانے، سپاہ صحابہ اور مولانا حق نواز جھنگوی کو متعارف کرانے کیلئے اپنے گردونواح کے علاقوں میں مولانا حق نواز جھنگویؒ کے پروگرام ترتیب دیئے۔ علامہ شعیب ندیم شہیدؒ نے ابتداء میں ہی پنجاب اور سرحد میں ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ نے آپ کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے پنجاب کا سیکرٹری نشرواشاعت مقرر کر دیا۔ علامہ ایثار القاسمیؒ کی شہادت کے بعد مولانا اعظم طارق شہید کو نائب سرپرست اعلیٰ مقرر کیا گیا تو ان کی چھوڑی ہوئی ذمہ داری مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل کے عہدہ پر آپکو کام کرنا پڑا۔ علامہ شعیبؒ ندیم شہیدؒ صحابہ کرام کی محبت میں سرشار ہو کر تسلسل کے ساتھ کام کرتے رہے۔ آپ نے ملک کے کونے کونے میں مشن جھنگوی عام کیا۔ خاص طور پر شمالی علاقہ جات اور صوبہ سرحد آپ کی سرگرمیوں کا مرکز تھے۔ ہنگو اور ہزارہ ڈویژن میں تقریباً چار سو جلسوں سے خطاب کیا۔ آپ کے

ہائیکورٹ ملاقات کی اجازت لی۔ جب ماسٹر صالح عزیز علامہ شعیب شہیدؒ سے ملنے چوہنگ گئے تو ماسٹر صالح عزیز کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ علامہ صاحب نے بھائی کو دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا:

''انسان جب راہ حق کا انتخاب کرتا ہے تو اس کی راہ میں مشکلات اور پریشانیوں کا آنا ایک فطری امر ہے۔ اگر ہم اپنی تاریخ کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ جس کسی نے بھی حق کی صدا بلند کی اس پر مشکلات اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ شاہ ولی اللہؒ کو اعلائے کلمۃ اللہ کی پاداش میں اپنی انگلیاں کٹوانا پڑیں۔ شیخ الہندؒ کو مالٹا کی اسیری کاٹنا پڑی۔ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے چکی پیسی۔ مولانا

شہادت کے وقت تک قتل سمیت 31 مقدمات اور 18 قاتلانہ حملے ہو چکے تھے

جھنگوی کو ننگا کر کے پیٹا گیا۔ اگر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت بیان کرنا دہشت گردی ہے تو ہمیں یہ دہشت گردی منظور ہے۔ مولانا محمد اعظم طارق شہید کو اسی چوہنگ سنٹر میں تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ میں نے ان میں سب سے کم مشکلات برداشت کی ہیں۔ بھائی صاحب آپ حوصلہ کریں۔ انشاء اللہ ایک دن ظلم کی سیاہ رات ختم ہو جائے گی۔''

علامہ شعیب ندیم شہیدؒ پر قتل اقدام قتل اور 16 ایم۔ پی۔ او کے 31 مقدمات درج تھے۔ علامہ شہید پر 18 بار قاتلانہ حملے ہوئے جن میں چند مشہور یہ ہیں۔

> **مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کا خطاب سن کر دل کی دنیا بدل گئی۔ ایسا انقلاب برپا ہوا کہ پوری زندگی دفاع صحابہ کیلئے وقف کرنے کا عزم کرلیا**

❁ آپ گوجرانوالہ شہر میں خطاب کر رہے تھے۔ رافضی غنڈوں نے پروگرام کے ختم ہوتے ہی علامہ شہیدؒ پر فائرنگ شروع کر دی۔ جوابی فائرنگ سے بزدل دشمن بھاگ گیا۔

❁ جہلم کے ڈگری کالج میں 1993ء میں تربیتی نشست سے خطاب کر رہے تھے، خطاب کے دوران دہشت گردوں نے فائر کیا۔ لیکن اللہ پاک نے علامہ شہیدؒ کو محفوظ رکھا۔

❁ ایک بار کسی پروگرام سے واپس گھر آ رہے تھے کہ گھر کے قریب چند نامعلوم دہشت گردوں نے فائرنگ کر دی جوابی فائرنگ پر کفریہ طاقت بھاگنے پر مجبور ہو گئی۔

> **آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ ''میری نماز جنازہ ولی کامل حضرت مولانا محمد اعظم طارق پڑھائیں'' لیکن فرعون صفت حکمرانوں نے اس کی اجازت نہ دی**

❁ اگست 1997ء کو علامہ شہیدؒ گھر میں موجود تھے، بیٹھک کی کھڑکی کے ذریعے فائرنگ ہوئی، اللہ پاک نے بچا لیا۔ علامہ شہیدؒ نے زندگی میں یہ عزم کر رکھا تھا کہ جھنگوی کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ دشمن نے ہر حربہ استعمال کیا لیکن علامہ شہید اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ علامہ شہید کو ٹیلی فون پر بار بار دھمکیاں دی گئیں۔ دھمکی آمیز خطوط موصول ہوئے۔ جیلوں میں ڈالا گیا لیکن آپ کو کوئی طاقت بھی اپنے موقف سے نہ ہٹا سکی۔ آپ ایک بات اکثر فرمایا کرتے تھے

''جو رات قبر میں ہے وہ باہر نہیں آ سکتی۔''

اکثر شہادت کیلئے دعا کرتے تھے کہ:

''اے اللہ وہ موت دے جس کی دعا نبیوں اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کی ہے۔''

آپ فرمایا کرتے تھے:

''ناموس صحابہ کے لئے جان چلی جائے تو یہ ہمارے لئے سعادت بھی ہے اور شہادت بھی۔''

مولانا علی شیر حیدری شہیدؒ و مولانا اعظم طارق شہید کی طویل قید و بند کے خلاف شروع ہونے والی ملک گیر احتجاجی مہم کے روح رواں قائد محترم علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ علامہ شعیب ندیم شہید ہی تھے۔ اسی جدوجہد کے سلسلہ میں پنجاب بھر سے ہوتے ہوئے 12 ستمبر کو ملتان پہنچے ملتان میں ڈویژنل سطح کی احتجاجی کانفرنس تھی۔ علامہ شعیب شہید اس کانفرنس کے مہمان خصوصی تھے۔ آپ نے وہاں تاریخی خطاب کیا۔ حکمرانوں کو للکارا اور قائدین کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ کراچی سے لے کر خیبر تک احتجاج کی دھمکی دی۔ 13 ستمبر آپ ملتان سے بذریعہ ہوائی جہاز اسلام آباد آئے، اپنے مخلص دوست راجہ طارق کے گھر پر کھانا کھایا، مری مال روڈ فاروق اعظم چوک میں تحفظ ناموس صحابہ کانفرنس ہو رہی تھی جہاں آپ بطور مہمان خصوصی مدعو تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں عوام آپ کا شدت سے انتظار کر رہے تھے۔ علامہ شعیب ندیم شہید اپنے گن مین رضوان زمان آف براہمہ ڈرائیور ثناء اللہ آف قلعہ دیدار سنگھ اور مجاہد اسلام شہید ابن شہید سپاہ صحابہ راولپنڈی ڈویژن کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی شہید مری کے لئے روانہ ہوئے، آپ کو ساتھیوں سمیت اسلام آباد میں غنڈوں نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔

إنا لله وإنا إليه راجعون

قاتل دن دیہاڑے فرار ہو گئے۔ آپ کی میت اسلام آباد لال مسجد میں رکھی گئی۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی۔

''میری نماز جنازہ ولی کامل حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہید پڑھائیں۔''

لیکن اس وقت کے فرعون صفت حکمرانوں نے آپ کی وصیت پوری نہ ہونے دی۔ مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی شہید اور علامہ شعیب ندیم شہیدؒ کی میتیں 24 گھنٹے کے قریب شہید اسلام مولانا محمد اعظم طارق کا انتظار کرتی رہیں۔ جہاں ہزاروں کارکن شہداء کے جنازہ کیلئے آئے ہوئے تھے۔ آخر شہداء کو پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے لایا گیا۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں آپ نے چار سال قبل 27 اپریل 1998ء کو 313 جانبازوں کے ساتھ مولانا علی شیر حیدری اور شہید اسلام مولانا محمد اعظم طارق شہید دیگر بے گناہ قائدین اور کارکنوں کی رہائی کیلئے احتجاج کیا تھا۔ آج علامہ شعیب ندیم کا جسد اطہر اس جگہ پڑا تھا لیکن فرعون صفت حکمرانوں کے کان تک جوں تک نہ رینگی۔

آخر علامہ شعیب ندیم شہید کے بھائی ماسٹر صالح عزیز کی درخواست پر شہداء کی نماز جنازہ شہید اسلام علامہ عبداللہ شہید آف اسلام آباد نے پڑھائی اور انسانوں کا یہ سمندر جلوس کی شکل میں واہ کینٹ روانہ ہوا۔ اسلام آباد میں 24 گھنٹے ہزاروں کارکن پرامن احتجاج کرتے رہے لیکن ایک سوئی کے برابر بھی کسی کا کوئی نقصان نہ ہوا۔ جب یہ جلوس واہ کینٹ پہنچا تو ہزاروں لوگ شہداء کا انتظار کر رہے تھے۔ واہ کینٹ میں آپ کی نماز جنازہ پروانہ ختم نبوت مولانا محمد اسحاق مدظلہ نے پڑھائی۔ یہ واہ کینٹ تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اِک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

سکول سسٹم

کے قیام کی ضرورت

موجودہ ترقیاتی دور میں مروجہ دنیاوی تعلیم کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس سلسلہ میں پری کیڈٹ طرز پر ایک مروجہ تعلیمی سسٹم کی ضرورت ہے جو ایسے نوجوان تیار کر سکے جن کے ذریعے خلافت راشدہ کے احیاء کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے مدد لی جاسکے

اس اہم منصوبہ کی تکمیل کے لیے نیٹ ورک تیار ہے۔ اس میں دلچسپی رکھنے والے اہل خیر اور معاونین اپنی تجاویز سے آگاہ فرمائیں۔

رابطہ کے لیے: پروجیکٹ مینیجر سکول سسٹم

عثمان فاروق ضیاء

جامعہ عمر فاروق اسلامیہ سمندری فیصل آباد

0300-6661452

"بلیک واٹر ڈیتھ سکواڈ ہے"

کوئی پاکستانی اس کیلئے ذمہ داری ادا نہ کرے، مولانا فضل الرحمن

طالبان کو دہشت گرد قرار دینا اور انہیں وحشی تصور کرنا عارضی ثابت ہوگا،
بلیک واٹر میں مسلمانوں کی شمولیت حرام ہے، میڈیا سے گفتگو

مرتب: ملک الطاف حسین

جمعیت علماء اسلام (ف) کے سربراہ اور چیئرمین پارلیمانی کشمیر کمیٹی مولانا فضل الرحمن نے کہا ہے کہ امریکی ایجنسی ''بلیک واٹر'' حقیقت میں ''ڈیتھ سکواڈ'' ہے۔ مسلمانوں کا اس میں شامل ہونا حرام ہے۔ کوئی بھی پاکستانی اس ایجنسی کے لئے کسی بھی قسم کی ذمہ داری ادا نہ کرے۔ گزشتہ روز اسلام آباد میں اپنی اقامت گاہ پر میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بلیک واٹر میں مسلمانوں کی شمولیت حرام ہے۔ کوئی مسلمان اس ایجنسی میں بھرتی نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ طالبان کو دہشت گرد اور وحشی تصور کرنا عارضی ثابت ہوگا۔ ایسے فلسفے کا باب بند ہو چکا ہے، امریکہ جس طرح پاکستان میں اپنا اثر ورسوخ بڑھا رہا ہے اس کے خلاف نئی نسل میں ردعمل میں فروغ پائے گا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان حکومت بلیک واٹر کے حوالے سے غلط فہمی میں نہ رہے یہ کسی کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں۔ حکمران امریکہ کے غیر معمولی مقاصد کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔

امیر جماعت اسلامی سید منور حسن نے انکشاف کیا ہے کہ امریکہ اسلام آباد میں اپنے سفارتخانے کو توسیع دینے کے نام پر ''فوجی'' چھاؤنی قائم کر رہا ہے جس میں ہزاروں فوجیوں کی رہائش گاہ ہوگی۔ 15 اگست کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں بھی پہلی مرتبہ ارکان اسمبلی کی تقاریر میں کہا گیا کہ اسلام آباد کے امریکی سفارتخانے میں سات ہزار میرینز کی رہائش کے انتظامات ہو رہے ہیں۔ جبکہ اس وقت 2 ہزار امریکی فوجی اسلام آباد میں موجود ہیں جن کے بارے میں حکومت وضاحت کرے کہ اتنی بڑی تعداد میں فوجی کیا کر رہے ہیں۔ سابق آرمی چیف جنرل اسلم بیگ نے ایک انٹرویو میں کہا کہ امریکی پالیسی نے ایک نئی شکل اختیار کر لی ہے جو بہت خطرناک ہے، امریکہ افغانستان سے نکلنے کے بعد پاکستان میں اپنا ایک مضبوط مرکز بنانا چاہتا ہے، امریکہ نے کوشش کی کہ اسلام آباد کے ہوٹل میں مرکز قائم کرے لیکن اسے اڑا دیا گیا، پھر اس نے پشاور کے ہوٹل میں مرکز قائم کرنے کی کوشش کی اسے بھی اڑا دیا گیا اب امریکہ نے اسلام آباد میں اپنے سفارتخانے کیلئے 125 ایکڑ مزید زمین حکومت پاکستان سے خریدی ہے جہاں بہت بڑا تعمیراتی کمپلیکس بن رہا ہے۔

ہماری معلومات کے مطابق مذکورہ تعمیراتی کمپلیکس میں 200 سے زائد رہائشی عمارتیں تعمیر ہو چکی ہیں جبکہ بقیہ کی تعمیر ہونا باقی ہے۔ جس کے لئے اربوں ڈالر مختص کئے گئے ہیں۔ واضح رہے کہ امریکی سفارتخانے کی یہ نئی عظیم الشان عمارت پریذیڈنسی اور پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کے بالکل عقب میں واقع ہے۔ اہل وطن کو یقیناً یہ معلوم ہوگا کہ کراچی میں ایک وسیع وعریض قلعہ عمارت تعمیر ہو رہی ہے جو نیا امریکی قونصل خانہ ہوگا اس کی زمین سابق وزیر اعظم شوکت عزیز نے مارکیٹ ریٹ سے بہت کم قیمت پر امریکیوں کو فروخت کی تھی۔ علاوہ ازیں

> **امریکہ کو افغانستان کے اندر شکست کا سامنا ہے وہ اپنی پسپائی سے پہلے پاکستان میں بہت مضبوط مرکز قائم کرنا چاہتا ہے**

امریکہ کی تین جاسوس تنظیموں سی آئی اے، ایف بی آئی اور بلیک واٹر کے عقوبت خانے، تفتیشی مراکز، ٹارچر سیل، دفاتر پاکستان میں بعض خبروں کے مطابق کوئٹہ، کراچی، لاہور، فیصل آباد، اسلام آباد، اور پشاور سمیت کئی دیگر خفیہ مقامات پر موجود ہیں۔ بلیک واٹر کا زیادہ تر مشن امریکہ مخالف لوگوں کی ٹارگٹ کلنگ ہے اس حوالے سے

> **امریکہ امن کا داعی ضرور ہے مگر امن کا دوست نہیں، امریکہ بڑا ملک ضرور ہے مگر اس میں بڑا پن نہیں، امریکی عوام تعلیم یافتہ ضرور ہیں مگر مہذب نہیں، امریکہ دنیا کے کسی کونے میں جا کر جنگ کرنے کی صلاحیت ضرور رکھتا ہے مگر کوئی جنگ جیتنے سے قاصر ہے، امریکی ڈالر عالمی معیشت کی مضبوط کرنسی ضرور ہے مگر امریکہ کی اپنی معیشت روبہ زوال ہے، امریکی دوستی اور دھوکے میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے**

عراق میں اس تنظیم نے کافی شہرت پائی۔

سی آئی اے جاسوسی کے ساتھ سیاسی مداخلت اور روابط کا کام بھی کرتی ہے جبکہ ایف بی آئی کے ایجنٹ مختلف آپشنز مانیٹر کرنے کے علاوہ پاکستان دشمن قوتوں کو اسلحہ اور سرمایہ فراہم کرتے ہیں، امریکہ مخالف وفادار پاکستانیوں کو اغواء کرنے کا کام بھی ایف بی آئی کے ایجنٹ کرتے ہیں۔ اسلامی جماعتوں، مسجدوں اور مدرسوں پر ان کی خاص نظر ہوتی ہے۔ چھاؤنیوں کے اندر جھانکنے کا کام بھی انہی تین تنظیموں میں کسی ایک کا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر امریکہ کی طرف سے اسلام آباد میں 125 ایکڑ اراضی پر تعمیراتی کام اور اس میں ضروریات کے تمام انتظامات کے علاوہ ہزاروں فوجیوں کی موجودگی کا کام مکمل کر لیا جاتا ہے تو پھر جان لیجئے کہ امریکہ سے باہر پوری دنیا میں پاکستان واحد ملک ہوگا کہ جس کے اندر امریکہ کا اتنا بڑا ''جاسوسی کا اڈہ'' قائم ہو جائے گا۔

> **سابق وزیر اعظم نے مارکیٹ ریٹ سے بہت کم قیمت پر کراچی کی زمین امریکہ کو فوجی چھاؤنی بنانے کیلئے دی ہے**

رجسٹرڈ

الجامعة الحيدريه انوار الهدیٰ

مختصر تعارف

جامعہ حیدریہ انوار الھدیٰ گذشتہ 22 سال سے خیر پور سندھ میں دینی وعلمی خدمات سرانجام دے رہا ہے، ایک کچے کمرے اور چند طلباء کے ساتھ شروع ہونے والا یہ مدرسہ آج ایک عظیم الشان اسلامی یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور سینکڑوں طلباء کی علمی پیاس بجھا رہا ہے۔ ہر سال کافی طلباء حفاظ وعلماء بن کر فارغ التحصیل ہوتے ہیں اور اسی طرح ملک کے مختلف مدارس وجامعات سے فارغ ہونے والے علماء کرام شعبہ تخصص فی الدعوة والتحقیق میں ایک سال کی تربیت لیکر دین حق کی حفاظت واشاعت کیلئے تیار ہو جاتے ہیں تاکہ اہل حق پر ہونے والے اعتراضات وشبہات کا جواب دے سکیں۔ جامعہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ جامعہ کا الحاق وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ ساتھ شاہ عبداللطیف بھٹائی یونیورسٹی کے ساتھ بھی ہے۔ فارغ ہونے والے علماء کرام کو یہ یونیورسٹی اپنی ڈگری جاری کرتی ہے۔

مستقبل کے منصوبہ جات

- جامع مسجد علی المرتضیٰؓ۔ جامعہ حیدریہ کی جامع مسجد علی المرتضیٰؓ کی تعمیر کا آغاز باقاعدہ ہو چکا ہے۔ یہ تین منزلہ خوبصورت منصوبہ ہے جسکی تعمیر وترقی کیلئے خصوصی دعاؤں کے ساتھ ساتھ مالی تعاون کی انتہائی ضرورت ہے۔
- لائبریری: کتابیں علماء وطلباء کا اثاثہ ہوتی ہیں، جامعہ میں علمی وتحقیقی کام بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے کتابوں کی بہت زیادہ ضرورت پیش آتی ہے یہی وجہ ہے کہ کتابوں کی ایک خاصی تعداد جمع ہو چکی ہے اور ابھی ساری کتابیں خریدنی ہیں۔ اس ذخیرہ کتب کو محفوظ کرنے کیلئے ایک وسیع لائبریری کی اشد ضرورت ہے۔
- دارالاقامہ کی تعمیر۔ عارضی طور پر طلباء درسگاہوں میں رہائش رکھتے ہیں وہ بھی طلباء کی کثرت کی وجہ سے ناکافی ہیں، اس لئے فوری طور پر دارالاقامہ کی تعمیر ضروری ہے۔
- قرآن ہال کی تعمیر۔
- مطعم ومطبخ کی تعمیر۔

جامعہ کی انتظامیہ ان منصوبہ جات کی تکمیل کیلئے کوشاں ہے، اہل خیر حضرات سے ان مبارک منصوبہ جات کی تکمیل کیلئے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

قائد سپاہ صحابہؓ کا پیغام غلامان صحابہؓ کے نام

امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ جو اپنی باقیات چھوڑ کر گئے ہیں ان میں سے سب سے اہم چیز احقاق حق اور ابطال باطل کی نیت سے قائم کیا جانے والا امام اہل سنتؒ کا ادارہ جامعہ حیدریہ انوار الھدیٰ ہے، جسکی تعمیر وترقی اور اسکی ہر طرح کی معاونت ہماری ذمہ داری ہے۔ آپ نے اوپر جامعہ کا مکمل تعارف پڑھ لیا ہے اور ہماری کوشش ہے کہ ہم اس ادارہ کو حضرت امام اہلسنت علامہ حیدری شہیدؒ کی خواہشات کے مطابق چلائیں۔ ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے، جس طرح یہ ادارہ پہلے ادیان باطلہ کے مقابلے کے لیے افراد کی تیاری میں مصروف تھا، آئندہ بھی مصروف رہے گا۔ آپ سب حضرات اپنی زکوۃ، صدقات، عطیات جامعہ حیدریہ میں پہنچائیں تاکہ اسکی تعمیر وترقی اور تعلیمی زندگی میں کوئی خلل نہ آئے۔ جزاکم اللہ تعالی

جاری شعبہ جات

- حفظ وناظرہ — کی باتجوید تعلیم دی جاتی ہے
- درس نظامی — اعدادیہ تا دورہ حدیث شریف
- تخصص فی الدعوة والتحقیق
- تقابل ادیان — خصوصی کورس کرایا جاتا ہے
- دارالافتاء — ملک بھر سے مسائل کے حل کیلئے فتاوی جاری کیے جاتے ہیں
- دارالمبلغین — ملک اور بیرون ملک کے لیے مبلغین تیار کیے جاتے ہیں
- مناظرہ — فارغ التحصیل علماء وطلباء کو مناظرہ کا کورس کرایا جاتا ہے
- تمام کورسز اور فتاوی جات تک رسائی کے لیے انٹرنیٹ کی سہولت موجود ہے

ماہانہ اخراجات 5 لاکھ روپے علاوہ تعمیرات وغیرہ

تعاون کیلئے جامعہ کا کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 0-2545 مسلم کمرشل بینک خیر پور، بینک کوڈ: 082

darulmuballigeen.haidryyah@yahoo.com darulifta.haidryyah@yahoo.com

منجانب مولانا محمد احمد لدھیانوی، جانشین قائدین شہداء ناموس صحابہؓ

0300 2343166
0243 552264

CS CamScanner

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گستاخ کی ضمانت ہائی کورٹ سے خارج

رپورٹ
محمد اسلم گجر

ظہور اسلام سے اب تک اسلام کے خلاف سازشوں، منافقتوں اور رکاوٹوں کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ کھلے دشمن کے ساتھ مقابلہ جتنا آسان ہے چھپے ہوئے دشمن کے ساتھ اتنا ہی مشکل ہوتا ہے۔ اسلام دشمنی میں منافقت کا عنصر ہجرت نبوی کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی میں ہی شروع ہوگیا تھا۔ جس کی نشاندہی کئی مرتبہ رب العزت نے اپنی مقدس آیات قرآنی میں فرما دی تھی۔ جس کی تفصیل کا اس وقت موقع نہیں۔ دشمنان اسلام کو منافقت اور سازشوں کی ضرورت اس وقت محسوس ہوئی جب وہ آمنے سامنے مقابلے میں بے بس اور ناکام ہو چکے تھے۔ مدینہ میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ریاست کے قیام کا اعلان فرمایا تو مدینہ منورہ میں موجود اسلام دشمنوں کو اپنے عزائم کی تکمیل کیلئے منافقت کا لبادہ اوڑھنا پڑا، پھر یہ سلسلہ خلفاءِ راشدین کے دور میں بھی جاری رہا۔ بالآخر منافقت، سازشوں اور اسلام دشمنی کے اس سلسلہ نے باقاعدہ عقیدہ اور مذہب کی صورت اختیار کرلی، پھر لوگ ملتے گئے کاروان بنتا گیا کے مصداق یہ گروہ ایک الگ مذہب کی شکل میں سامنے آگیا۔

موجودہ دور میں سازش، منافقت اور اسلام دشمنی کے اس عقیدہ کے خلاف مضبوط اور موثر آواز جھنگ کی سرزمین سے اٹھنے والی ایک نحیف و کمزور جسم کی شخصیت علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ نے اٹھائی تھی۔ اسی آواز کا نتیجہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی پر مبنی ایک موبائل سیٹ پر پیغام بھیجنے پر اتنی گرفت کی گئی کہ اس گستاخ کو پکڑ کر مقامی پولیس کے حوالے کرکے اس کے خلاف 295-A اور 29 ٹیلی گراف ایکٹ کے تحت مقدمہ درج ہوا اور آج بھی وہ جیل کی کال کوٹھری میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کی سزا بھگت رہا ہے۔ حالات و واقعات کی جو تفصیل ہمیں اہلسنت والجماعت جھنگ کے سیکرٹری اطلاعات مرید جھنگوی شہید رحمہ اللہ جناب محمد اسلم گجر نے روانہ کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

22 رجب المرجب بمطابق 16 جولائی 2009ء بروز جمعرات موبائل نمبر 03143423611 سے امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کی شان اقدس میں گستاخی اور تصویری خاکوں پر مبنی 2 پیغامات مختلف لوگوں کو جاری کیے گئے۔ جن میں پیغام بھیجنے والے کا کوئی نام اور پتہ درج نہ تھا۔ اہلسنت والجماعت جھنگ کے غیور کارکنوں نے انتہائی غور و فکر کے بعد پیغام رساں کو منظر عام پر لانے اور اسے پاکستانی قانون کے مطابق سخت سزا دلوانے کی ذمہ داری مرید جھنگوی شہید جناب محمد اسلم گجر کو

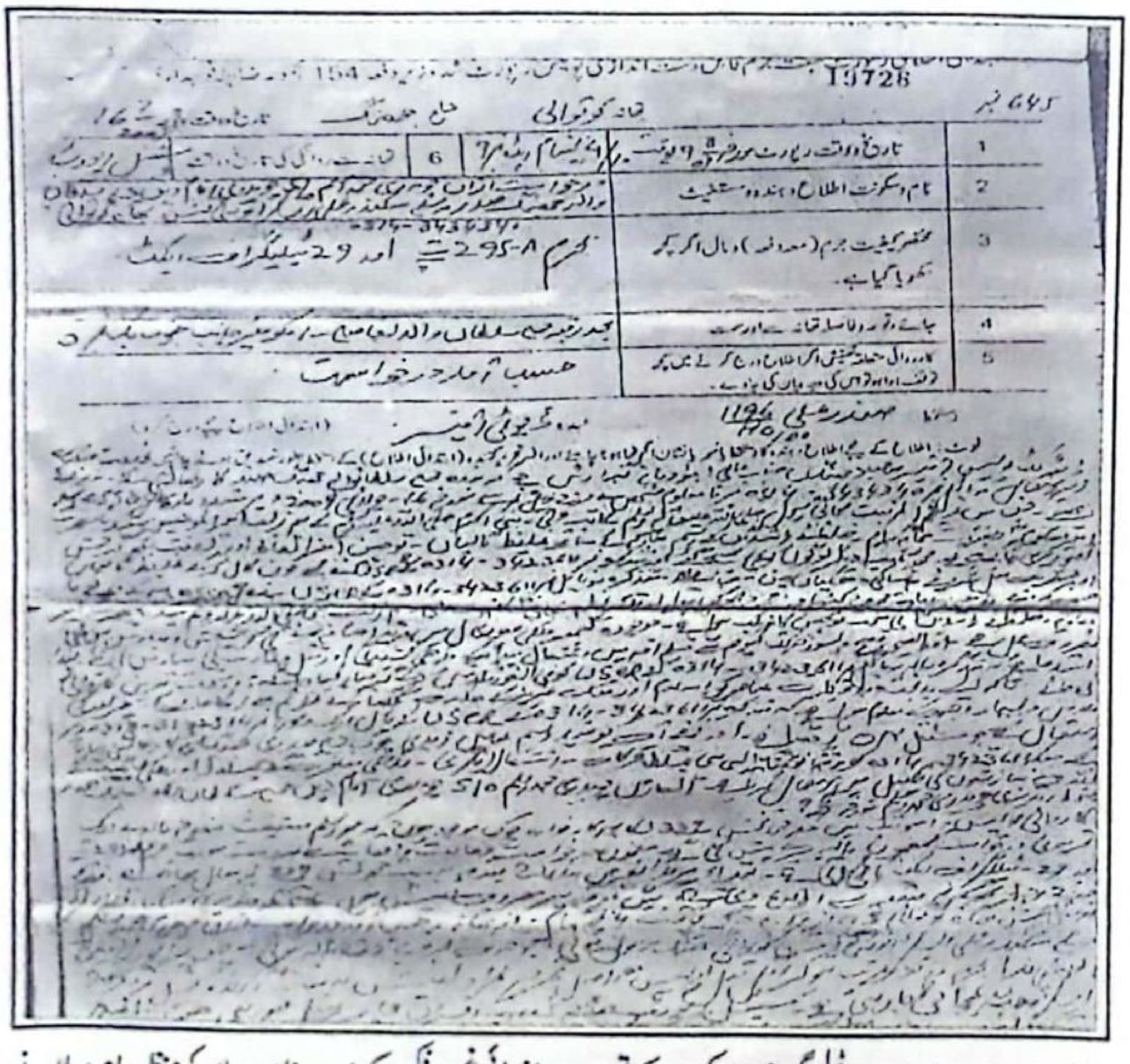
19728

گستاخ صحابہؓ کے خلاف درج کرائی گئی FIR کا عکس

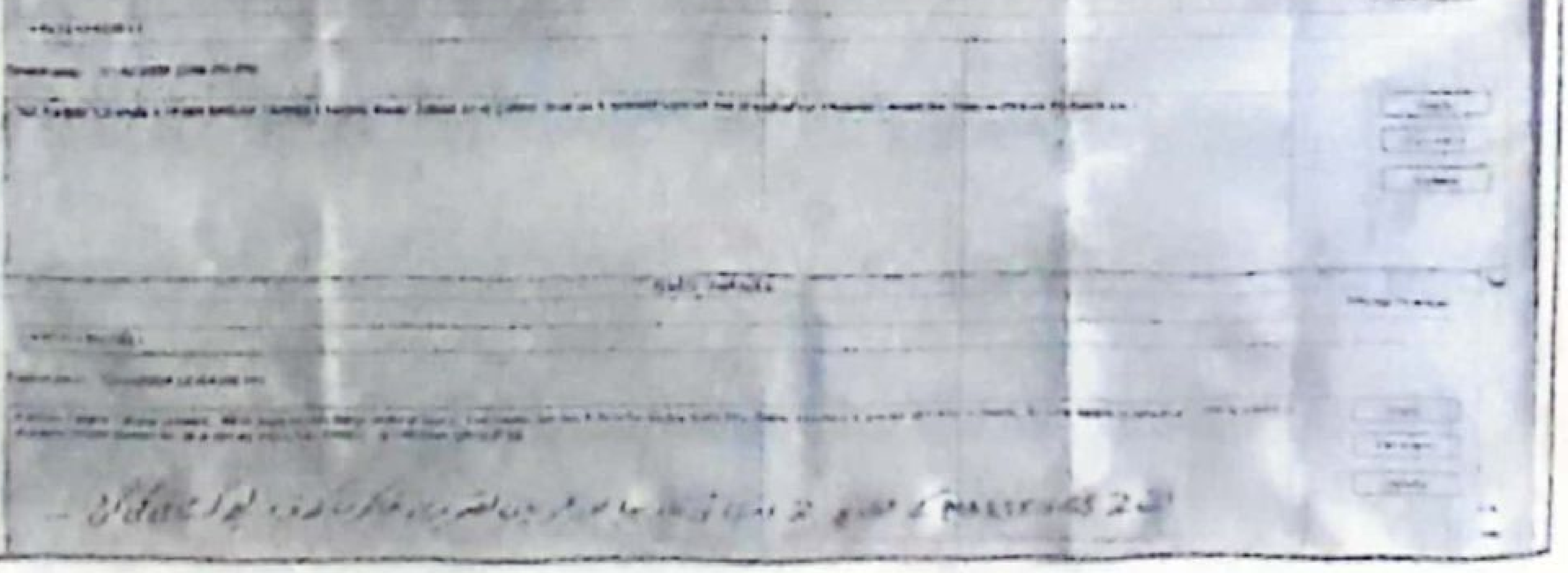

گستاخ صحابہؓ کی طرف سے امیر معاویہؓ کی شان میں بھیجے گئے میسج Massage کا عکس

سونپ دی جنہوں نے کئی روز تک دن رات محنت اور کوشش کے بعد بد بخت اور لعین گستاخ صحابہ کو منظر عام پر لانے میں کامیابی حاصل کر لی۔

اس کام کیلئے DSP جھنگ اللہ داد علاقہ SHO مہر ذوالفقار مدھرانہ سمیت قانون نافذ کرنے والے اداروں، خفیہ ایجنسیوں، FIA، FBI، سائبر کرائم ڈیسک اسلام آباد اور ریجنل آفس کو قانونی کاروائی کیلئے باقاعدہ درخواستیں بھی دی گئیں۔ پھر 29 جولائی 2009 کو درخواست گذار جناب محمد اسلم گجر نے نئے DPO جناب چوہدری سلطان سے ملاقات کی اور مقامی پولیس کی لاپرواہی کے ساتھ ساتھ معاملہ کی نزاکت کے پیش نظر خود دلچسپی لینے کا مطالبہ کیا جس پر نئے ڈی پی او صاحب نے ملزم کی گرفتاری میں تعاون کا یقین دلایا۔ مقامی ایس ایچ او اور ڈی ایس پی کو بھی تبدیل کر دیا۔

5 اگست کو جناب محمد اسلم گجر نے سائبر کرائمز ریجنل آفس کی کال پر جناب بابر عرفان بھٹی سے ملاقات کی، اپنا بیان اور مذکورہ پیغام ان کے حوالے کئے۔ اس دوران ملزم نے اپنا موبائل فون مسلسل بند کئے رکھا۔ البتہ 6 اگست کے بعد اس نے کبھی کبھی مذکورہ نمبر استعمال کرنا شروع کر دیا، جس سے ملزم کی نشاندہی کی ایک بار پھر امید پیدا ہوگئی، پھر کسی دوسرے ذریعے سے ملزم کے ساتھ رابطہ بحال ہوگیا اور مسلسل جاری رہا، یہاں تک کہ 9 اگست کو صبح 9 بجے ملاقات کا وقت بھی طے ہوگیا۔ اس دوران پتہ چلا کہ ملزم انتہائی چالاک، مکار اور دھوکہ باز ہے۔ اس نے فرضی ناموں پر کئی موبائل نمبر لے رکھے ہیں۔ اس طرح وائس چینجر موبائل سیٹ کے ذریعے ملزم سے لڑکی کی آواز میں رابطہ کیا گیا تو بہت سے راز کھلنا شروع ہوگئے۔ ملزم نے دوستی کی خواہش ظاہر کر دی۔ اس طرح سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کے گستاخ بد بخت اور لعین ملزم نے اپنا نام وسیم عباس قوم زیدی مذہب شیعہ محلہ حیدری جھنگ سٹی بتایا۔ اس نے کہا کہ وہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے تحت BA کر چکا ہے، اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کی 6 بہنیں اور 4 بھائی ہیں۔ وائس چینجر موبائل فون سیٹ کے ذریعے لڑکی کی آواز میں گفتگو بہت سود مند ثابت ہوئی بالآخر 9 اگست اتوار کو صبح 10 بجے ملاقات کا وقت طے ہوگیا، اس وقت وہ گھریلو مصروفیات کی وجہ سے طے شدہ جگہ پر نہ آسکا، پھر اس نے خود ہی فون کر کے شام 5 بجے سے 7 بجے تک ملاقات کا وقت دے دیا۔ شام ہوئی تو 5 بجے سے ملزم نے ملاقات کیلئے زور دینا شروع کر دیا، ملزم مذکورہ جگہ پر پہنچ کر نظریں گھما گھما کر لڑکی کی تلاش کرتا رہا، لیکن درخواست گذار محمد اسلم گجر نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اسٹیشن چوک بستی عطا والی ٹوبہ روڈ پر ملزم کو پوری تصدیق کے بعد پکڑ لیا، جب اس سے پوچھا گیا کہ سیدنا امیر معاویہ اور دیگر صحابہ کرام کے خلاف گستاخانہ Messages تم نے کئے ہیں؟ تو پوری ڈھٹائی اور بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے بھرے مجمع کے اندر نہ صرف اعتراف کیا بلکہ اس وقت بھی گستاخانہ لہجہ سے باز نہ آیا، بالآخر مقامی پولیس کو اطلاع دی گئی جس سے پولیس اہلکاروں نے ہماری درخواست پر ملزم کو حراست میں لے لیا۔

ملزم کی گرفتاری کے بعد شیعہ قیادت نے اپنے بڑے جرم کے مرتکب ملزم کو چھڑانے کیلئے مقدمہ کی پیروی کرتے ہوئے 13 اگست کو درخواست ضمانت دائر کی جو سول جج صاحب جناب رانا محمد فاروق نے خارج کر دی، اس کے بعد ایڈیشنل سیشن جج جناب محمد انور بٹ نے بھی درخواست ضمانت منظور کرنے سے انکار کرتے ہوئے اصحاب رسول کی عزت و ناموس کے تحفظ کو یقینی بنانے کی تائید فرمائی۔ اس کے بعد گستاخ صحابہ کی ضمانت کیلئے ہائی کورٹ پنجاب سے رجوع کیا گیا جہاں پر جناب جسٹس چوہدری اعجاز نے فریقین کا موقف سننے کے بعد جرم ثابت ہونے پر مورخہ 10 ستمبر بروز جمعرات کو درخواست ضمانت خارج کر کے ثابت کر دیا کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کے گستاخ کیلئے سب سے موزوں اور مناسب جگہ جیل کی کال کوٹھری ہی ہے۔ اس گستاخ صحابہ کو ایسی سزا ملنی چاہئے کہ آئندہ کسی بدفطرت اور بد بخت شخص کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور کسی بھی صحابی کی گستاخی کی جرأت نہ ہو سکے۔

اس واقعہ کے بعد اہلسنت والجماعت جھنگ کے سیکرٹری اطلاعات جناب محمد اسلم گجر کو قائد اہلسنت والجماعت حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی نے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''اگر صحابہ کرام کے گستاخ کو قرار واقعی سزا کا سلسلہ شروع ہو جائے تو یہ ملک مذہبی فسادات کے حوالے سے امن و امان کا گہوارہ بن سکتا ہے۔''

انہوں نے گستاخ صحابہ کی درخواست ضمانت خارج کرنے والے جج صاحبان کا بھی شکریہ ادا کیا ہے۔

---

3 رمضان المبارک 25 اگست بروز منگل تقریباً سہ پہر ایک بجے نظام خلافت راشدہ ایک لمبے عرصے بعد ہاتھ لگا، دیکھ کر دل خوشی سے جھومنے لگا مگر جیسے نظام خلافت راشدہ کے سب ٹائٹل پر نظر پڑی اور امام اہل سنت علامہ علی شیر حیدری صاحبؒ کا نام نظر آیا تو آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے کہ جس مرد قلندر نے اس کا دوبارہ اجرا کروایا تھا وہ اس رسالہ کے افتتاح کے محض دو دن بعد اس دنیا سے شہادت کا تمغہ سجا کر رخصت ہو گیا، وہ جنکا دیوانہ تھا انکا مہمان بن گیا مگر دشمن کی بھول ہے کہ وہ جھنگوی شہیدؒ کے مشن کو ہم سے چھین لیں گے جھنگویؒ کا مشن زندہ اور زندہ رہے گا اس وقت تک جب تک اسلام زندہ رہے گا۔ جناب انجینئر طاہر محمود صاحب، جناب محمد یونس قاسمی صاحب اور دیگر نظام خلافت راشدہ کی ٹیم کو نظام خلافت راشدہ کے اجراء پر مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ اس کا اجراء شہداء کے خون کی برکت اور مشن کی حقانیت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ترقیات سے نوازے اور اسے مشن جھنگوی کو پوری دنیا میں پہنچانے کا ذریعہ بنائے۔ والسلام

بنت منیر احمد، کپا کھوہ، خانیوال

واقعہ کربلا میں خاندانِ نبوت کی سواری گھوڑے نہیں اونٹ تھے

تاریخی حقائق کی روشنی میں

محقق اسلام حضرت مولانا محمد علی ؒ کے قلم سے

قارئین کرام! سیدنا علی المرتضیٰ ؓ نے واقعہ کربلا سے بہت پہلے میدان کربلا کے چند مقامات کی نشاندہی فرمائی۔ ان میں سے ایک جگہ کے بارے میں فرمایا کہ:

''یہاں شہداء کربلا کے اونٹ بیٹھیں گے۔''

یہ خبران اخبار میں سے ہے جو علی المرتضیٰ ؓ نے جناب رسول کریم ﷺ سے نقل فرمائی ہیں۔ یعنی حضور ﷺ کی طرف سے حضرت علی ؓ بیان فرما رہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں خاندان اہل بیت کے اونٹ بیٹھیں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خاندان اہل بیت میدان کربلا تک اونٹوں پر سوار ہو کر آیا اور اس مقام پر انہوں نے اپنے اونٹوں کو باندھا ان کے کجاوے رکھے۔ لیکن نامعلوم شیعہ، سنی دونوں نے امام عالی مقام کے اونٹ کدھر بھگا دیئے اور ان کی جگہ گھوڑے لے آئے۔ وہ کون خیر خواہ کون جانثار تھے۔ جنہوں نے اس مصیبت زدہ خاندان کو گھوڑے پیش کئے تھے؟ واقعات وحقائق اس کے گواہ ہیں کہ جن لوگوں نے امام عالی مقام کی بیعت نہ کی تھی۔ وہ تو آپ کے جانی دشمن تھے ہی لیکن وہ لوگ جنہوں نے بیعت کر لی تھی وہ بھی خیر خواہ نہیں تھے۔ امام عالی مقام کے مقابلہ میں آنے والوں کے بارے میں تاریخ بتاتی ہے۔ کہ وہ لوگ (مجاز) سے نہیں آئے بلکہ سب کے سب کوفی شیعہ تھے اور وہی کہ جنہوں نے آپ سے بیعت کی تھی۔

قارئین! مقتل ابی مخنف کے صفحہ 52 کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

ترجمہ: ''یعنی اسی ہزار گھوڑے سوار کوفی تھے جو کہ آپ کے مقابل تھے نہ ان میں کوئی شامی اور نہ حجاز کا رہنے والا تھا۔''

کیا یہ لوگ امام عالی مقام کو گھوڑے پیش کرنے والے ہو سکتے ہیں؟ اگر کوئی سنی واعظ اور شیعہ ذاکر کسی معتبر کتاب کے حوالہ سے ثابت کر دیں کہ امام عالی مقام کو میدان کربلا میں فلاں قبیلہ، فلاں سردار، یا فلاں نامی شخص نے گھوڑے پیش کئے تھے۔ تو میں ان کو بیس ہزار روپے انعام پیش کروں گا۔ اگر گھوڑے پیش کرنے والا ہی کوئی نہیں اور خود یہ خاندان اہل بیت کا قافلہ اونٹوں پر سوار ہو کر (مدینہ سے) آیا تھا۔ تو پھر امام عالی مقام سے (گھوڑے کی) گفتگو وغیرہ سب باتیں سرے سے ہی جھوٹی ہوئیں۔ یہ بھی کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ وہاں کوئی ''ذوالجناح'' بھی تھا۔ پھر فرضی اور من گھڑت واقعات سے اس خاندان نبوت کے بارے میں یہ تاثر دینا کہ انہوں نے صبر و ہمت کا دامن چھوڑ دیا تھا اور اپنا سکہ جمانے کی خاطر عوام کو غلط باتوں پر رُلانا، ایسے واعظین و ذاکرین کو شرم نہیں آتی؟ انہیں خدا کا خوف نہیں؟ ایسے واہی تباہی کہنے والوں کے بارے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے واضح ارشادات موجود ہیں۔ خاص کر سنی واعظین کو اپنی روش تبدیل کرنی چاہئے۔ خصائص کبریٰ اور سر الشہادتین کے حوالہ سے امام عالی مقام ؓ کے بارے میں حضور ﷺ کی پیش گوئی بذریعہ علی المرتضیٰ ؓ غلط نہیں ہو سکتی۔ اس لئے حقیقت یہی ہے کہ امام عالی مقام ؓ اپنے رفقاء واہل وعیال کے ہمراہ اونٹوں پر سوار ہو کر کربلا پہنچے تھے۔

اگر کوئی سنی واعظ اور شیعہ ذاکر کسی معتبر کتاب کے حوالہ سے ثابت کر دیں کہ سیدنا حسین ؓ کو فلاں قبیلہ، فلاں سردار یا فلاں نامی شخص نے گھوڑے پیش کئے تھے تو میں انکو بیس ہزار روپے انعام دوں گا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے سفر کا آغاز اونٹنی پر فرمایا:

ذبح عظیم بحوالہ مقتل ابی مخنف:

ترجمہ:

''پھر جب امام حسین ؓ کے بارے میں اُن کے بھائی محمد بن حنفیہ نے سنا کہ آپ عراق جانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ تو وہ بہت روئے پھر کہا، بھائی جان! اہل کوفہ (شیعہ) نے آپ کے والد اور بھائی کے ساتھ جو بے وفائی اور غداری کی۔ آپ اسے بخوبی جانتے ہیں کہ اگر میری بات مانیں تو مکہ میں ٹھہرے رہیں۔ امام عالی مقام نے جواب دیا۔ بھائی مجھے خطرہ ہے کہ بنوامیہ کے لشکری مکہ میں ہی مجھ سے لڑنا شروع نہ کر دیں۔ تو پھر بھی ایسے لوگوں میں سے ہو جاؤں جن کا خون اللہ کے حرم میں مباح ہو جائے۔ پھر ابن حنفیہ نے کہا کہ آپ یمن تشریف لے جائیں۔ وہاں آپ بالکل امن میں رہیں گے۔ امامؓ نے فرمایا! اگر میں کسی چٹان کے اندر بھی ہوا تو بھی وہ لوگ مجھے وہاں سے نکال کر شہید کر دیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اچھا میں تمہاری پیش کش پر غور کروں گا۔ جب سحری کا وقت ہوا۔ آپ نے عراق کی طرف سفر کا عزم فرمایا۔ تو جناب محمد بن حنفیہ نے آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی اور کہا بھائی جان! آپ کے جلدی کرنے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا تمہارے جانے کے بعد نیند کی حالت میں نانا جان ''(رسول کریم ﷺ) تشریف لائے تھے۔ میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور مجھے سینہ سے لگا کر فرمانے لگے۔ بیٹا حسین! اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! عراق کی طرف سفر پر نکل پڑو۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ وہ تمہیں شہید ہوتا دیکھنا چاہتا ہے۔''

(ذبح عظیم میں 165 مکہ معظمہ سے جناب امام حسین کی روانگی۔ مطبوعہ متجر کتب خانہ اثنا عشری لاہور۔ شیعہ مصنف اولاد حیدر)

صاحب ذبح عظیم سید اولاد حیدر نے مقتل ابی مخنف کی عبارت سے جو حوالہ نقل کیا ہے میں نے اس کی مکمل عبارت نقل کر دی ہے۔ اس حوالہ میں امام عالی مقام کے بھائی محمد ابن حنفیہ کا امام صاحب کے عزم سفر کے وقت ایک عمل ہمارے سامنے ہے۔

فاخذ محمد بن حنفیہ اسام ناقتہ

''محمد بن حنفیہ نے امام کی اونٹنی کی مہار پکڑی۔''

جس کا واضح مطلب ہے کہ امام حسین ؓ نے سفر کرتے وقت اونٹنی پر سفر شروع فرمایا تھا۔ راستہ میں کہیں

تبدیل ہوگئی اور اس کی جگہ گھوڑا سواری کے لئے آپ نے لیا۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ گھوڑے کا ذکر اور ذوالجناح کی کہاوتیں لایعنی اور جھوٹ پر مبنی ہیں۔

مدینہ منورہ سے کربلا تک آپ کی سواری اونٹنی ہی رہی

تاریخ طبری

ترجمہ

"فرزدق کو امام حسین ؓ نے فرمایا کہ اپنے پیچھے لوگوں کی بات بتاؤ تو اس نے کہا کہ آپ نے واقعی صحیح جاننے والے سے پوچھا ہے۔ لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں۔ اور ان کی تلواریں بنو امیہ کے ساتھ ہیں۔ قضاء

ترجمہ

"امام حسین ؓ نے فرمایا۔ یہ کہ کربلا مصائب کی جگہ ہے۔ یہ ہماری اونٹنیوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور یہ ہمارے کجاوے رکھنے کی جگہ ہے اور یہ ہمارے مردوں کی شہادت گاہیں ہیں۔"

☆(کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد دوم ص 74 ذکر مصرعہ مقتلہ علیہ السلام مطبوعہ تبریز ایران)

☆(مناقب ابن شہر آشوب جلد چہارم ص 97 فی مقتلہ علیہ السلام مطبوعہ قم طبع جدید، مقتل ابی مخنف)

اخبار الطوال

ترجمہ:

"امام حسین ؓ نے پوچھا۔ اس جگہ کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے کہا: کربلا۔ فرمایا مصیبت کی جگہ؟ میرے

روایت ہے جو ان کے بقول معصومین کے سردار ہیں۔ وہ کربلا میں وارد ہوں اونٹوں پر بیان فرمائیں اور تم ان کی سواریاں گھوڑوں کو بناؤ۔ کیا اُن کی بات سچی ہے۔ یا تمہاری کہانیاں درست ہیں؟ سواری سے اُتر کر آپ نے اپنے خادم عقبہ کو جو حکم دیا۔ وہ بھی سن لیجئے۔

مقتل ابی مخنف

ترجمہ

"پھر امام حسین ؓ نے فرمایا خدا کی قسم! میں (بیعت کے لئے) ہاتھ کسی ذلیل کی طرح نہ دوں گا اور نہ کسی بزدل کی طرح بھاگوں گا۔ پھر آپ نے یہ تلاوت فرمائی

انی عذت الخ

میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ ہر ایسے متکبر سے چاہتا ہوں۔ جو قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔ پھر آپ نے اپنی اونٹنی بٹھائی اور عقبہ بن سمعان کو حکم دیا کہ اس کی فالتو مہار سے اس کے گھٹنے باندھ دو۔

(مقتل ابی مخنف۔ صفحہ 55۔ مضافہ القوم للحسین مطبوعہ حیدریہ نجف اشرف ایران)

شیعہ مصنف لکھتا ہے کہ شمر بڑے لشکر کے ساتھ آپ ؓ سے لڑائی کرے گا اس مقصد کیلئے وہ امام حسین ؓ، آپ کی اونٹنی اور آپ ؓ کے اہل بیت کے درمیان حائل ہوگیا

آسمان سے اترتی ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے پس امام حسین ؓ نے فرمایا۔ تونے سچ کہا تمام کام اللہ کو ہی زیب دیتے ہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہمارا رب ہر دن ایک نئی شان سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ جو پسند کرتا ہے ویسی ہی قضاء اتارتا ہے۔ ہم اس کی نعمتوں کا شکر بجالاتے ہیں اور ادائے شکر پر اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے اگر اس کی قضاء لوگوں پر اترتی ہے تو جس کی نیت صحیح ہوتی ہے وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کی قوت باطنی مضبوط ہوتی ہے یہ کہا پھر امام حسین ؓ نے اپنی اونٹنی کو حرکت دی۔

السلام علیک کہا اور چل دیئے۔

(تاریخ طبری: جلد 6: صفحہ 218:60ھ)

قارئین کرام! فرزدق کی ملاقات کوفہ کے راستہ میں ہوئی تھی۔ حوالہ مذکورہ یہ بتا رہا ہے کہ آپ اس وقت بھی اونٹنی پر ہی سوار تھے اور گھوڑا ہوتا تو اس پر سوار ہوتے۔ عزم سفر کے وقت بھی اونٹنی پر اور دوران سفر بھی اونٹنی پر سوار ہونا ثابت اور محقق ہے۔

میدان کربلا میں امام حسین ؓ کا اونٹنی پر اور دوران سفر بھی اونٹنی پر سوار ہونا ثابت اور محقق ہے

کشف الغمہ

والد گرامی جب صفین کی طرف جا رہے تھے اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ تو آپ کا جب یہاں سے گزر ہوا۔ تو کچھ دیر کیلئے ٹھہر گئے۔ اس جگہ کے بارے میں پوچھنے لگے تو آپ کو اس کا نام بتایا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ جگہ اُن (شہداء کربلا) کے اونٹوں کے بیٹھنے کی اور یہاں ان کا خون گرے گا۔

(الاخبار الطوال مصنفہ احمد بن داؤد۔ صفحہ 353 نیابت الحسین مطبوعہ بیروت طبع جدید)

قارئین کرام! روایت بالا کے راوی خود امام حسین ؓ اور جن کی طرف سے بات ذکر فرما رہے ہیں وہ ہستی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا ہے میں اس روایت کے ذکر کرنے کے بعد خاص کر اہل سنت کہلانے والے واعظین کو مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ کہ جب میدان کربلا میں اونٹوں پر سے امام عالی مقام اور ان کے ساتھیوں کا اُترنا اور ان کے بیٹھنے کی جگہ وہ بیان فرما رہے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا کہ جس کی وجہ سے ان کی خبر جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ تو پھر آپ لوگ کس منہ سے میدان کربلا میں "ذوالجناح" کے فرضی واقعات بیان کر کے لوگوں سے داد خطابت وصول کرتے ہیں؟

اور اس روایت کو شیعہ ذاکرین بھی بار بار پڑھیں۔ یہ ایسے دو عظیم المرتبت حضرات کی

سیدنا حسین ؓ کے کربلا کے سفر میں گھوڑے کا ذکر اور ذوالجناح کی کہانیاں لایعنی اور جھوٹ پر مبنی ہیں

بحار الانوار

ترجمہ:

پھر پوچھا یہ کربلا ہے؟ لوگوں نے کہا۔ ہاں یہ کربلا ہے۔ اے رسول اللہ کے فرزند! پھر پوچھا یہ مقام کربلا ہے؟ لوگوں نے کہا۔ اے رسول اللہ کے فرزند! ہاں یہ کربلا ہے۔ فرمایا یہ جگہ ہمارے اونٹوں کے بٹھانے کی جگہ اور ہمارے کجاوے رکھنے کی جگہ اور ہمارے مردوں کی شہادت گاہ اور ہمارے خون کی جگہ ہے۔

(بحار الانوار جلد 44 صفحہ 383 تاریخ حسین بن علی مطبوعہ ایران)

تاریخ التواریخ:

ترجمہ

"پھر فرمایا۔ یہ مصیبت کی زمین ہے پھر فرمایا یہاں رُک جاؤ آگے کوچ نہ کرنا۔ خدا کی قسم! ہمارے گھر والوں کی عزت لوٹی جائے گی۔ خدا کی قسم! یہاں ہمارے مردوں کو ذبح کیا جائے گا۔ خدا کی قسم! یہاں ہمارے بچوں کو شہید کیا جائے گا۔ خدا کی قسم! یہ وہ جگہ ہے جس کا مجھ سے میرے نانا جان نے وعدہ کیا تھا۔ اور ان کے قول میں غلطی نہیں۔

(تاریخ التواریخ جلد 2 صفحہ 161 دراحوالات سید الشہداء اور حسین بزمین کربلا مطبوعہ تہران)

CamScanner

قارئین کرام! امام حسین رضی اللہ عنہ نے قسمیں فرمائیں کہ میدان کربلا ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ اور ان کے کجاوے رکھنے اور ہمارے شہید ہونے کی جگہ ہے۔ ان تمام باتوں کا وعدہ اس شخصیت نے مجھ سے کیا تھا جن کی بات غلط نہیں ہوسکتی۔ جب وہ غلط نہیں ہوسکتی تو پھر لازماً امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلا میں اونٹوں پر پہنچے۔ انہیں وہاں بٹھایا۔ سنی واعظین اور شیعہ ذاکرین کی غلط بیانی کو دیکھیں۔ یا جناب رسالت مآب ﷺ کے سچے قول کو دیکھیں؟ تو یقیناً ہر مسلمان یہی فیصلہ کرے گا کہ رسول کریم ﷺ کی بات سچی ہے تو معلوم ہوا کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ اونٹوں پر میدان کربلا میں تشریف فرما ہوئے اور یہیں اتر کر اونٹوں کو رسیوں سے باندھنے کا حکم دیا۔ شیعوں کے مسلک کے ستون اور ان کے مذہب کے نامور مجتہد کہ جس کی ہر بات ان کے نزدیک حرف آخر سمجھی جاتی ہے اس کی زبانی سنئے کہ امام عالی مقام مدینہ منورہ سے کس سواری پر چڑھ کر روانہ ہوئے اور چلتے چلتے میدان کربلا میں پہنچے۔ تو اس وقت کون سی سواری آپ کے نیچے تھی؟ ملاحظہ ہو۔

بحار الانوار

ترجمہ

پھر جب سفر کا وقت آیا تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوچ کا ارادہ فرمایا اور یہ خبر ابن حنفیہ کو پہنچی تو ان کے پاس آئے اور ان کی اونٹنی کی مہار پکڑی جبکہ امام حسین رضی اللہ عنہ اس پر سوار ہو چکے تھے ابن حنفیہ کہنے لگے۔ بھائی جان! کیا آپ نے میرے سوال پر غور فرمانے کا وعدہ نہ کیا تھا؟

(بحار الانوار جلد 44 صفحہ 364 تاریخ الحسین بن علی۔ مطبوعہ تہران جدید)

قارئین کرام! گزشتہ سطور میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ عراق کی طرف ارادۂ سفر کے وقت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بھائی محمد بن حنفیہ آئے اور کچھ معروضات پیش کیں۔ اس وقت جانے کے لئے امام حسین رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار ہو چکے تھے انہوں نے ان کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر رک جانے کو کہا اس حوالہ سے بھی معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو آپ اونٹنی پر سوار تھے اور مدینہ منورہ سے چل کر راستہ میں جب شاعر فرزدق سے ملاقات ہوئی تو آپ اس وقت بھی اونٹنی پر سوار تھے۔

بحار الانوار

ترجمہ

امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے سچی بات کہی ہے تمام معاملات پچھلے اور بعد کے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ کی ہر دن نئی شان ہوتی ہے اگر اس نے قضاء کو اس طرح نازل کیا جس طرح ہم چاہتے ہیں تو ہم اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں گے وہ وہی ذات ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے شکر کے ادا کرنے پر۔ اگر قضاء نے ہماری امیدوں کی مخالفت کی تو نہیں پرواہ کرتا وہ آدمی جس کی نیت سچی اور دل متقی ہو۔

فرزدق نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ہاں یہ بات سچی ہے خدا آپ کو وہ عطا کرے جس کو آپ چاہتے ہیں اور اس سے بچائے جس سے آپ ڈرتے ہیں فرزدق نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے چند چیزوں کے بارہ میں یعنی نذر اور مناسک حج کے بارہ میں سوال کیا تو آپ نے مجھے ان کی خبر دی۔

وَحَرَّكَ رَاحِلَتَهُ وَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ ثُمَّ افْتَرَقْنَا

''اس کے بعد اپنی اونٹنی کو حرکت دی اور فرمایا السلام علیکم اس کے بعد ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔''

(بحار الانوار جلد 44 صفحہ 365 مطبوعہ ایران)

میدان کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء کے پاس بوقت جنگ اونٹ ہونے پر چند مزید شواہد

تاریخ روضۃ الصفاء

ترجمہ

امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے نزدیک مرنا ابن زیاد سے ملاقات کرنے کی بہ نسبت آسان تو ہے پھر فرمایا اونٹوں پر سامان لاد دو اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ سوار ہو جاؤ اور حجاز کی جانب چل پڑو۔

(تاریخ روضۃ الصفاء۔ جلد سوم صفحہ 579 مطبوعہ لکھنؤ طبع قدیم)

تفسیر لوامع التنزیل

ترجمہ:

شمر ایک بڑے لشکر کے ساتھ آیا اور آپ سے لڑائی کرنے لگا امام حسین رضی اللہ عنہ، آپ کی اونٹنی اور آپ کی اہل بیت کے درمیان حائل ہو گیا۔

(تفسیر لوامع التنزیل جلد 13 صفحہ 91 در مطبع رفاہ عامہ سٹیم پریس لاہور)

الکامل فی التاریخ

ترجمہ:

پھر امام حسین رضی اللہ عنہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور بلند آواز سے آواز دی جسے سب لوگوں نے سنا۔

(الکامل فی التاریخ جلد 4 صفحہ 61 ثم دخل سنۃ احدی وستین)

ان تمام حوالہ جات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے چلے تو بھی اونٹوں پر سوار تھے، راستہ طے کیا تو بھی اونٹوں پر میدان کربلا پہنچے، تب بھی اونٹوں پر اور لڑائی کے دوران بھی آپ کے پاس اونٹ ہی تھے نہ معلوم گھوڑے کب آئے؟ کون لایا؟

اعتراض

مذکورہ روایات میں دو لفظ ''رحال اور رکاب'' آئے ہیں۔ رکب عام سواری کو کہتے ہیں اور تم نے اس کا معنی مخصوص سواری یعنی اونٹ کی سواری کیا ہے اور لفظ ''رحل'' سے سامان ہے وہ خواہ اونٹ پر لدا ہوا ہو یا گھوڑے پر۔ لہٰذا ان الفاظ سے صرف اونٹ اور اس پر لادا ہوا سامان مراد لینا درست نہیں ہوسکتا ہے کہ رکاب گھوڑوں کے لئے اور رحال ان پر لادے گئے سامان کو کہا گیا ہو۔ لہٰذا ایسے الفاظ سے گھوڑوں کی نفی کرنا درست نہیں۔

جواب

پہلی بات یہ ہے کہ ہم نے ''رحال اور رکاب'' کے الفاظ کے علاوہ بھی ایسی روایات ذکر کی ہیں جن میں صاف صاف لفظ ''نـاقـۃ'' اس لفظ کا اطلاق صرف اونٹنی پر ہوتا ہے مقتل ابی مخنف کے الفاظ

اَخَذَ بِزِمَامِ نَاقَۃِ الْحُسَيْن

یعنی محمد بن حنفیہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی ''ناقۃ'' کی مہار پکڑ لی اسی طرح امام عالی مقام کے غلام نے جب آپ کو کربلا میں آتے دیکھا تو مقتل ابی مخنف کے الفاظ ہیں:

فَلَمَّا نَظَرَ طِرْمَاح اخذ بزمام ناقۃ الحسین

جب طرماح نے دیکھا تو امام کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی

ان دونوں حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ امام عالی مقام جب مدینہ منورہ سے چلے اور محمد بن حنفیہ نے جب انہیں روکنا چاہا تو اس وقت آپ اونٹنی پر سوار تھے اور کربلا میں بھی اونٹنی پر سواری کی حالت میں تشریف فرما ہوئے۔ ان واضح الفاظ کے ہوتے ہوئے دوسرا احتمال یعنی گھوڑے پر سوار ہونا تو بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں رکاب اور رحال پر جو اعتراض کیا گیا ہے وہ بھی ازروئے لغت غلط ہے اس بارے میں ان الفاظ کے معانی ہم شیعہ سنی دونوں کی کتب معتبرہ سے پیش کرتے ہیں۔

رکاب اور رحال کے معانی از کتب طرفین

المنجد:

لفظ رکاب سواری کے اونٹ

(المنجد صفحہ 474 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

لسان العرب

ترجمہ:

''رکاب'' ان اونٹوں کو کہتے ہیں جن پر سوار ہو کر سفر کیا جاتا ہے اس کا واحد رحلۃ ہے اور لفظ رکاب ایسی جمع ہے کہ جس کے اپنے لفظ سے واحد نہیں آتا اور اس کی جمع رکب بروزن کتب ہے

(لسان العرب۔ جلد اول صفحہ 43 مطبوعہ بیروت طبع جدید)

تاج العروس

ترجمہ

لفظ "رکب" صرف اونٹ کے لئے استعمال ہوتا ہے ابن بری نے کہا کہ ابن سکیت کا قول اس وقت ہے

"مر بنا راکب"

جب گزرنے والا صرف اونٹوں پر سوار ہو۔ اس لفظ سے یہی معنی لئے جاتے ہیں جب اسے کسی کا مضاف نہ بنایا جائے اور اگر اسے بطور اضافت استعمال کیا جائے تو پھر اونٹ، گھوڑے، گدھے اور خچر وغیرہ کے لئے استعمال ہو سکتا ہے کہا جاتا ہے کہ راکب جمل۔ راکب حمار، فرس وغیرہ اور اسکا استعمال کیا جائے بطور جمع۔ تو اس سے مراد صرف اونٹ ہی ہوتے ہیں لہٰذا رکب الابل، رکبان الابل کہنا درست نہیں کیونکہ رکب اور رکبان صرف اونٹ سواروں کو کہا جاتا ہے۔

(تاج العروس جلد اول صفحہ 274 لفظ رکب مطبوعہ مصر)

قارئین کرام! لغت کی مشہور تین کتب سے ہم نے ''رکاب'' کا معنی ذکر کیا ہے سبھی کا اتفاق ہے کہ اس سے مراد اونٹ ہی ہوتے ہیں اور ابن سکیت نے ذرا اور وضاحت کر دی کہ اضافت کے وقت اس کے دوسرے معنی بھی ہو سکتے ہیں لیکن بلا اضافت اور جمع کے وقت اس سے مراد صرف اونٹ ہی ہوں گے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی والی روایت اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی تصدیق روایت میں لفظ رحال اور رکاب جمع وارد ہیں۔ لہٰذا ان کا معنی صرف اونٹ ہی ہوں گے۔ لغت میں کسی سنی شیعہ کا اختلاف نہیں ہوتا کیونکہ اس میں عربی زبان کے الفاظ کے معانی بیان ہوتے ہیں اسی لئے شیعہ سنی کوئی اپنی طرف سے عربی الفاظ کے لغوی معانی میں ردو بدل نہیں کر سکتا لگتے ہاتھ شیعہ کتاب سے ایک حوالہ ملاحظہ ہو جائے۔

ترجمہ

لفظ ''رکاب'' راسکورہ کے ساتھ اونٹوں کو کہتے ہیں جن پر لوگ سوار ہوتے اور سامان لادتے ہیں اس کی واحد راحلۃ ہے خود اس کے لفظ سے اس کا واحد نہیں آتا۔ اور جمع رُکُبْ بروزن کُتُبْ ہے اور رکاب رکوبۃ کی جمع ہے۔ رکوبۃ اس اونٹ کو کہتے ہیں جس پر سواری کی جائے جیسا کہ حمولۃ وہ اونٹ ہے کہ جس پر بوجھ لادا جائے۔

(مجمع البحرین جلد دوم صفحہ 74 لفظ رکوب)

لفظ ''رحال'' کی تحقیق

المنجد

رحال جمع رحل کی ہے جس کا معنی ہے کجاوا پالان

(المنجد صفحہ 440 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

لسان العرب:

ترجمہ

رحل اونٹ اور اونٹنی کی سواری کو کہتے ہیں اس کی جمع ارحل اور رحال آتی ہے۔

(لسان العرب جلد اول صفحہ 274 مطبوعہ بیروت جدید)

تاج العروس

ترجمہ

سواری کے اونٹ یا اونٹنی کو رحل کہتے ہیں...... مفردات امام راغب میں ہے لفظ رکب اصل میں اس چیز کے لئے بنایا گیا تھا جو اونٹ پر بیٹھنے کیلئے رکھی جاتی ہے یعنی پالان پھر بعض دفعہ اسے بول کر مراد اونٹ ہوتا ہے...... "راحلۃ" عربی لوگوں کے ہاں ہر اچھے اونٹ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ خواہ وہ نر ہو یا مادہ اور لفظ راحلۃ سے مراد اونٹنی لینا اور اسے اونٹ سے بہتر معنی قرار دینا درست نہیں ہے عرب ایسے اونٹ کو جو اچھا ہو راحلۃ کہتے ہیں اس کی جمع رواحل ہے۔

(تاج العروس جلد 7 صفحہ 340 فصل الراء باب اللام لفظ رحل)

مجمع البحرین

ترجمہ

حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ کا رحل ایک ہاتھ تھا۔ اس سے مراد کجاوا کا پچھلا حصہ ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر اس کا ذکر ہو چکا ہے اور رحل سے مراد اونٹ کا رحل ہے۔ رحلت

مجمع البحرین

البعیر اس وقت کہا جاتا ہے جب اونٹ پر کجاوا خوب اچھی طرح سے باندھ دیا جائے۔ لفظ "راحلۃ" فاعلۃ کے وزن پر ہے ایسی اونٹنی کو کہتے ہیں جو کجاوا رکھے جانے کے قابل ہو چکی ہو اور مرکب بھی اونٹ کو کہا جاتا ہے۔ خواہ وہ نر ہو یا مادہ۔ اور کہا جاتا ہے وہ مضبوط اونٹ ہے سفر کرنے اور بوجھ لادنے میں۔

(مجمع البحرین جلد پنجم صفحہ 381 مکتبہ مرتضوی تہران)

قارئین کرام! آپ نے لفظ رحل اور رحال کا دونوں طرف کی کتب لغت سے معنی ملاحظہ کیا۔ ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ لفظ راحل اور رکوب صرف اونٹوں (نر اور مادہ) کے لئے استعمال کیا جاتا ہے لہٰذا امام عالی مقام کا مدینہ منورہ سے سفر شروع کرنا اور کربلا تک سفر مکمل کرنا اور کربلا میں پہنچنا یہ سب مراحل آپ نے اونٹوں پر طے فرمائے گھوڑے نہ ساتھ تھے نہ راستہ میں کسی نے پیش کئے اور کربلا میں مخالفین سے اس کی توقع ہو سکتی ہے اس لئے سکینہ شہزادی کا گھوڑے کے پاؤں کو لپٹنا اور فریاد کرنا از اول تا آخر جھوٹ ہے۔ اور پھر امام عالی مقام کا گھوڑے سے باتیں کرنا ثابت کرنا امام حسین پر شیعہ سنی واعظین و ذاکرین کا کذب محض ہے۔ افسوس ہے ایسے سنی واعظین و خطباء پر جو اہل تشیع کے لئے گھوڑے (ذوالجناح) کا ثبوت اپنی تقاریر میں پیش کرتے ہیں۔ اور صد افسوس ان سنی مصنفین پر کہ جنہوں نے اپنی اپنی تصانیف میں بلا تحقیق گھوڑا ثابت کر دکھایا شیعہ لوگ گھوڑا نکالتے ہیں اگر وہ گھوڑے کی فرضی روایتیں بیان کریں اور لکھیں تو ان کا یہ مسلک ہے لیکن ہم سنی جب تحریر و تقریر میں گھوڑا لے آتے ہیں اور سیدہ سکینہ کا اس کے پاؤں سے لپٹنا بیان کرتے ہیں اور لپٹنے کے دوران فرضی گفتگو بیان کرتے ہیں ایسی تحریر و تقریر سے شیعہ لوگ حجت پکڑتے ہیں گویا ہمارے سنی حضرات در پردہ شیعوں کے گھوڑا نکالنے کی تائید کر کے ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ ایسے سنی واعظ سنی مسلک اہل سنت کا عظیم نقصان کر رہے ہیں جس کو اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت نے حرام فرمایا ہے جیسا کہ آپ کی عبارات بارہا پیش کر چکے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ ایسے جھوٹے واقعات پر بیان کر کے رونے رلانے والوں کی خدا کے ہاں کیا سزا ہے؟

فاعتبروا یا اولی الابصار

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ سے لیکر میدان کربلا تک تمام سفر اونٹوں پر کرنا ثابت ہو چکا ہے اس لئے سکینہ شہزادی کا گھوڑے کے پاؤں کو لپٹنا اور فریاد کرنا اول تا آخر جھوٹ کا پلندہ ہے

CamScanner
CamScanner